بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

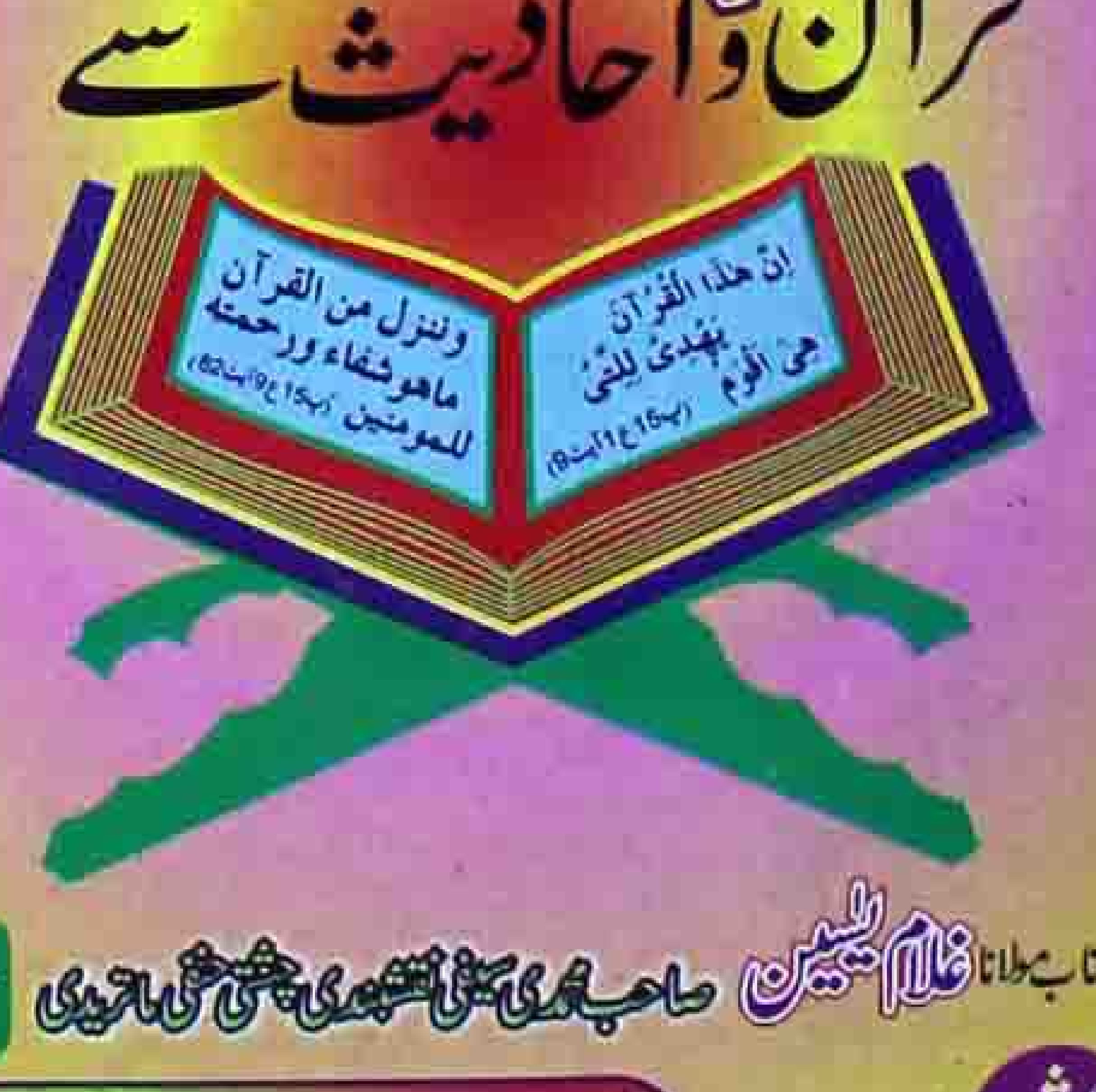
تو اگر تم میں کسی چیز کے بارے میں جھگڑا ہو جائے تو
اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹاؤ (پ5 ع5)

دھوکے اور چالاکی سے حقیقت کیسے بدلو گے
افسانہ آخر افسانہ ہے حقیقت پھر حقیقت ہے

ایصال ثواب یعنی

ختم کا ثبوت

قرآن و احادیث سے



مصنف: جناب مولانا غلام یٰسین صاحب محمدی سیفی نقشبندی چشتی حنفی ماتریدی

ضلع گوجرانوالہ

ناشر
مکتبہ محمدیہ سیفیہ راوی ریان شریف

: نام کتاب: ختم کا ثبوت قرآن واحادیث سے

: مصنف: جناب مولانا غلام یسٰین

: اشاعت: چہارم 2004ء

: پروف ریڈنگ: جناب حضرت علامہ حافظ نور احمد قادری

: مدرس جامعہ مدینۃ العلم عالم چوک گوجرانوالہ و مہتمم جامعہ فاطمیہ گوجرانوالہ

: تعداد: گیارہ سو

: کمپوزنگ: مسلم پروسیس (4/C دربار مارکیٹ لاہور)

: قیمت:

انعام

ایصال ثواب یعنی ختم کے جواز پر ہمارے پیش کردہ دلائل کو غلط ثابت کرنے والا ستر 70 ہزار روپے نقد انعام کا حق دار ہے۔

فہرست

تقاریظ

شیخ الحدیث استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی غلام فرید ہزاروی صاحب جامعہ فاروقیہ رضویہ محلہ فاروق گنج گوجرانوالہ

الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین الی یوم الدین اما بعد

حضرات گرامی ختمات مروجہ کا جواز یعنی استحباب تو شک وشبہ سے بالاتر ہے مگر ضد وعناد کا کوئی علاج نہیں ہے اور وہابیہ ودیوبندیہ کی مذہبی گاڑی تو ہمیشہ سے جھوٹ اور بددیانتی کے سہارے ہی چلتی آئی ہے اور ان کو لانسلم کی مرض بھی دائمی لاحق ہے اور بغض رسالت اور ولایت نے تو ان کو اتنا اندھا کر دیا ہے کہ ان کو جواز واستحباب نظر ہی نہیں آتا حالانکہ ایسے امور کا جواز واستحباب تو ان کے اکابر کا معمول رہا ہے۔ بہر حال علامہ صاحب کی کتاب ہذا کو بندہ نے بعض مقامات سے دیکھا ہے اور نہایت ہی مفید پایا ہے خصوصاً عوام الناس کے لئے تو بہت ہی مفید ہے بندہ کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو مزید خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے آمین یارب العالمین بجاہ طہ ویس صلی اللہ علیہ وآلہ الی یوم الدین۔

جناب حضرت علامہ غلام مصطفیٰ حنیف صاحب مدرس دارالعلوم نقشبندیہ امینیہ رجسٹرڈ 477a ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ

حامدا ومصلیا امابعد حضرت مولانا غلام یٰسین صاحب حنفی ماتریدی نقشبندی چشتی محمدی سیفی مدظلہ العالی کی کتاب دیکھ کر نہایت ہی خوشی ہوئی کہ جس میں ختم کا ثبوت قرآن واحادیث کی روشنی میں

سپرد قلم کیا گیا ہے اور یہ اس گئے گزرے دور میں ایک ایسی کاوش ہے کہ جس کی دور حاضر میں اہم ضرورت تھی۔ کیونکہ اس مادہ پرستی کے دور میں اپنے عقلی دلائل سے ہی کئی امور مستحبہ کو ناجائز اور حرام قرار دینے کیلئے طرح طرح کی چالیں چلائی جارہی ہیں جو کہ اصل میں قرآن واحادیث سے ثابت ہیں اور مولانا موصوف نے بھی خصوصاً اسی طرف توجہ مبذول کرانا چاہی ہے اللہ کریم انکی اس سعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور مزید خدمت دین کی توفیق عطاء فرمائے آمین ثم آمین۔

پیر طریقت رہبر شریعت جناب حضرت علامہ مقصود احمد محمدی سیفی کامونکی

حامدا ومصليا اما بعد: حضرات محترم موجودہ زمانہ کس قدر تنگ وتاریک ہوتا جارہا ہے محتاج بیان نہیں اس پر فتن و پرآشوب دور میں مخالفین لوگوں کے ذہنوں کو بدلنے کیلئے دن رات کوشش کررہے ہیں اور اسی مقصد کے تحت مسلہ ایصال ثواب یعنی ختم کو بھی کبھی ناجائز کبھی بدعت کبھی حرام اور کبھی شرک کہہ کر لوگوں کو اس سے متنفر کرنا چاہتے ہیں لہٰذا وقت کے اہم تقاضے کے پیش نظر سلیس اردو زبان میں ایک ایسی کتاب کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ جس میں اس اہم مسلہ ایصال ثواب یعنی ختم کے ثبوت کا حل قرآن واحادیث سے ہوتو اس سلسلے میں نظر انتخاب مجاہد ملت صوفی باصفاء استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا غلام یٰسین صاحب محمدی سیفی دام اقبالہ پر پڑی کہ موصوف نے کثیر مصروفیات وسخت عدیم الفرصت ہونے کے باوجود بھی اس کتاب کا مسودہ تیار فرمایا اور پھر اس کی نظر ثانی کا موقع مجھے دیا جس کو پڑھ کر بے پایاں مسرت وسرور قلبی حاصل ہوا کتاب کا طرز بیان عام فہم اور مدلل ہے انشاء اللہ دین متین کے پیروکاروں اور حق کے متلاشیوں کے لئے ممد ومعاون اور مشعل راہ ثابت ہوگی ہم مصنف کے لئے دعا گو ہیں کہ جنہوں نے بڑی محنت اور جانفشانی کے ساتھ کتاب کی تصنیف فرمائی خداوند قدوس ان کی نیک کاوش کو منظور ومقبول اور مستجاب فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین وراحت العاشقین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

﴿جناب حضرت مولانا قاری محمد دلاور حسین صاحب﴾

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم اما بعد حضرات گرامی اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ

تم کو جو کچھ رسول پاک عطا کریں اس کو لے لو اور جس سے تم کو روکیں اس سے رک جاؤ۔

(پ28ع4آ7)

حضرات محترم: اس گئے گزرے دور میں جب کہ ہر طرف سے گمراہی بڑھ رہی ہے اور لوگ اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور ہوتے جا رہے ہیں اور بہت سے ایسے مسائل جو حلال اور جائز ہیں ان کو حرام اور ناجائز کہنا شروع کر دیا ہے اور انہیں مسائل میں سے ایک مسئلہ ایصال ثواب بھی ہے جو کہ بجا لوگوں کے درمیان موضوع سخن بنا ہوا ہے اور حضرت علامہ مولانا غلام یٰسین صاحب نے اس کا حل بڑا مختصر اور مدلل تحریر فرمایا ہے میرے خیال میں اس کتاب کو پڑھنے کے بعد اس موضوع پر کسی اور کتاب کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ یہ کتاب اس قدر جامع ہے کہ مسئلہ ایصال ثواب کو ہر طرح سے پوری خوبیوں کے ساتھ واضح کر رہی ہے لہٰذا اس کے مطالعہ کے بعد آدمی یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہ مسئلہ ایصال ثواب یعنی ختم نہ صرف جائز ہے بلکہ باعث ثواب بھی ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مولانا صاحب نے اس مسئلہ کو قرآن کریم اور احادیث مبارکہ سے ثابت کیا ہے اور لوگوں کی اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول ﷺ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حلال کر دیا ہے وہ حرام نہیں ہو سکتا اور اس ایصال ثواب کو نہ تو اللہ نے حرام کیا ہے اور نہ ہی اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو پھر یہ حرام کیسے ہو گیا ہے مولانا صاحب نے یہ کتاب تحریر فرما کر عوام اہلسنت پر بہت بڑا احسان فرمایا ہے اللہ تبارک تعالیٰ مولانا صاحب کو اس سعی کے بدلے

دارین کی کامیابیاں عطا فرمائے اور ہمیں یہ توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس کتاب کو پڑھنے کے بعد اسے دوسرے لوگوں تک پہنچائیں تاکہ اس سے عام لوگوں کو فائدہ پہنچے۔

جناب مولانا محمد امجد علی صاحب ماڑی ٹھاکراں مصطفےٰ آباد

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم اما بعد

برادران اسلام: استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا غلام یٰسین صاحب حنفی ماتریدی محمدی سیفی نقشبندی چشتی مدظلہ العالی نے ایک ایسے موضوع پر قلم اٹھایا ہے کہ جو پوری امت میں سخت اختلاف اور جا بجا بحث مباحثے کا سبب بنا ہوا ہے تو انہوں نے اس اختلاف کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک ایسی مدلل اور مختصر کتاب لکھی ہے کہ اس موضوع پر ایسی مدلل کتاب اس سے پہلے میری نظروں سے نہیں گزری لہٰذا جو شخص بھی ایمان اور انصاف کی نظر سے اس کتاب کا مطالعہ کرے گا انشاء اللہ اس کے بے شمار شکوک وشبہات ختم ہو جائیں گے کیونکہ مولانا صاحب نے صرف اور صرف قرآن واحادیث سے دلائل پیش کر کے ثابت کر دیا ہے کہ ختم یعنی ایصال ثواب کا ثبوت قرآن واحادیث میں کھلے لفظوں موجود ہے جو باانصاف و باایمان آدمی اس کو پڑھے گا انشاء اللہ اس کو یہ مسئلہ ختم اچھی طرح سمجھ میں آ جائے گا پھر اگر کوئی شخص اس کتاب کو پڑھنے کے بعد بھی انکار کرتا پھرے گا تو یہ اس کی ضد، کینہ، حسد اور بغض کے علاوہ اور کچھ بھی نہ ہوگا کیونکہ مولانا صاحب نے قرآن واحادیث کی روشنی میں یہ مسئلہ کھول کر واضح کر دیا ہے کہ یہ ختم یعنی ایصال ثواب جائز ہے۔

مقدمہ

نحمدہ و نصلی ونسلم علی رسولہ الکریم اما بعد عزیزم ہم اپنی اس تصنیف میں ایصال ثواب یعنی ختم پاک کا ثبوت قرآن واحادیث سے مدلل انداز میں پیش کر رہے ہیں لہٰذا جسے شک ہو وہ کسی ختم شریف کی محفل میں بیٹھ کر ان دلائل کو سامنے رکھ کر تجربہ کر لے اگر صحیح ہوں تو مان کر مخالفت کرنا چھوڑ دے اور اگر صحیح نہ ہوں تو انشاء اللہ اس کے ہم ذمہ دار ہیں وہ ہم سے مل کر بات کر سکتا ہے کیونکہ ہم نے اس میں اسی چیز کا جائز ہونا ثابت کیا ہے جو ہم ختم میں کرتے ہیں مثلاً تلاوت قرآن درود پاک اور دعا وغیرہ اور اس چیز کا نہیں جو ہم ختم میں نہیں کرتے مثلاً خلاف شرع کام وغیرہ۔

عزیزم آج کل مخالفین نے صرف اور صرف ضد بازی اور حسد کی وجہ سے اعتراضات کے وہ طوفان برپا کر رکھے ہیں کہ جن کی وجہ سے ہمارے سادہ لوح مسلمان ان اعتراضات کے سیلاب میں پھنس کر راہ فرار اختیار کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور آخر کار اسے علماء کا فتور سمجھ کر علماء سے نفرت کا اظہار کرنے لگ جاتے ہیں مگر ہے کوئی آج ایسا جوان جو یہ ہمت کرے کہ میں خود قرآن پاک اور احادیث مبارکہ سے ورق گردانی کروں اور اس فساد کا خود فیصلہ کروں کہ جس کی وجہ سے جگہ جگہ بحث مباحثے لڑائی جھگڑے اور مناظرے وغیرہ ہو رہے ہیں

ایسی عقل نہ کسی کو دے خدا
کہ پاس ہوتے ہوئے قرآن و احادیث بھی جو ہو تباہ

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کچھ تم کو رسول پاک عطا فرمادیں اس کو لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو۔ (پ28 ع4 آ7)

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں زندگی گزارنے کیلئے قرآن واحادیث کا ذخیرہ ہی عطا فرمایا ہے لہٰذا ہمارا مقصد بھی صرف ختم یعنی ایصال ثواب کا ثبوت قرآن واحادیث سے پیش کر دینا ہے اور پھر بعد میں مخالف کی مرضی ہے مانے نہ مانے یہ اس کی اپنی قسمت اور مقدر کا سودا ہے۔

اثر کرے نہ کرے سن تو لے میری فریاد
نہیں ہے داد کا طالب یہ بندہ آزاد

کیونکہ بے شمار لوگ صرف اس کشمکش میں ہیں کہ شاید اس ایصال ثواب یعنی ختم کا ثبوت قرآن و احادیث میں بھی موجود ہے یا نہیں لہٰذا ہم صرف اسی لئے ہی اس ایصال ثواب کا ثبوت قرآن و احادیث سے پیش کر رہے ہیں لیکن اس سے پہلے ایک بات ضرور ذہن میں رکھیں اور وہ یہ ہے کہ اس ایصال ثواب کے چند نام ہیں مثلاً ایصال ثواب ختم شریف اور فاتحہ وغیرہ۔

﴿اس ایصال ثواب کا نام ختم شریف یا فاتحہ کیسے پڑا﴾

عزیزم شروع شروع میں مسلمان جس طریقے سے بھی ایصال ثواب کرتے تھے سو کرتے تھے لیکن جب ایصال ثواب کیلئے قرآن مجید ختم کر کے اس کا ثواب بھی فوت شدہ کو پہنچانے لگے تو اس عمل کا نام ایصال ثواب کی بجائے ختم کا نام زیادہ مشہور ہو گیا کیونکہ روایت میں ہے کہ جو شخص قرآن پڑھے اور اسے ختم کرے اور پھر دعا مانگے تو چار ہزار فرشتے اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں اور پھر وہ اس کیلئے صبح وشام تک بخشش کی دعائیں مانگتے رہتے ہیں (تفسیر روح البیان ج 7 ص 66 نزھت المجالس ج/ا۔ 207) اور ایک حدیث میں ہے کہ قرآن پاک کے ہر حرف کے بدلے میں دس نیکیاں ملتی ہیں (مشکوٰۃ باب فضائل قرآن) حضرت امام ابوبکر عسقلانی کو خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی تو خیال آیا کہ عرض کروں کہ الٰہی تیرے نزدیک کون سی عبادت افضل ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قرآن کریم کی تلاوت پھر خیال آیا کہ طہارت کے ساتھ یعنی وضو

ساتھ یا بغیر وضو کے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس طرح ہو سکے پھر خیال آیا کہ نماز میں یا بغیر
کے تو فرمایا کہ جس طرح کر سکو پھر خیال آیا کہ اعراب یعنی مطالب و معانی کے ساتھ یا بغیر
ب کے تو فرمایا جیسے کر سکو پھر فرمایا اعراب کے بغیر ہر حرف کے بدلے دس دس نیکیاں اور
ب کے ساتھ بیس بیس نیکیاں اور ہر ایک نیکی کا وزن ایک ہزار رطل کے برابر ہے اور ہر رطل
درنگ کے برابر ہے اور ہر درنگ ہزار درہم کا اور ہر درہم ہزار قیراط کا اور ہر قیراط اُحد پہاڑ
برابر ہوتا ہے (نزھت المجالس ج/ا۔ 207) تو جناب اب پورے قرآن کے ختم کے ثواب
و اندازہ لگالیں کہ کتنا ثواب ملتا ہوگا اور فوت شدہ اس سے کتنا خوش ہوتا ہوگا اور اسے فاتحہ
نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے کیونکہ اس میں الحمد شریف یعنی سورہ فاتحہ شریف بھی پڑھی جاتی ہے
یہ عمل ایک ہی ہے اور اس کے نام کئی ہیں مثلاً ایصال ثواب ختم شریف، فاتحہ قل، ساتہ،
ال، اور چالیسواں وغیرہ تو جناب اسی طرح قرآن مجید کی سورتوں کے نام دیکھ لیں مثلاً سورہ
ہ کا نام سورۃ بقرہ اسی لئے پڑا ہے کہ اس میں بنی اسرائیل کی ایک گائے کا ذکر ہے اور سورہ نمل
ں چیونٹی کا ذکر ہے اور سورہ جن میں جنوں کا ذکر ہے اور سورہ حجرات میں حضورؐ کے حجروں کا ذکر
ے اور سورہ یوسفؑ میں حضرت یوسفؑ کا ذکر ہے اور سورہ ابراہیم میں حضرت ابراہیمؑ کا ذکر ہے
ر اسی طرح باقی سورتوں کا حال ہے تو جناب اسی طرح اس ایصال ثواب یعنی ختم میں بھی عام طور
قرآن مجید ختم کیا جاتا ہے اور یہ ایک دفعہ نہیں بلکہ بیسیوں دفعہ ختم کرایا جاتا ہے بس یہی وجہ ہے
لہ یہ ایصال ثواب کی بجائے ختم کے نام سے زیادہ مشہور ہو گیا ہے تو جناب اگر کسی جائز چیز
کے اصلی نام کے علاوہ کوئی اور نام بھی مشہور ہو جائے تو وہ حرام نہیں ہو جاتی مثلاً دیکھیں کہ اس
قت علم دین حاصل کرنے کا نام درس نظامی دورہ حدیث عربی فاضل وغیرہ ہے جو کہ حضورؐ کے
قت میں نہیں تھے تو اب اگر کوئی یہ کہے کہ یہ درس نظامی اور دورہ حدیث وغیرہ صحیح نہیں ہے کیونکہ

یہ حضورؐ کے وقت میں نہیں تھے تو کیا اس کی یہ بات درست ہے؟ ہرگز نہیں کیونکہ چیز تو وہی ہے جو حضورؐ نے صحابہ کرامؓ کو عطا فرمائی تھی لیکن نام میں فرق ہے تو اسی طرح احادیث کی قسموں کے نام ہیں مثلاً صحیح، حسن، ضعیف، متصل، منقطع، معلق، مرسل وغیرہ وغیرہ تو جناب اسی طرح اس ختم یعنی ایصال ثواب کے نام کا مسئلہ ہے کہ جو ایصال ثواب کے وقت قرآن ختم کرنے کی وجہ سے ہی ختم کے نام سے زیادہ مشہور ہو گیا ہے اور پھر مخالفین کا اس ختم پر پہلا سوال ہی یہ ہوتا ہے کہ کیا اس ایصال ثواب یعنی ختم کا ثبوت قرآن واحادیث میں موجود ہے تو جناب ہم نے اپنی اس کتاب کا نام ہی ایصال ثواب یعنی ختم کا ثبوت قرآن واحادیث سے رکھا ہے تاکہ اس کے پڑھنے والے کو اس کے نام سے ہی علم ہو جائے کہ اس میں ختم کا ثبوت قرآن واحادیث سے ہی پیش کیا گیا ہے۔

تو عزیزم ثابت ہوا کہ دنیا میں اگر کسی چیز کا ایک نام ہو اور پھر اس کے اصلی نام کے علاوہ کوئی اور نام بھی پڑ جائے اور پھر وہ اسی نام سے مشہور بھی ہو جائے تو وہ صرف اس دوسرے نام کے پڑ جانے اور مشہور ہو جانے کی وجہ سے ہی حرام نہیں ہو جاتی کیونکہ اس طرح تو دنیا میں تقریباً ہر چیز کے کئی نام ہیں۔ مثلاً (۱) مسجد کو مسجد' خانہ خدا' عبادت گاہ' مسیت اللہ کا گھر کہا جاتا ہے۔ (۲) نماز کو نماز' عبادت' بندگی' ذکر' پوجا وغیرہ۔ (۳) درخت' شجر' رکھ اور پیڑ۔ (۴) گاؤں' دیہات' بستی' قصبہ' پنڈ وغیرہ۔ آدمی' شخص' بندہ' انسان رجل' مانس مرد' فرد وغیرہ بلکہ خود اللہ تعالیٰ کی ذات ایک ہے اور اس کے 99 نام ہیں ایک دفعہ ابو جہل نے حضور ﷺ پر اعتراض کیا کہ یوں تو آپ ﷺ کا دعویٰ ہے کہ آپ ﷺ ایک اللہ کی عبادت کرتے ہیں تو پھر اللہ اور رحمٰن کو کیوں پکارتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس کا جواب یوں ارشاد فرمایا **وللہ الاسماء الحسنے فادعوہ بھا** اللہ ہی کے واسطے ہیں سب اچھے نام پس اللہ تعالیٰ کو ان سے پکارو (تفسیر نور العرفان) (پ ۹ ع

۱۲آ۱۸۰)قل ادعوا اللہ۔یعنی تم فرمادو کہ تم اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو سب اسی کے اچھے نام ہیں (110-12-15)اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی کئی نام مبارک ہیں اور اس کے علاوہ قیامت کے دن کے بھی کئی نام ہیں جن کو آپ قرآن مجید سے پڑھ سکتے ہیں اور اُن کے علاوہ قرآن مجید اور سورہ فاتحہ کے بھی کئی نام ہیں جن کو آپ کتب تفاسیر میں دیکھ سکتے ہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ دنیا میں تقریباً ہر چیز کے کئی کئی نام ہیں تو اسی طرح اس عمل کے بھی کئی نام ہیں مثلاً ایصال ثواب ختم شریف اور فاتحہ شریف' گیارہویں شریف' قل' ساتہ' دسواں' بیسواں' چالیسواں وغیرہ اور حضرت امام جعفر صادق کی فاتحہ وغیرہ کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔جو کہ جائز اور صحیح ہے اور ہاں کسی چیز کا نام بدلنے سے اس کی اصل نہیں بدلتی جیسے اگر کوئی شخص شراب کو شربت یا سود کو منافع کہے تو یہ جائز نہیں ہو جاتے یا کوئی دودھ کو شراب کہہ دے تو یہ حرام نہیں ہو جاتا۔لہٰذا جو لوگ صرف ختم شریف کا نام سن کر ہی آگ بگولہ ہو جاتے ہیں تو ان کو چاہئے کہ ذرا ٹھنڈے دل سے اس کی حقیقت پر تو غور کریں کہ آخر اس کی حقیقت کیا ہے اور بصورت دیگر ختم نام ہے۔قرآن مجید پڑھ کر دعا مانگنے اور ایصال ثواب کرنے کا اور اگر کسی چیز میں کوئی صفت پائی جاتی ہو اور پھر بعد میں وہ اسی صفت سے پکاری بھی جائے تو وہ حرام نہیں ہو جاتی۔دیکھیں کہ اکثر صحابہ کرامؓ حافظ قرآن بھی تھے اور محدث بھی تو اب اگر کوئی ان کے ناموں کے ساتھ یہ بھی شامل کرلے تو یہ منع نہیں ہے اسی طرح ختم میں قرآن ختم کیا جاتا ہے اور ایصال ثواب کیا جاتا ہے اس لئے اسے ختم یا ایصال ثواب کے نام سے پکارا جاتا ہے لہٰذا اگر یہ حرام ہے تو قرآن و احادیث سے اس کی حرمت پر دلائل پیش کریں اور 70 ہزار روپیہ نقد انعام حاصل کریں۔

ایصال ثواب یعنی ختم کی ضرورت

عزیزم جس طرح دنیا میں مجرم کو دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے (1) مثلاً جیل یا تھانے وغیرہ

سے رہائی کیلئے سفارش (2) اور جتنی دیر تک قید میں ہے اتنی دیر تک کھانے پینے کیلئے خرچہ وغیرہ کی تو بالکل اسی طرح فوت شدہ کو بھی قبر میں دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ (۱) دعا (۲) ثواب کی کیونکہ حدیث میں ہے کہ جس وقت کوئی شخص فوت ہو کر قبر میں پہنچتا ہے تو اس وقت اس کی حالت ایک ڈوبنے والے اور فریاد کرنے والے شخص کی طرح ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ قبر میں اس دعا کا بھی منتظر ہوتا ہے جو اس کے ماں باپ بہن بھائی یا کسی دوست کی طرف سے پہنچے تو جب وہ دعا اس کے پاس قبر میں پہنچتی ہے تو وہ اس کو دنیا **و ما فیھا** یعنی دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے بہتر اور پیاری ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس دعا کو پہاڑوں کی مانند بڑھا کر قبر والے کو پہنچاتا ہے اور زندوں کا تحفہ مردوں کی طرف استغفار اور دعائیں کرنا ہے۔

(مشکوۃ باب الاستغفار والتوبہ فصل نمبر 3)

اور دیکھیں کہ برا آدمی جب اپنی قبر میں بیٹھتا ہے تو ڈرا ہوا اور گھبرایا ہوا بیٹھتا ہے اور سوالوں کے جواب صحیح نہ دینے پر اسے عذاب میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔ (مشکوۃ عذاب قبر)

اور فوت شدہ کو جب قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے ایسے آتے ہیں کہ جن کی آواز بادلوں کی زوردار گرج کی طرح ہوتی ہے اور ان کے منہ سے سانس کے ساتھ آگ کی لپٹیں نکلتی ہیں اور ان کے دانتوں کی کچلیاں گائے کے سینگوں کی طرح ہوتی ہیں اور ان کی آنکھیں بجلی کی طرح چمکتی ہوئی ہوتی ہیں اور ان کے بال پاؤں تک لٹکتے ہوئے ہوتے ہیں اور ان کے ایک مونڈھے سے دوسرے مونڈھے تک کئی دنوں کا فاصلہ ہوتا ہے اور ان کے پاس اتنا بڑا اور بھاری ہتھوڑا ہوتا ہے کہ اگر تمام دنیا کے انسان اور جنات بھی مل کر اسے اٹھانا چاہیں تو نہ اٹھا سکیں گے۔

(موت کا منظر 104)

حدیث میں ہے کہ میت کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں کہ جن کا

رنگ سیاہ اور آنکھیں نیلگوں ہوتی ہیں ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہتے ہیں۔

(مشکوٰۃ عذاب قبر)

مردہ کو قبر میں دفن کرنے کے بعد اس کے پاس دو فرشتے اپنے دانتوں سے زمین کو چیرتے ہوئے آتے ہیں جن کی شکلیں شعلہ زن اور سر سے پاؤں تک ڈراونے بال اور کئی ہاتھ لمبے دانت کہ جن سے زمین کو چیرتے ہوئے آتے ہیں اور مردہ کو جھنجھوڑ کر اور جھڑک کر اٹھاتے ہیں اور نہایت سخت لہجہ کے ساتھ کرخت آواز میں سوال وجواب کرتے ہیں ۔

(بہار شریعت حصہ اول ص/19)

اور کافر کیلئے قبر میں آگ کا بچھونا بچھا دیا جاتا ہے اور آگ کا لباس پہنا دیا جاتا ہے اور جہنم سے ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور اس کی قبر اتنی تنگ کر دی جاتی ہے کہ اسکی پسلیاں ایک دوسری میں داخل ہو جاتی ہیں پھر اس پر ایک اندھا اور بہرا فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے کہ جس کے پاس لوہے کا اتنا بڑا گرز ہوتا ہے کہ اگر وہ اسے پہاڑ پر مارے تو خاک ہو جائے وہ اس کے ساتھ مارتا ہے جسے جن وانس کے علاوہ مشرق ومغرب کی ہر چیز سنتی ہے

(مشکوٰۃ عذاب قبر = بہار شریعت حصہ اول ص/201)

اور قبر میں سوالوں کے جوابات صحیح نہ دینے پر اس کے لئے جہنم سے ایک کھڑکی کھول دی جاتی ہے کہ جس کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر حصے زیادہ ہوتی ہے اور اس میں سب سے کم عذاب والے کو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اگر تیرے پاس وہ سب کچھ ہوتا جو دنیا میں ہے تو کیا اس عذاب کے بدلے یعنی اپنی جان چھڑانے کیلئے تو وہ سب کچھ دے دیتا تو وہ کہے گا کہ ہاں۔

(مشکوٰۃ دوزخیوں کا بیان)

حضرات گرامی اب خود ہی اندازہ لگائیں کہ اب اس شخص کا کیا حال ہوگا کہ جو اپنے بہن بھائی

یار دوست بلکہ تمام دنیا کو چھوڑ کر اس قدر سخت خوفناک اور خطرناک اور تنگ و تاریک اور ڈراؤنی جگہ یعنی قبر میں پہنچ چکا ہوتا ہے کہ جس کی سختی کے متعلق احادیث مبارکہ کے علاوہ صحابہ کرام اور اولیاء کرام اور علماء دین نے مختلف طریقوں سے خبردار یعنی آگاہ فرمایا ہے تو کیا اب اس قدر تنگ و تاریک خطرناک اور ڈراؤنی جگہ پر اس کی امداد کرنی چاہیے یا نہیں ہاں ہاں ضرور کرنی چاہیے تو اب مسئلہ یہ ہے کہ اس کی امداد کیسے کرنی چاہیے تو جواب حاضر ہے کہ اس کی امداد دعا و استغفار صدقہ و خیرات اور ایصال ثواب کے ساتھ کرنی چاہیے جیسا کہ ہم نے قرآن و احادیث سے ثابت کیا ہے۔

حضرات گرامی دیکھیں کہ جس وقت صدر صدام گرفتار ہوا تو لوگ کہنے لگے کہ نہ جانے اب اس کے ساتھ کیا کریں گے تو جناب صدر صدام پر سختی کرنے والے اور اسے سزا اور تکلیفیں دینے والے انسان ہیں نہ کہ فرشتے لیکن قبر میں فوت شدہ کو سزا اور تکلیفیں اور عذاب دینے والے انسان نہیں بلکہ فرشتے ہیں کہ جن کا قد پہاڑوں جیسا ہے کہ جن کی گرز کی ایک ہی ضرب سے پہاڑ بھی خاک ہو جائیں اور دیکھیں کہ انسان کو آگ لگا دی جائے تو مر جائے لیکن قبر میں دوزخ کی آگ سے دروازہ ہی کھول دیا جاتا ہے اور باقی سانپ بچھوؤں کا عذاب علیحدہ ہے تو جناب اب ہم عقلمند اور زندہ ضمیر حضرات سے پوچھتے ہیں کہ جو شخص اس قدر خوفناک و خطرناک اور ڈراؤنی جگہ میں پہنچ چکا ہوتا ہے تو کیا دعا و استغفار اور ایصال ثواب کے ساتھ اس کی امداد کرنی چاہیے یا نہیں جب کہ وہ قبر میں اس کا سختی سے انتظار بھی کر رہا ہوتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ **ینتظر دعوة تلحقه من اب او ام او اخ او صدیق** ۔ (مشکوۃ باب توبہ اور استغفار فصل نمبر 3)

اور ایک حدیث میں ہے کہ **ان اللہ عزوجل لیرفع الدرجة للعبد الصالح فی الجنة** : یعنی دعا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نیک بندے کا درجہ جنت میں بلند فرما

دیتا ہے۔ (مشکوٰۃ باب توبہ اور استغفار)

حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ جب حضور میت کو دفن کرنے سے فارغ ہوتے تو اس کی قبر پر ٹھہرتے اور فرماتے کہ اب تم اپنے بھائی کی بخشش کیلئے اس کے ثابت قدم رہنے کی دعا کرو کیونکہ اب اس سے سوال کیا جائے گا۔ (مشکوٰۃ ج/ا ص/ 47 باب عذاب قبر)

حدیث پاک میں ہے کہ ایک آدمی حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا یا رسول اللہ ﷺ ماں باپ کے مرنے کے بعد مجھ پر کوئی چیز واجب ہے کہ ان کے ساتھ کوئی نیکی کی جا سکے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں ان کے لئے بخشش کی دعائیں مانگنا اور ان کی وصیت کو پورا کرنا اور ان کے دوستوں کی عزت کرنا (مشکوٰۃ ج/2۔ص 441 باب صلہ رحمی) حدیث پاک میں ہے کہ حضرت ابوسلمہ کے وصال کے وقت آپؐ نے یوں دعا مانگی کہ اے اللہ اسے بخش دے اس کے درجات بلند فرما ہمیں اور اسے بخش دے اور اس کی قبر کو کشادہ فرما اور اس میں اس کے لئے روشنی فرما ۔(مشکوٰۃ ج/ا۔ص/344 باب مردہ کو تلقین)

حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے عذاب قبر سے پناہ مانگو (مشکوٰۃ ج/ا۔ص 45 باب عذاب قبر) ایک بزرگ نے خواب میں اپنے بھائی کو دیکھا اور پوچھا کہ کیا تم کو ہماری دعا پہنچتی ہے تو اس نے کہا کہ ہاں وہ نورانی لباس کی شکل میں ہمارے پاس آتی ہے جسے ہم پہن لیتے ہیں۔ (شرح الصدور 287)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب میت کیلئے کچھ صدقہ خیرات وغیرہ کرتے ہیں تو حضرت جبرائیل اسے نور کے طباق میں رکھ کر میت کی قبر کے کنارے پر جا کر کھڑا ہو کر فرماتا ہے کہ اے گہری قبر والے یہ ہدیہ تیرے گھر والوں نے تیرے لئے بھیجا ہے تو اسے قبول کر لے تو وہ اسے لے کر خوش ہوتا ہے اور اس کے وہ پڑوسی جن کی طرف کوئی ہدیہ نہیں پہنچتا وہ

غمگین ہوتے ہیں۔(شرح انواع۔ج/3 ص369 شرح الصدور 290) یسار بن غالب رابعہ بصری کے لئے بہت دعا کیا کرتا تھا انہوں نے ایک رات خواب میں ان کو دیکھا جو کہ کہہ رہی تھیں کہ اے یسار تمہارے بھیجے ہوئے ہدیے مجھ کو نورانی طباقوں میں ریشمی رومال سے ڈھک کر پیش کئے جاتے ہیں۔(شرح الصدور 288)(اعانۃ الاحباب 17)

ایک دفعہ ابن قلابہ ایک قبر کے پاس سویا تو خواب میں قبر والے کو دیکھا جو کہ کہہ رہا تھا کہ دنیا والوں کو اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے جزائے خیر دے کیونکہ جب وہ ہم کو ایصال ثواب کرتے ہیں تو وہ ثواب نور کے پہاڑ کی مثل ہمارے پاس پہنچتا ہے۔

(شرح الصدور 287 = اعانۃ الاجباب ص۱۵)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص سورہ فاتحہ اور سورۃ اخلاص اور سورہ تکاثر کا ثواب فوت شدہ کو پہنچائے گا تو قیامت کے دن یہ فوت شدہ اس کیلئے سفارش کرے گا۔ (شرح الصدور 293 = اعانۃ الاحباب 24)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری امت قبروں میں گناہ لے کر جائے گی اور جب قبروں سے اٹھے گی تو گناہوں سے پاک اٹھے گی کیونکہ وہ مومنین کی دعاؤں سے بخش دی جاتی ہے۔ (شرح الصدور ص288 = اعانۃ الاحباب ص7)

قیامت کے دن انسان کے نامہ اعمال میں پہاڑوں کی طرح نیکیاں ہوں گی تو وہ کہے گا کہ یہ کہاں سے آگئی ہیں تو کہا جائے گا کہ یہ تیری اولاد کے استغفار کے سبب سے ہے جو تمہارے لئے کیا گیا ہے۔(اعانۃ الاحباب ص6)

لہٰذا ثابت ہوا کہ جو شخص بھی اس ختم یعنی ایصال ثواب سے روکتا ہے وہ فوت شدہ کا کھلا دشمن ہے جس کی فوت شدہ سے دشمنی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے کیونکہ اسلاف میں یہ بات مشہور ہے

کہ مردوں کو زندوں کے کھانے پینے سے بھی کہیں زیادہ دعاؤں کی حاجت ہے۔

(شرح الصدور 287)

حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگو جس طرح تم اس زندگی میں خورد و نوش یعنی کھانے پینے کے محتاج ہو بالکل اسی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر فوت شدگان تمہاری دعاؤں کے محتاج ہیں۔ (ایصال ثواب کی شرعی حیثیت 46)

اسی لئے تو روح دعاؤں کے انتظار میں رہتی ہے اور دیکھتی ہے کہ کون میرا ہمدرد میرے لئے دعا واستغفار یا ایصال ثواب کرتا ہے یعنی مرنے کے بعد روح دیکھتی ہے کہ کس طرح اس کا مال تقسیم ہوتا ہے اور کس طرح اس کا قرضہ ادا کیا جاتا ہے اور دیکھتی ہے کہ کون میرے لئے دعا کرتا ہے اور کس کو میرا غم ہے۔ (ایصال ثواب کا شرعی طریقہ 148)

طبرانی بیہقی و دیلمی میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ بہت سے گناہ گار ایسے ہوتے ہیں کہ جو مرنے کے بعد عالم برزخ میں اپنے گناہوں کے بوجھ تلے دبے رہنے کی وجہ سے پریشان حال رہتے ہیں کہ شائد ہماری مغفرت کیلئے کوئی پہنچ جائے یعنی کوئی ہماری بخشش کیلئے ہاتھ اٹھائے اور دعا کر دے وہ مسلسل پشیمانی اور پریشانی میں مبتلا رہتے ہیں اور جب کوئی نیک عمل کر کے ان کی بخشش اور بلندی درجات کیلئے اللہ کی بارگاہ میں التجا کرتا ہے تو وہ مغفرت اور بلندی درجات کا تحفہ جب ان کے پاس پہنچتا ہے۔ تو ان کے چہروں پر مسکراہٹ مچل جاتی ہے اور وہ خوش ہو کر واپس لوٹتے ہیں اور برزخ میں اپنے پڑوسیوں کو بتاتے ہیں کہ یہ تحفہ میرے پچھلوں نے بھیجا ہے تو جن کو دعائے مغفرت ایصال ثواب اور صدقہ و خیرات کا تحفہ نہیں پہنچتا وہ ان کے تحفوں کو دیکھ کر مزید پریشان ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کاش میرے پچھلے بھی انکی طرح میرا بھی فکر کرتے۔

(ایصال ثواب کی شرعی حیثیت 47)

ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ قبروں والے اپنی اپنی قبروں سے نکل کر حلقہ باندھ کر بیٹھ گئے ہیں اور ان میں ایک نوجوان ہے جس کے کپڑے میلے مغموم چہرہ اور پریشانی اور اداسی کی حالت میں بیٹھا ہوا ہے اتنے میں ثواب کے تحفے آئے اور تمام اپنے اپنے تحفے لے کر خوش ہوتے ہوئے اپنی اپنی قبروں میں چلے گئے اور آخر میں وہ بے چارہ نوجوان ہی بیٹھا رہ گیا جس کے لئے کچھ نہ آیا تو وہ اداس اور غمگین ہی اٹھ کر اپنی قبر میں داخل ہونے لگا تو اس سے اس کی اداسی کا سبب پوچھا تو وہ پریشان ہو کر کہنے لگا کہ یہ تحفے ان کے خیر خواہوں نے بھیجے تھے جو جمعہ کی رات کو ان کو پہنچتے ہیں اور میں سندھ کا رہنے والا ہوں اور اپنی والدہ کو حج کیلئے لے کر آیا تھا اور بصرہ پہنچا تو میں فوت ہو گیا اور والدہ نے دوسرا نکاح کر لیا ہے اور مجھے بھول گئی ہے لہٰذا اب میرا کوئی نہیں ہے جو مجھے یاد کرے تو اس نے خواب میں ہی اس کی ماں کا پتہ پوچھا تو اس نے بتایا آنکھ کھلی تو اس کی ماں سے جا کر تمام واقعہ بیان کیا تو اس کی آنکھوں سے آنسوں بہنے لگے اور کہنے لگی کہ وہ میرا بیٹا میرا کلیجہ تھا اور اس کے ایصال ثواب کیلئے ایک ہزار درہم دیئے تو اس نے خیرات کر دیئے تو دوسرے جمعہ کی رات کو دیکھا کہ وہ جوان بھی دوسرے فوت شدہ لوگوں کے ساتھ سفید کپڑے پہنے ہوئے نہایت ہی خوش ہے اور وہ قریب آ کر کہنے لگا کہ اے صالح اللہ تعالیٰ تیرا بھلا کرے کیونکہ مجھے وہ ثواب کا تحفہ پہنچ گیا ہے۔ (اعانۃ الاحباب ص 47) جو شخص گیارہ دفعہ سورہ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو بخشے گا تو مردوں کی تعداد کے مطابق اسے بھی اجر ملے گا۔

(شرح الصدور 293 = دستگیر صادقین 159) (اعانۃ الاحباب ص 47)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نیک آدمی کا درجہ جنت میں بلند فرماتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ اے اللہ تعالیٰ یہ درجہ مجھ کو کیسے مل گیا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ درجہ تجھے تیرے بیٹے کے استغفار کی وجہ سے ملا ہے۔

(مشکوٰۃ ج/1 ص 515 باب توبہ و استغفار)

ختم کا ثبوت قرآن و احادیث سے

حضرات گرامی جس طرح نماز اور حج وغیرہ چند نیک اعمال کا مجموعہ ہے اسی طرح ختم بھی چند نیک اعمال کا مجموعہ ہے مثلاً دیکھیں کہ۔

اسلام کے پانچ رکن ہیں پہلا کلمہ' دوسری نماز' تیسرا روزہ' چوتھی زکوٰۃ پانچواں حج ان میں سے دیکھیں کہ اسلام کا جو پہلا رکن ہے اس کے دو جز ہیں یعنی توحید اور رسالت اور یہ دونوں جز ہی قرآن مجید میں موجود تو ہیں لیکن قرآن مجید میں یہ دونوں ایک جگہ نہیں ملتے مثلاً دیکھیں کہ **لا الـہ الا اللہ** (پ26 ع6 آ19) میں ہے اور محمد الرسول اللہ (پ26۔ ع12۔ آ29) میں ہے اور اسی طرح نماز بھی چند جزئیات کا مجموعہ ہے یعنی قیام' تکبیر قراۃ' رکوع' سجدہ' تشہد' تسبیحیں' تکبیریں' قومہ' جلسہ اور سلام وغیرہ اور پھر نمازوں کے نام رکعات کی تعداد اور نماز پڑھنے کا مکمل طریقہ وغیرہ یہ سب چیزیں قرآن و احادیث میں موجود تو ہیں لیکن قرآن و احادیث میں ایک جگہ نہیں ملتیں۔ یعنی قرآن مجید میں صرف حکم ہے کہ نماز پڑھو لیکن یہ معلوم نہیں کہ کونسی نماز کیسے اور کتنی رکعات پڑھنی ہیں اس بارے میں پورا قرآن مجید خاموش ہے اسی طرح روزہ' زکوٰۃ اور حج کے مکمل مسائل صرف قرآن مجید سے ہی نہیں بلکہ کچھ قرآن مجید سے اور کچھ احادیث مبارکہ میں سے ملتے ہیں۔

تو برادران اسلام اسی طرح یہ ختم بھی چند چیزوں یعنی چند اجزاء کا ایک مجموعہ ہے اور یہ اجزاء بھی کچھ قرآن مجید سے اور کچھ احادیث مبارکہ سے ملتے ہیں مثلاً دیکھیں کہ ہم سب سے پہلے ختم یعنی ایصال ثواب کیلئے قرآن مجید ختم کرانے کیلئے اپنے عزیز و اقارب میں سپارے وغیرہ پڑھنے کیلئے تقسیم کرتے ہیں اور اس کے جائز ہونے کا ثبوت قرآن و احادیث میں

کھلے لفظوں موجود ہے۔

﴿1﴾

﴿قرآن پڑھنے کا ثبوت قرآن واحادیث سے﴾

1۔ فاذ اقرأت القرآن فاستعز بالله من الشیطن الرجیم
(پ۱۴ع۱۹آ۹۸)

جب تم قرآن پڑھو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگو۔

2۔ واذاقری القرآن فاستمعواله وانصتو العلکم ترحمون
(پ۹ع۱۴آ204)

اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

3۔ ولقدیسرنا القرآن للذ کر فھل من مدکر
(پ۲۷ع۸آ۱۷)

اور تحقیق ہم نے قرآن پاک یاد کرنے کے لئے آسان فرمادیا تو ہے کوئی یاد کرنے والا۔

4۔ ورتل القرآن ترتیلا (پ۲۹ع۱۳آ۴)

اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔

5۔ فاقرء واما تیسر من القرآن (پ29ع۱۴آ20)

قرآن سے جتنا آسان ہو پڑھو۔

6۔ ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر (پ27ع۸آ۲۲)

بے شک ہم نے قرآن مجید یاد کرنے کے لئے آسان کردیا تو ہے کوئی یاد کرنے والا۔

حدیث نمبر ا : قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم خیر کم من تعلم القرآن وعلمه ۔

آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس نے قرآن سیکھا اور سکھایا۔

2۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ قرآن اس وقت تک پڑھو جب تک اس میں دل لگا رہے اور جب طبیعت گھبرا جائے تو اٹھ کھڑے ہو۔

3۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اونچی آواز میں قرآن پڑھنا ظاہری صدقہ کرنے کی مانند ہے اور آہستہ قرآن پڑھنا چھپا کر صدقہ کرنے کی مانند ہے۔

4۔ جو شخص قرآن کی دو آیتیں پڑھے یا سکھا دے تو یہ بہتر ہے اس کے لئے دو اونٹنیوں سے اور آیتوں کی تعداد اونٹنیوں کی تعداد سے بہتر ہے۔ تو جناب ثابت ہوا کہ اسکی پہلی جز قرآن و احادیث سے کھلے لفظوں ثابت ہے۔

﴿2﴾

﴿اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کا ثبوت قرآن و احادیث سے﴾

اس کے علاوہ جتنا زیادہ ہو سکے ذکر واذکار کرتے ہیں مثلاً دس ہزار دفعہ کلمہ شریف' دس ہزار دفعہ درود شریف' اور دس ہزار دفعہ استغفار' سورتیں اور نوافل وغیرہ اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں داخل ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے جائز ہونے کا ثبوت بھی قرآن و احادیث سے کھلے لفظوں ثابت ہے۔ مثلاً دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

1۔ فاذ کرونی اذ کر کم (پ۲ع۲آ۱۵۲)

تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا۔

2۔ ومن اعرض عن ذکری فان له معیشة ضنکاو نحشره یوم القیمة اعمی (۱۶ع۱۶آ124)

اور جس نے میرے ذکر سے منہ پھیرا تو اس کے لئے زندگی تنگ ہے اور ہم اسے قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے۔

3۔ الذین امنوا وتطمئنّ قلوبهم بذکر الله الا بذکر الله تطمئنّ القلوب (پ۱۳ع۱۰آ۲۸)

ایمان والوں کے دل اللہ کے ذکر سے اطمینان پاتے ہیں۔ خبردار اللہ کے ذکر ہی سے دلوں کو اطمینان ہے۔

4۔ فاذ کروا الله کز کرکم اباء کم او اشد ذکرا (پ۲ع۹آ۲۰۰)

پس اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کا ذکر کرتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

5۔ یا یها الذین امنوا اذکروا الله ذکرا کثیرا (22-3-41)

اے ایمان والو اپنے اللہ کا ذکر کرو بہت ذکر۔

6۔ واذکر ربك فی نفسك تضرعا وخیفة ودون الجهر من القول بالغدوّ والا صال (پ۹ع۱۴آ۲۰۵)

اور اپنے رب کو یاد کر زاری اور ڈر میں بے آواز زبان سے صبح وشام۔

7۔ وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس و قبل غروبها ومن آنا ی الیل فسبح واطراف النهار (پ۱۶ع۱۷آ۱۳۰)

اور اپنے رب کی تعریف اور پاکی بیان کرو سورج نکلنے اور ڈوبنے سے پہلے اور رات کے وقت

اوردن کے کناروں پر۔

8۔ یدعون ربهم بالغدوة والعشی (پ۱۵ع۱۶آ۲۸)

جو صبح شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔

9۔ ولاتطع من اغفلنا قلبه عن ذکرنا (پ۱۵ع۱۶آ۲۸)

اور اس کا کہانہ مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کردیا۔

10۔ واذکر ربك اذا نسیت (15-16-24)

اور اپنے رب کا ذکر کر جب تو بھول جائے۔

11۔ وقداتینك من لدناذکرا (پ۱۶ع۱۴آ۹۹)

اور تحقیق ہم نے تم کو اپنے پاس سے ایک ذکر عطا کیا۔

12۔ ویذکروا اسم الله فی ایام معلومت (17-11-28)

اور اللہ کے نام کا ذکر کریں معلوم دنوں میں۔

13۔ لیذکروا اسم الله علی مارزقهم (پ۱۷ع۱۲آ۳۴)

کہ اللہ کے نام کا ذکر کریں اس پر جو ان کو دیا۔

14۔ واذکراسم ربك بکرة واصیلا (پ۲۹ع۲۰آ۲۵)

اور اپنے رب کے نام کا ذکر کرو صبح شام۔

15۔ یایها الذین آمنوا اذا نودی للصلوة من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر الله (پ۲۸ع۱۲آ۹)

اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان ہوجائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو۔

16۔ واذکروا الله کثیر العلکم تفلحون (پ۲۸ع۱۲آ۱۰)

اوراللہ کاذکرکرو بہت زیادہ تا کہ تم فلاح پاؤ۔

17۔ وھذاذکر مبرك انزلنه (پ۱۷ع4 آ۵۰)

اور یہ قرآن ذکر ہے برکت والا جس کو اتارا ہم نے

18۔ وانزلنا الیك الذکر (پ۱۴ع۱۲آ۴۴)

اور ہم نے تمہاری طرف نازل کیا ذکر۔

19۔ سبح لله مافی السموات وما فی الارض (پ۲۸ع۴آ۱)

جو کچھ زمین وآسمان میں ہے تمام اللہ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔

20۔ انا نحن نزلنا الذکر و اناله لحفظون (پ۱۴ع۱آ۹)

بے شک ہم نے یہ ذکر نازل کیا بے شک ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

حدیث نمبر 1۔ قال ان اللہ ملئکة سیارة فضلا یبتغون مجالس الذکر

آپؐ نے فرمایا ہے کہ اللہ کے فرشتوں کی ایک جماعت ہے گشت کرنے والی یہ ذکر الٰہی کی مجلسوں کو ڈھونڈتی رہتی ہے۔

حدیث نمبر 2۔ قال رسول اللہ ﷺ مثل الذی یذکر ربه والذی لایذکر مثل الحی والمیت

یعنی آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اس کی مثال زندہ کی طرح ہے اور جو اللہ کا ذکر نہیں کرتا وہ مُردے کی طرح ہے۔

حضرات گرامی! ثابت ہوا کہ اس ختم کی دوسری جز بھی قرآن واحادیث سے کھلے لفظوں ثابت ہے۔

﴿3﴾

﴿قرآن پاک کی تلاوت کرنے کا ثبوت قرآن واحادیث سے﴾

اس کے بعد ختم یعنی ایصال ثواب کے وقت سب سے پہلے عالم دین جو کام کرتا ہے وہ بھی قرآن مجید کی تلاوت ہے جسے ہم قرآن واحادیث سے ثابت کر چکے ہیں لہٰذا اس کی تیسری جز بھی قرآن واحادیث سے کھلے لفظوں ثابت ہے۔

﴿4﴾

﴿د[illegible] شریف پڑھنے کا ثبوت قرآن واحادیث سے﴾

اس کے [illegible] وہ جب عالم دین قرآن مجید کی تلاوت سے فارغ ہو جاتا ہے تو پھر درود شریف پڑھا جاتا ہے [illegible] کے جائز ہونے کا ثبوت بھی قرآن واحادیث سے ثابت ہے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا [illegible] **ان اللہ وملئکته یصلون علی النبی یایھاالذین آمنو اصلو[illegible] علیه وسلموا تسلیما** ۔ بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں [illegible] اے ایمان والو تم بھی نبی ﷺ پر درود وسلام خوب بھیجو۔ (پ۲۲ع۴ آ56)

حدیث [illegible] حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے دس گناہ معاف فرمائے گا اور اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا اور دس درجے بلند فرمائے گا۔

(مشکوۃ درود کی فضیلت)

[illegible] ثابت ہوا کہ اس ختم یعنی ایصال ثواب کی چوتھی جز بھی قرآن واحادیث سے کھلے لفظوں ثابت ہے۔ بلکہ درود شریف کی فضیلت کے متعلق تو ہر فرقہ میں بیشمار کتابیں ملتی ہیں۔

﴿5﴾

﴿دعا مانگنے کا ثبوت قرآن واحادیث سے﴾

اوراس کے بعد دعا مانگی جاتی ہے اوراس کے جائز ہونے کا ثبوت بھی قرآن واحادیث سے ثابت ہے دیکھیں اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

﴿قرآن پاک سے دعا کا ثبوت﴾

(1) والذین جاء وامن بعدھم یقولون ربنا اغفرلنا الخ

ترجمہ۔ اور وہ لوگ جوان کے بعد آئے وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ۔(پ28ع4آ10)

(2) ربنا اغفرلی ولو الدی الخ

ترجمہ۔ اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے والدین کو بھی بخش دے اور سب مسلمانوں کو بھی بخش دینا جس دن حساب قائم ہو۔(پ۱۳ع۱۸آ۴۱)

(3) وقل رب ارحمھما الخ

ترجمہ۔ اور عرض کیجئے (یعنی دعا مانگیں) اے اللہ تعالیٰ ان دونوں پر رحمت فرما (یعنی میرے والدین پر) جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں پالا۔(پ15ع3آ24)

(4) الذین یحملون العرش الخ

اور وہ فرشتے جنہوں نے عرش کو اٹھا رکھا ہے اور جو فرشتے عرش کا طواف کرتے ہیں

وہ سب فرشتے مسلمانوں کیلئے بخشش کی دعائیں مانگتے ہیں۔(پ24ع6آ7)

(5) ربنا اتنا فی الدنیا الخ

اے ہمارے رب ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں دوزخ کے عذات سے بچا۔(2-9-201)

(6) واتبعتھم ذریتھم الخ

اور فرشتے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور زمین والوں کے لئے معافی مانگتے ہیں سن لو بیشک اللہ تعالیٰ ہی بخشنے والا مہربان ہے۔(پ27ع3آ21)

(7) والملئکۃ یسبحون۔

اور فرشتے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور زمین والوں کے لئے معافی مانتے ہیں۔(پ25ع2آ5)

(8) اے میرے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور اسے جوایۓ ان کے ساتھ میرے گھر میں ہے اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو(29-10-28)

احادیث مبارکہ سے دعا کا ثبوت

(1) حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جس میت پر سو مسلمان نماز جنازہ پڑھ کر شفاعت یعنی دعا کریں تو ان کی شفاعت ضرور قبول ہوگی۔(شرح صحیح مسلم ج2/ص764)

(2) حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس جنازے میں چالیس مسلمان شریک ہوں تو ان کی شفاعت یعنی بخشش کی دعا مسلمان میت کے حق میں ضرور قبول فرماتا ہے۔

(مشکوۃ ج1/ص356)(شرح صحیح مسلم ج2/ص764)

(3) حضورﷺ نے فرمایا کہ جس مسلمان میت پر مسلمانوں کی تین صفیں جنازہ پڑھ دیں تو میت کیلئے (جنت) واجب ہو جاتی ہے۔ (ابوداؤد ص 2022 ج 3)

(4) حضورﷺ نے فرمایا ہے کہ جس میت کیلئے سو 100 آدمی سفارش کریں تو ان کی سفارش قبول کر لی جاتی ہے۔ (مشکوۃ ج 1/ ص 356)

(5) حضورﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جنت میں نیک بندے کے درجہ کو بلند فرماتا ہے تو وہ عرض کرتا ہے کہ اے اللہ تعالیٰ یہ میرا درجہ کیسے بلند ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ تیرے لڑکے کی تیرے لئے دعا مغفرت کرنے کی وجہ سے ہے۔

(مشکوۃ ج 1/ فصل 3 توبہ استغفار ص 515)

(6) نماز کا انتظار کرنیوالے کیلئے فرشتے بخشش کی دعائیں مانگتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ بیٹھا رہتا ہے۔ (مسلم ج 2/ ص 296 باب نماز کا انتظار)

(7) جو شخص سورہ حشر کی آخری تین آیتیں پڑھتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس کیلئے دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔ (مشکوۃ باب فضائل قرآن۔ فصل 2 ص 467)

(8) بیمار کی عیادت کرنیوالے کیلئے ستر ہزار فرشتے دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔

(مشکوۃ باب عیادۃ المریض۔ جلد 1 ص 330)

(9) حضرت عثمان سے روایت ہے کہ جب بھی حضورؐ کسی میت کو دفن کرنے سے فارغ ہو جاتے تو اس کی قبر پر ٹھہرتے اور فرماتے کہ اپنے بھائی کیلئے بخشش کی دعا کرو اور پھر اس کیلئے ثابت قدم رہنے کی دعا مانگو کیونکہ اب اس سے سوال کیا جائے گا۔

(مشکوۃ ج 1/۔ ص/ 47 باب عذاب قبر)

(10) ایک دفعہ حضورؐ چند قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا سلام ہو تم پر اے اہل قبور۔

یغفر الله لنا ولکم ۔ (مشکوۃ ج/1 ص/377 باب زیارت قبور)

ایک شخص نے اپنے بھائی کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ جب تم کو قبر میں رکھ دیا گیا تو پھر کیا ہوا کہا کہ ایک شخص آگ کا کوڑا لے کر میری طرف دوڑا اور اگر میرے لئے دعا کرنیوالے دعا نہ کرتے تو وہ مجھے مار ہی دیتا۔ (شرح الصدور **261**)

ایک شخص کو صحابہ کرامؓ نے قبر میں دیکھا کہ اسے عذاب ہو رہا ہے پھر کچھ دنوں بعد اسے اچھی حالت میں دیکھا تو اس کا سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ میں خود تو اپنے برے اعمال کی وجہ سے اسی عذاب کا مستحق تھا جس کو تم دیکھ گئے تھے لیکن اللہ کا ایک نیک بندہ فوت ہو گیا جسے لا کر میری قبر کے نزدیک دفن کر دیا گیا تو اس نے اللہ کی بارگاہ میں اپنے اردگرد کی چالیس چالیس قبروں کی شفاعت کی جو قبول ہوئی تو ان میں میں بھی شامل تھا۔ (ایصال ثواب کی شرعی حیثیت **52**)

برادران اسلام یہاں تک یہ بات تو کھلے لفظوں ثابت ہو چکی ہے کہ ایک مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائی کیلئے دعا مانگ سکتا ہے بلکہ فرشتے بھی مسلمانوں کیلئے دعائیں مانگتے رہتے ہیں جو کہ ان کے رشتہ دار بھی نہیں ہیں بلکہ جنس بھی غیر ہیں اور خود اللہ تعالیٰ ان فرشتوں کے متعلق قرآن مجید میں یوں فرماتا ہے۔

ویفعلون مایومرون

ترجمہ یعنی یہ فرشتے صرف وہ کام ہی کرتے ہیں جس کام کے کرنے کا ان کو حکم دیا جاتا ہے۔

(50-12-14)

تو جناب ثابت ہوا کہ گنہگاروں کیلئے بخشش کی دعا مانگنے کے کام پر ان فرشتوں کو خود اللہ تعالیٰ نے ہی اپنے حکم سے لگا رکھا ہے کیسا کرم اور فضل ہے اللہ تعالیٰ کا اپنے گنہگار بندوں پر واہ سبحان اللہ لہٰذا اس کی پانچویں جز بھی قرآن و احادیث سے کھلے لفظوں ثابت ہے۔

﴿6﴾

﴿احادیث مبارکہ سے ایصال ثواب کا ثبوت﴾

اور پھر دعا کے دوران ہی فوت شدہ کو ایصال کیا جاتا ہے اور اس کے جائز ہونے کا ثبوت بھی احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

1۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضورﷺ نے قربانی کے دن دو سینگوں والے دنبے ذبح فرمائے اور ذبح کرتے وقت یوں فرمایا "**اللھم منك ولك عن محمد و امته**" یعنی اے اللہ تعالیٰ یہ قربانی تیری ہی عطا سے ہے اور تیرے ہی لئے ہے محمدﷺ اور اسکی امت کی طرف سے ہے۔ (مشکوۃ ج 1 ص 31 قربانی کا باب۔ ابوداؤد ج 2 ص 30 ابن ماجہ)

2۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیاہ رنگ کا ایک دنبہ منگوایا اور اسے ذبح کرتے وقت یوں فرمایا "**اللھم تقبل من محمد و آل محمد ومن امة محمد**" یعنی اے اللہ تعالیٰ اس کو محمدﷺ اور اس کی آل اور اس کی اُمت کی طرف سے قبول فرما۔

(شرح صحیح مسلم ج 6 ص 145 قربانی کا باب مشکوۃ ج 1 ص 309 قربانی کا باب)

3۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی (تمام) بیویوں کی طرف سے ایک گائے ذبح فرمائی۔

(شرح صحیح مسلم ج 3 ص 387 مشکوۃ باب الھدی ج 1 ص 582 ابوداؤد ج 1 ص 640)

4۔ ایک دفعہ حضور ﷺ نے قربانی کے جانور کو ذبح کرتے ہوئے فرمایا کہ اے اللہ یہ میری طرف سے ہے اور اس شخص کی طرف سے ہے جس نے میری اُمت میں سے قربانی نہیں کی۔

(مشکوۃ ج/1 ص 311)

ایک دفعہ حضور ﷺ سے قربانی کے ثواب کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے ہر بال کے بدلے ایک نیکی اور ہر صوف کے ایک ریشم کے بدلے ایک نیکی ہے اور فرمایا کہ یہ قیامت کے دن اپنے بالوں' سینگوں اور کھروں سمیت آئے گی اور اس کے علاوہ قربانی کے ہر خون کے قطرہ کے بدلہ میں پچھلے گناہوں کو بخش دیا جاتا ہے اور قیامت کے دن اسے ستر (70) درجہ بڑھا کر میزان میں اس کا وزن کیا جائے گا۔

(شرح صحیح مسلم ج/6 ص 147 مشکوۃ ج/1 ص 313)

5۔ حضرت جابر سے روایت ہے کہ حضور نے قربانی کے دن حضرت عائشہ کیلئے ایک گائے ذبح فرمائی۔ (شرح صحیح مسلم ج 3 ص 567 مشکوۃ ج 1 ص 582 باب الہدی)

6۔ حضرت خدیجہ کی روح مبارک کو ثواب پہنچانے کیلئے حضور بکری ذبح فرماتے اور انکی سہیلیوں کو بھجیا کرتے چنانچہ حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ اکثر دفعہ بکری ذبح فرماتے پھر اسکے جوڑ جدا کرتے پھر اسکو خدیجہؓ کی سہیلیوں کیلئے بھیجتے۔

(صحیح بخاری)

حضرات گرامی جہاں حضورؐ نے قربانی کا جانور ذبح فرماتے وقت اپنی امت کا نام لیا ہے وہاں نادار امت کو اس کا ثواب پہنچانا مقصود تھا۔

7۔ حضرت حنش سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی کو دیکھا کہ وہ دو دنبوں کی قربانی کررہے ہیں تو میں نے عرض کی کہ یہ کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ مجھے حضورؐ نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ میں آپ کی طرف سے بھی قربانی کروں اور اپنی طرف سے بھی۔

(مشکوۃ باب قربانی' ابوداود ج/302)

8۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضورﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہﷺ میری والدہ اچانک فوت ہوگئی ہے اگر میں اس کی طرف سے کوئی چیز صدقہ کروں تو کیا اسے اجر ملے گا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں ملے گا۔

(بخاری حدیث نمبر 2572۔ شرح صحیح مسلم ج 4 ص 499 مشکوۃ ج 1 ص 423)

9۔ حضرت سعدؓ کی والدہ فوت ہوگئی تو انہوں نے حضورﷺ سے عرض کی کہ یارسول اللہﷺ میری والدہ فوت ہوگئی ہے تو اگر میں ان کیلئے کوئی چیز صدقہ کروں تو کیا اسے فائدہ پہنچے گا تو آپﷺ نے فرمایا کہ ہاں پہنچے گا تو انہوں نے اپنا ایک پھلدار باغ اپنی والدہ کیلئے صدقہ کر دیا۔ (بخاری ج 1 ص 414 باب صدقہ کی فضیلت ابوداؤد۔ نسائی)

10۔ حضرت سعدؓ نے اپنی والدہ کو ثواب پہنچانے کیلئے باغ کے علاوہ ایک کنواں بھی کھدوا کر صدقہ کیا۔ (مشکوۃ ج 1 ص 414 باب صدقہ کی فضیلت ابوداؤد نسائی)

11۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضورﷺ سے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میری والدہ اچانک فوت ہوگئی ہے اگر میں اس کے لئے کوئی چیز صدقہ کروں تو کیا مجھے بھی اس کا اجر ملے گا تو آپ نے فرمایا کہ ہاں ملے گا۔ (شرح صحیح مسلم ج 4 ص 499)

12۔ ایک دفعہ آپﷺ دو قبروں کے قریب سے گزرے تو فرمایا کہ ان کو عذاب ہو رہا ہے تو پھر آپﷺ نے ایک سبز شاخ منگوائی اور پھر اس کے دو ٹکڑے کئے اور پھر ایک ٹکڑا ایک قبر پر اور دوسرا دوسری قبر پر ڈال دیا اور پھر فرمایا کہ جب تک یہ شاخیں تر رہیں گی تو ان کے عذاب میں کمی رہے گی۔

(بخاری حدیث نمبر 215 شرح صحیح مسلم ج 1 ص 464 مشکوۃ ج 1 ص 86 باب آداب الخلا)

13۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن معاذ کی قبر تنگ ہوگئی تو حضورﷺ

نے تسبیح پڑھنی شروع کردی تو ہم نے بھی کافی دیر تک تسبیح (یعنی سبحان اللہ) پڑھی پھر آپ ﷺ نے تکبیر (یعنی اللہ اکبر) پڑھنی شروع کردی تو ہم نے بھی پڑھنی شروع کردی پھر ہم نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ اس کی قبر تنگ ہوگئی تھی تو (ہمارے پڑھنے سے) اللہ تعالیٰ نے اس نیک بندے پر فراخی فرمادی۔ (مشکوۃ باب عذاب القبر فصل 3 ج 1 ص 48)

14۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ میرا والد فوت ہوگیا ہے اگر میں اس کی طرف سے کوئی چیز صدقہ کروں تو کیا اس کے گناہوں کا کفارہ ادا ہوجائے گا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں ہوجائے گا۔

(شرح صحیح مسلم ج 4 ص 499)

15۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مرنے کے بعد عملوں کا ثواب منقطع ہوجاتا ہے مگر تین عملوں کا ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے اور وہ یہ ہیں۔

(1) نیک اولاد جو اس کے مرنے کے بعد اس کے لئے دعا مانگتی رہے۔ (2) صدقہ جاریہ۔ (3) نفع دینے والا علم۔ (شرح صحیح مسلم ج 4 ص 511۔ مشکوۃ ج 1 ص 63 کتاب العلم)

16۔ ایک عورت نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ میری ماں نے حج کی نذر مانی تھی لیکن وہ حج کرنے کے بغیر ہی فوت ہوگئی ہے تو کیا میں اس کی طرف سے حج کروں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو اس کی طرف سے حج کر۔

(بخاری شریف ثواب العباد ص 9)

17۔ ایک عورت نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ میری والدہ فوت ہوگئی ہے اور اس پر ایک ماہ کے روزے تھے تو کیا میں اس کی طرف سے روزے رکھوں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں رکھو اس نے کہا کہ میری والدہ نے حج بھی نہیں کیا کیا میں اس کی طرف سے حج کروں تو آپ ﷺ

سے ہو... (شرح صحیح مسلم ج3ص137)

18۔ حضور ﷺ کے دور میں ایک عورت نے ایک بچے کو اٹھا کر آپ ﷺ سے پوچھا کیا اس کا بھی حج ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اور اس کا ثواب تمہیں ملے گا (مشکوۃ ج1ص555 باب فضائل حج)

19۔ ایک عورت نے حضور ﷺ سے اجازت طلب کی کہ کیا میں اپنے باپ کی طرف سے حج کروں تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں کرو (مشکوۃ ج1ص555 باب فضائل حج)

20۔ ایک شخص نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ میری بہن نے حج کی نذر مانی تھی اور وہ فوت ہوگئی ہے تو آپ ﷺ نے اس کو حج کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

(مشکوۃ ج1ص555 باب فضائل حج)

21۔ ایک شخص نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ میرا باپ بوڑھا ہو چکا ہے اور وہ حج اور عمرہ نہیں کر سکتا اور نہ ہی وہ سواری پہ بیٹھ سکتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے باپ کی طرف سے حج اور عمرہ کرو۔ (مشکوۃ ج1ص558 باب فضائل حج)

22۔ ایک عورت نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ میری ماں فوت ہو گئی ہے اور اس پر نذر کا روزہ تھا کیا میں اس کی طرف سے روزہ رکھوں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں رکھو۔

(شرح صحیح مسلم ج3ص137)

23۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی فوت ہو جائے اور اس کے ذمے رمضان کے روزے ہوں تو اس کی طرف سے ہر دن کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے۔

(مشکوۃ ج1ص440)

24۔ محمد بن مثنی ابراہیم بن صالح سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے ان سے

کہا کہ تم میں سے کون ہے جو مسجد عشاء میں دو یا چار رکعت ادا کرے اور کہے کہ اس نماز کا ثواب حضرت ابو ہریرہ ﷺ کے لئے ہے۔ (ابوداؤد ص 2/236)

ایک مرتبہ حضرت مالک بن دینار جمعہ کی رات کو قبرستان گئے تو کیا دیکھا کہ ایک نور چمک رہا ہے تو کہا کہ شاید ان کی بخشش ہوگئی ہے تو غیب سے آواز آئی کہ یہ مومنوں کا تحفہ ہے اپنے بھائیوں کیلئے پوچھا کہ یہ کس نے بھیجا ہے تو آواز آئی کہ ایک شخص اس قبرستان میں آیا اور اس نے اچھی طرح وضو کیا اور پھر دو رکعت نماز ادا کی اور اس کا ثواب ان قبرستان والوں کو بخش دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس ثواب کی وجہ سے یہ روشنی اور نور ہم کو دیا ہے مالک بن دینار کہتے ہیں کہ پھر میں نے بھی ہر شب جمعہ کو ثواب پہنچانا شروع کر دیا تو ایک رات حضور کی زیارت نصیب ہوئی تو آپؐ نے فرمایا کہ اے مالک جتنے نور تم نے (میری امت کیلئے) ہدیہ کیئے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے بدلہ میں تیری مغفرت بھی فرمادی ہے اور تیرے لئے جنت میں ایک قصر منیف بنادیا ہے۔

(شرح الصدور ص 288)

برادران اسلام ان احادیث مبارکہ سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ صحابہ کرامؓ نے اپنے فوت شدہ کو ثواب پہنچانے کیلئے صدقہ اور خیرات حج اور روزے وغیرہ رکھنے کیلئے حضور ﷺ سے اجازتیں طلب کیں تو حضور ﷺ نے ہر ایک کو کھلےلفظوں اجازت عطا فرمائی اور منع کسی کو بھی نہیں فرمایا بلکہ حدیث نمبر 11 اور حضرت مالک بن دینار کے واقعہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ فوت شدہ کو ایصال ثواب کرنے والا خود بھی حق دار ہوتا ہے محروم نہیں رہتا اور حدیث نمبر 24 سے ثابت ہوا ہے کہ جس طرح مردوں کو ثواب پہنچایا جاتا ہے زندوں کو بھی پہنچایا جا سکتا ہے۔ لہٰذا اس کی چھٹی جز بھی احادیث مبارک سے کھلےلفظوں ثابت ہے۔

ایک شخص اپنی کوٹھری بھوسے سے بھر رہا تھا وہاں لڑکے کھیل رہے تھے ان میں سے ایک لڑکا

کوٹھری کے سوراخ سے گرا اور بھوسے میں دب گیا کسی کو خبر تک نہ ہوئی اور پھر کوٹھری کے سوراخ کو بند کر کے لپائی کر دی گئی تلاش بسیار کے باوجود لڑکا نہ ملا تو اس کی والدہ نے مایوس ہو کر سمجھا کہ وہ کہیں فوت ہو چکا ہے روزانہ اس کو ایصال ثواب کیلئے ایک روٹی خیرات کرنے لگی یہاں تک کہ کوٹھری کے منہ سے آہستہ آہستہ بھوسا نکالتے رہے آخر کار بھوسا اختتام کو پہنچا اور وہی لڑکا روٹی ہاتھ میں لئے ہوئے باہر نکل آیا جب اسے اسکی والدہ کے پاس پہنچایا گیا تو اس نے احوال پوچھنے پر بتایا کہ امی جان جب رات ہوتی تو ایک شخص میرے پاس ایک روٹی لایا کرتا وہی میں کھالیتا جب تک سو نہ جاتا میرے دل کو بہلانے کیلئے باتیں کرتا رہتا۔ (نزہت المجالس ج 1/ ص 664)

﴿7﴾

﴿اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کا ثبوت قرآن واحادیث سے﴾

اور یہ قرآن کی تلاوت کرنا درود پڑھنا کلمہ کا ورد کرنا استغفار کرنا ذکر اذکار کرنا اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں وغیرہ مانگنا یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شامل ہے اور اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اپنی عبادت کے متعلق یوں فرماتا ہے۔

(1) **یا یھا الناس اعبدو اربکم الذی** یعنی اے لوگو اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تم کو پیدا کیا ہے۔ (پ ا ع ۳ آ ۲۱)

(2) حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا۔ یقوم اعبدوا اللہ مالکم من الہ غیرہ۔ یعنی اے میری قوم عبادت کرو تم اللہ تعالیٰ کی اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔
(23-2-18)

(3) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ (16-14-20)

(4) حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا۔ **یقوم اعبدوا الله** الخ اے میری قوم تم عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی (36-16-20)

(5) حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا۔ **یقوم اعبدو الله** الخ اے میری قوم تم عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ (61-6-12)

(6) حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا۔ **یقوم اعبدو الله** الخ اے میری قوم تم عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ (50-5-12)

(7) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ اے بنی اسرائیل تم عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی (72-14-6)

(8) اور بیشک اللہ میرا اور تمہارا رب ہے پس عبادت کرو اس کی یہ راہ سیدھی ہے (36-5-16)

(9) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پس عبادت کرو میری (14-10-16)

(10) پس اللہ ہی کی عبادت کرو (123-10-12)

(11) اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت کرو (99-6-14)

اور حدیث میں ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے کرو جیسے تم اسے دیکھ رہے ہو (مشکوۃ)

لہٰذا اس کی ساتویں جز بھی قرآن واحادیث سے ثابت ہے۔

سوال: جی احادیث میں تو صدقہ کے ثواب کا ذکر ہے اور جس طرح تم ایصال ثواب کرتے ہو اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

جواب: جناب گھبرا کیوں گئے ہیں ہم ثابت کرتے ہیں کہ ہمارا یہ طریقہ صدقہ والی احادیث کے بھی خلاف نہیں ہے بلکہ عین مطابق ہے قبل اس کے کہ ہم صدقہ کے متعلق کچھ تحریر کریں۔ پہلے یہ بات ذہن نشین کریں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بھی صدقہ پر کوئی پابندی نہیں لگائی مثلاً اس صدقہ کا ثواب پہنچے گا اور اس کا نہیں بلکہ عام اجازت عطا فرمائی ہے کہ جس بھی صدقہ کا ثواب

پہنچاؤ گے پہنچے گا ہاں اگر پابندی لگائی ہے تو دلیل پیش کریں۔

ہر نیکی صدقہ ہے اس کا ثبوت احادیث مبارکہ سے

عزیزم صدقہ کہتے ہیں نیکی بھلائی اور خیر کو حدیث میں ہے کل معروف صدقہ۔ (مشکوٰۃ)
"یعنی ہر نیکی صدقہ ہے اور ہر اچھا کام صدقہ ہے اور اس کے علاوہ بھی احادیث مبارکہ میں ہے کہ دو آدمیوں کے درمیان عدل کر دینا صدقہ ہے کسی آدمی کے سوار ہونے میں مدد کر دینا صدقہ ہے یا اس کا سامان پکڑا دینا یا اس کا سامان نیچے رکھ دینا صدقہ ہے نیک بات کہنا صدقہ ہے نماز کے لئے جاتے وقت ہر قدم اٹھانا صدقہ ہے کسی کی کھیتی یا درخت سے اگر کوئی انسان یا پرندہ یا کوئی مویشی کچھ کھالے تو یہ اس کے لئے صدقہ ہے اپنے گھر والوں پر خرچہ کرنا صدقہ ہے بلند آواز سے قرآن پڑھنا ظاہری صدقہ کی مانند ہے اور پست آواز میں قرآن پڑھنا پوشیدہ صدقہ کی مانند ہے عارضی طور پر کسی کو دودھ دینے والا جانور دے دینا صدقہ ہے ہر تسبیح صدقہ ہے ہر تکبیر صدقہ ہے ہر تحمید صدقہ ہے "**لا الٰہ الا اللہ**" کہنا صدقہ ہے اچھی بات کا حکم دینا صدقہ ہے برائی سے روکنا صدقہ ہے اپنی بیوی سے صحبت کرنا صدقہ ہے اپنے مسلمان بھائی سے مسکرا کر ملنا صدقہ ہے بھولے ہوئے کو راستہ دکھانا صدقہ ہے کمزور نظر والے کی مدد کر دینا صدقہ ہے راستہ سے تکلیف دینے والی چیز کو ہٹا دینا صدقہ ہے اپنے بھائی کو پانی دے دینا صدقہ ہے کسی کو قرضہ دینا صدقہ ہے القصہ مختصر کس کس صدقہ کا نام لیا جائے۔ حضور ﷺ نے تو فیصلہ ہی فرما دیا ہے کل معروف صدقۃ یعنی ہر نیکی صدقہ ہے۔ دیکھیں (مشکوٰۃ باب صدقہ کی فضیلت)

برادران اسلام قرآن و احادیث سے ثابت ہوا کہ ایک مسلمان اپنی مالی اور جسمانی عبادات یعنی نیک اعمال کا ثواب اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کو بخش سکتا ہے جس طرح کہ ایک شخص کے پاس ایک ہزار روپیہ ہے اور وہ اپنی مرضی اور اختیار سے جسے چاہے جتنا دے اور اسی طرح اپنے

نیک اعمال کے ثواب کا مسئلہ ہے کہ جسے چاہے بخش دے۔لیکن فرق صرف یہ ہے کہ دنیاوی مال دیا تو اپنے پاس نہیں رہتا اور اگر زیادہ لوگوں کو دیا تو تقسیم کر کے تھوڑا تھوڑا ملے گا لیکن اگر ایصال ثواب کیا تو سب کو برابر یعنی پورا پورا ملے گا اور خود بھی محروم نہیں رہے گا۔حضرات گرامی یہ ایک شخص کے عمل سے دوسروں کے فائدے کا نظام خود اللہ تعالیٰ نے مہیا فرمایا ہے جس کی سینکڑوں مثالیں ہم دنیاوی زندگی میں بھی دیکھ سکتے ہیں اور اس کی مزید تفصیل کیلئے دیکھیں۔ جلد ۲ (ایصال ثواب کی شرعی حیثیت 15 سے 55 تک) یعنی ہمارا مذہب یہ ہی سکھاتا ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ بھلائی کی

دوستو یہ حضور اکرم ﷺ کے نام مبارک کا صدقہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اس امت پر کتنا بڑا فضل اور احسان ہے ہاں ہاں اگر ایسے نہ ہوتا یعنی فوت شدہ لوگوں کو قبروں میں دعا اور ایصال ثواب کا کچھ فائدہ نہ ہوتا تو نہ جانے گنہگاروں کا قبروں میں کیا حال ہوتا۔ایک دفعہ جعفر خلدی کے والد نے ایک صالح کو خواب میں دیکھا کہ وہ شکایت کر رہا ہے کہ تم نے ہم کو اپنے ہدیے کیوں بھیجنا چھوڑ دیئے ہیں تو اس نے پوچھا کہ کیا مردے بھی زندوں کے ہدیوں کو پہچانتے ہیں تو اس نے کہا کہ اگر زندے نہ ہوتے تو مردے تباہ ہو جاتے۔(شرح الصدور 288 اعانتہ الاحباب ص 16)

ج جیوندے کی جانن سار مویاندی سو جانے جو مردا ہو
قبراں دے وچ ان ناں پانی اوتھے سامان لوڑی دا گھردا ہو
اک وچھوڑا ماں پیو بھائیاں دوجا عذاب قبردا ہو
ایمان سلامت اسدا باہو جیڑا رب اگے سر دھردا ہو

﴿8﴾

﴿کھانا کھلانے کا ثبوت قرآن واحادیث سے﴾

اور اس کے علاوہ اگر کوئی صاحب حیثیت صاحب ذوق اور صاحب اختیار اپنے حلال اور پاکیزہ مال سے کھانا بھی کھلانا چاہے تو کھلا سکتا ہے یہ بھی جائز ہے کوئی گناہ یا حرام نہیں ہے جسکے متعلق خود اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں یوں ارشاد فرماتا ہے ۔

۱۔ یایھا الناس کلوا مما فی الارض حللا طیبا۔

یعنی اے لوگو کھاؤ اس سے جو کچھ زمین میں حلال اور پاکیزہ ہے۔

(پ۲ ع۵ آ۱۶۸)

۲۔ یایھا الذین آمنوا کلوا من طیبت ما رزقنکم ۔

اے ایماندارو کھاؤ اس پاکیزہ سے جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے۔ (پ۲ ع۵ آ۱۷۲)

۳۔ وکلوا مما رزقکم اللہ حللا طیبا ۔

اور کھاؤ اس سے جو کچھ دیا اللہ نے تم کو حلال اور پاکیزہ۔ (پ۷ ع۲ آ۸۸)

٤۔ یایھا الذین آمنوا لاتحرموا طیبت ما احل اللہ لکم ولا تعتدوا ان اللہ لایحب المعتدین ۔

اے ایمان والو حلال اور پاکیزہ کو حرام نہ ٹھہراؤ اور حد سے نہ بڑھو بے شک حد سے بڑھنے والے اللہ کو ناپسند ہیں۔(۷۔۲۔87)

حضرات گرامی اللہ تعالیٰ نے ان آیات مبارکہ میں انسان کو خصوصاً ایمانداروں کو اس حلال اور پاکیزہ رزق سے کھانے کا حکم دیا ہے جو اس نے عطا فرمایا ہے تو برادران اسلام اس ختم کے موقع پر

اسی حلال اور پاکیزہ رزق سے ہی کھانا کھلایا جاتا ہے کوئی نجس اور حرام اشیاء سے نہیں تو اب دیکھنا یہ ہے کہ اگر کوئی انسان اپنے حلال اور پاکیزہ مال سے جائز طریقے سے خود کھاتا ہے اور کبھی کبھار تھوڑا بہت اپنے چند مسلمان بھائیوں کو بھی کھلا دیتا ہے تو کیا یہ ناجائز ہے یا گناہ تو جناب اس کے متعلق احادیث مبارکہ میں دیکھیں کہ حضور نے خود فرمایا ہے کہ ہر تر کلیجہ کے ساتھ بھلائی کرنے میں اجر یعنی ثواب ہے تو برادران اسلام اب اس کے علاوہ بھی ذرا ٹھنڈے دل کے ساتھ اس بات پر غور کریں کہ کیا اپنی حلال اور پاکیزہ کمائی سے کسی کو کچھ تھوڑا بہت کھلا پلا دینا کیا یہ اس کے ساتھ ظلم و زیادتی ہے یا بھلائی تو جواب حاضر ہے کہ یہ اس کے ساتھ بھلائی ہے اور اب آئیے احادیث مبارکہ سے ہی دیکھئے کہ کسی جاندار کے ساتھ بھلائی کرنے میں کیا اجر ہے۔

ا۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ ہر تر کلیجہ (یعنی ہر جاندار چیز) کے ساتھ بھلائی کرنے میں اجر یعنی ثواب ملتا ہے۔ (مشکوۃ ج ا ص ۱۶۸ باب صدقہ کی فضیلت)

۲۔ جو مسلمان کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے پھلوں سے کھلائے گا اور جو کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو مہر لگی شراب پلائے گا۔

(مشکوۃ ج ا ص ۱۶۸ صدقہ کی فضیلت)

۳۔ حضور فرماتے ہیں کہ بہترین صدقہ یہ ہے کہ تم کسی بھوکے کو سیر ہو کر کھلا دو۔

(یعنی پیٹ بھر کر کھلا دو) (مرآت ج ۳ ص ۱۲۶)

۴۔ جو کسی بھوکے کو پیٹ بھر کر کھانا کھلاتا ہے اور پانی پلاتا ہے تو اسے ساڑھے تین ہزار سال مسافت کی مقدار دوزخ سے دور کر دیا جاتا ہے۔ (حاکم۔ جنت کی کنجی ۶۲)

۵۔ حضرت ابو ہرہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے وہ بات سکھائیں کہ جس سے میں نفع اٹھاؤں تو آپؐ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے راستہ سے تکلیف دینے والی چیز کو دور کر دو۔

(مرآت ج ۳ ص ۱۰۱)

۶۔ حضور نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت روائی کیلئے جاتا ہے تو پچھتر ہزار فرشتے اس پر سایہ کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ (نذھت المجالس ج 1/ ص 318)

7۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ایک بدکار عورت ایک کتے کے پاس سے گزری جو کنویں کے پاس کھڑا پیاس کی وجہ سے زبان باہر نکالے ہانپ رہا تھا تو اس نے اپنا موزہ اتار کر اپنی اوڑھنی سے باندھ کر اس سے پانی نکال کر کتے کو پلا دیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا تو ایک شخص نے عرض کی کہ یارسول اللہ کیا چوپاؤں اور مویشیوں کے ساتھ بھی بھلائی کرنے میں ثواب ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ ہاں بلکہ ہر تر کلیجہ (یعنی ہر جاندار چیز) کے ساتھ بھلائی کرنے میں ثواب ہے۔ (مشکوۃ ج ۱ ص ۱۶۲)

8۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص دودھ کیلئے جانور دے دے یا کسی کو چاندی بطور قرض دے یا کسی کو راستہ بتادے تو اس کیلئے غلام آزاد کرنے کا ثواب ہے۔

(ترمذی۔ مشکوۃ ج ۱ ص ۱۶۵ باب صدقہ کی فضیلت)

9۔ حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی روزہ دار کا روزہ افطار کراتا ہے تو اسکے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اسکی گردن آگ سے آزاد کردی جاتی ہے اور اسے بھی روزہ دار جتنا ثواب ملتا ہے تو صحابہؓ نے عرض کی کہ یارسول اللہ ہم میں سے ہر شخص روزہ افطار نہیں کراسکتا تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کو بھی اتنا ہی اجر عطا فرماتا ہے جو دودھ کی ایک گھونٹ یا پانی کی ایک گھونٹ یا ایک کھجور سے ہی کسی کا روزہ افطار کراتا ہے اور جو کسی روزہ دار کو سیر ہو کر کھانا کھلاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض سے پانی پلائے گا اور وہ جنت میں داخل ہونے تک کبھی پیاسا نہ ہوگا۔

(مشکوۃ ج ۱ ص ۱۷۴)

10۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو جنت میں مزے سے پھرتا دیکھا جو راستہ سے اس درخت کی شاخ کاٹنے کی وجہ سے بخش دیا گیا تھا جو راستہ میں لوگوں کو تکلیف دیتی تھی۔

(مرآت ج۳ص۱۰۱)

11۔ ایک حدیث میں ہے کہ جب کوئی مسلمان کوئی درخت لگاتا ہے یا کوئی کھیت بوتا ہے تو پھر اس درخت یا کھیت سے کوئی انسان یا پرندہ یا چوپایہ وغیرہ کچھ کھا جاتا ہے تو وہ اس کیلئے صدقہ ہے (یعنی اس کے لئے اس میں اجر ہے)۔(مشکوۃ ج۱ص۴۱۲ صدقہ کی فضیلت)

12۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جو شخص کسی مردہ زمین کو آباد کرے (یعنی اس میں کوئی چیز کاشت کرے) تو پھر اس میں سے کوئی جانور وغیرہ کچھ کھا جائے تو وہ اس کیلئے صدقہ ہے (یعنی اس کیلئے اس میں اجر ہے)۔(مشکوۃ ج۱ص۴۱۵)

13۔ ایک شخص نے پوچھا کہ میں اپنے اونٹوں کو پانی پلانے کیلئے حوض میں پانی بھرتا ہوں تو کچھ دوسرے اونٹ بھی آکر پانی پی جاتے ہیں تو کیا ان دوسرے اونٹوں کو پانی پلانے میں بھی کوئی اجر ہے تو فرمایا کہ ہر زندہ حیوان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے میں اجر وثواب ہے۔

(احمد۔ جنت کی کنجی ۶۳)

14۔ ایک روایت میں ہے کہ جس نے کنواں کھدوایا تو جو جاندار چیز بھی اس سے پانی پیئے گی تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کا اجر بھی اس کنواں کھدوانے والے کو عطا فرمائے گا۔

(بخاری۔ جنت کی کنجی ص ۶۴)

15۔ فرمایا کہ اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈال دینا صدقہ ہے۔

(مرآت ج/۳ص۱۰۴)

16۔ حضورؐ نے فرمایا کہ جب تم شوربہ پکاؤ تو اس کا پانی زیادہ کرلیا کرو اور پھر اپنے

پڑوسیوں کا بھی خیال رکھو۔(مشکوۃ ج اص ۴۲۰)

17۔ حضورؐ نے فرمایا اے عورتو ایک ہمسائی دوسری ہمسائی کیلئے حقیر نہ جانے اگرچہ بکری کا ایک کھر ہی سہی۔(مشکوۃ باب صدقہ کی فضیلت ج اص ۴۱۱)

﴿بلکہ غیر تو غیر خاص اپنے گھر والوں سے بھلائی کرنے میں بھی اجر ہے اس کا ثبوت احادیث مبارکہ سے﴾

۱۔ حدیث میں ہے **انفق اذا انق المسلم نفقة على اهله وهو تحتسبها كانت له صدقة**

یعنی جس وقت کوئی مسلمان اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے اور وہ اس میں ثواب کی توقع رکھتا ہے تو یہ اسکے لئے صدقہ ہے۔(مشکوۃ ج اص ۱۸ ۴ افضل صدقہ)

۲۔ **وان نفقتك على عيالك صدقة وان ماتاكل امراتك من مالك صدقة۔**

اور تمہارا اپنی اولاد پر خرچ کرنا بھی صدقہ ہے بلکہ تمہارے مال سے جو کچھ تمہاری بیوی کھاتی ہے وہ بھی صدقہ ہے۔(شرح صحیح مسلم ج ۴ ص ۴۹۴)

۳۔ **ولست تنفق نفقة تبتغى بها وجه الله الا اجرت بها حتى القمة تجعلها فى امراتك۔**

اور تم اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی (یعنی اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے) کیلئے جو کچھ بھی خرچ کروگے تو تم کو اس کا اجر یعنی ثواب ملے گا حتیٰ کہ اس لقمہ کا بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو۔
(شرح صحیح مسلم ج ۴ ص ۱۹۴)

۴۔ حدیث میں ہے کہ مسکین پر صدقہ کرنے سے ایک صدقہ کا ثواب ملتا ہے اور اپنے رشتہ دار پر صدقہ کرنے سے دو صدقہ کا ثواب ملتا ہے ایک صدقہ کرنے کا اور دوسرا صلہ رحمی کا۔

(مشکوۃ ج۱ ص۴۲۰)

۵۔ حضرت ام سلمہؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی اولاد یعنی اپنے بیٹوں پر جو کچھ خرچ کرتی ہوں کیا اس کا ثواب مجھے ملے گا حالانکہ وہ تو میرے بیٹے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو جو کچھ بھی ان پر خرچ کریگی تجھ کو اس کا ثواب ملے گا۔

(مشکوۃ ج۱ ص۴۱۹ باب افضل صدقہ)

۶۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ مسلمان ثواب کی نیت سے اپنے گھر والوں پر جو کچھ بھی خرچ کرتا ہے تو یہ اس کیلئے صدقہ ہے۔ (مرآت ج۳ ص۱۲۷)

۷۔ حضرت میمونہ نے ایک لونڈی آزاد کی تو حضورؐ نے فرمایا کہ اگر تم یہ لونڈی اپنے ماموں کو دے دیتیں تو تم کو بہت زیادہ اجر ملتا۔ (مرآت ج۳ ص۱۲۰)

۸۔ حضرت عمر فاروق کو خیبر میں بہت اچھی زمین ملی تو آپؓ نے اس کی پیداوار کو حضورؐ کے مشورے سے غیروں کے علاوہ اپنے قریبی رشتہ داروں پر بھی صدقہ کردیا۔

فتصدق عمر فی الفقراء وفی القربی۔ (شرح صحیح مسلم ج۴ ص۵۲۱)

۹۔ اور اس کے علاوہ دیکھیں کہ کسی شخص کے سوار ہونے میں اس کی مدد کر دینا صدقہ ہے اور اس کا سامان پکڑا دینا یا نیچے رکھ دینا صدقہ ہے اور راستہ سے پتھر کانٹا ہڈی وغیرہ کو ہٹا دینا صدقہ ہے اور کسی کو دودھ دینے والا جانور دے دینا صدقہ ہے کسی شخص کو اچھی بات کا حکم دینا صدقہ ہے اور اسے برائی سے روکنا صدقہ ہے اور اپنے مسلمان بھائی سے مسکرا کر ملنا صدقہ ہے کسی کو راستہ دکھا دینا صدقہ ہے کمزور نظر والے شخص کی مدد کر دینا صدقہ ہے راستے میں جو چیز

اللہ کے بندوں کو تکلیف پہنچائے اسے دور کر دینا صدقہ ہے اپنے مسلمان بھائی کو پانی پلا دینا صدقہ ہے کسی کو کھانا کھلا دینا صدقہ ہے دو آدمیوں کے درمیان انصاف کر دینا صدقہ ہے بلکہ حدیث میں ہے **کل معروف صدقة** یعنی ہر نیکی صدقہ ہے۔ (مشکوٰۃ)

﴿خبردار﴾

﴿غور کریں غور کریں پھر غور کریں﴾

حضرات گرامی اب ان پیش کردہ احادیث مبارکہ کو ذرا ایک دفعہ پھر پڑھ لیں اور پھر غور کریں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ ایسا نظام کیوں بنایا ہے تو جواب حاضر ہے کہ یہ سب کچھ اس بات کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق سے بہت زیادہ محبت اور پیار ہے بلکہ حضور فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے ماں کی محبت سے بھی بہت زیادہ بڑھ کر محبت اور پیار ہے یعنی ماں اپنی اولاد پر جتنا رحم کرتی ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے بھی کئی گناہ زیادہ مہربان یعنی رحم کرنیوالا ہے

(مشکوۃ ج ا ص ۵۱۹۔۵۲۱ باب اللہ کی رحمت کی وسعت)

تو جناب اسی لئے تو جو بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے بھلائی یعنی خیر خواہی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اجر وثواب کے تحفوں سے نواز رہا ہے یعنی اجر وثواب کی خوشخبریاں سنا رہا ہے اور اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے حقوق العباد کی حدیں مقرر کی ہیں کہ انسان ایک دوسرے کے ساتھ بھلائی یعنی خیر خواہی کرے اور ظلم وزیادتی نہ کرے تا کہ اسے اجر وثواب کے تحفوں سے نوازا جائے تو جناب اب خود ہی اندازہ لگائیں کہ جب اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر ماں سے بھی بڑھ کر رحم کرنیوالا ہے تو اگر کوئی صاحب مال اپنے حلال اور پاکیزہ مال سے جائز طریقے سے کسی کو کھانا کھلا دیتا ہے تو کیا اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہو جاتا ہے کہ تو نے میرے بندوں کو کھانا کیوں کھلایا ہے، کہ تم نے یہ ظلم کیا ہے

توجناب اب ہماری ان پیش کردہ تمام احادیث مبارکہ کوسامنے رکھ کر ذرا خود اندازہ لگائیں کہ جب اللہ تعالیٰ ان چھوٹی چھوٹی چیزوں پر بھی اجروثواب عطا فرمارہا ہے کہ جن کے متعلق اجرو ثواب کا تصور بھی ہمارے ذہن میں نہیں ہوتا تو کیا کسی کوختم وغیرہ کے موقع پر کھانا کھلانے سے ہی اللہ تعالیٰ ناراض ہوجاتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کھانا کیوں کھلایا ہے یا اس سے شریعت کی کوئی حد ٹوٹتی ہے ہرگز ہرگز نہیں یہ فضول یاروں کی فضول باتیں ہیں جو کہ حسد بغض اور کینہ کی علامت ہے۔

لطیفہ

ایک کنجوس کسی سخی کو سخاوت کرتے دیکھ کر جلتا بلتا اپنے گھر گیا تو اس کی بیوی نے دیکھ کر کہا کہ کیا ہوا کہا کچھ نہیں کہا کسی سے جھگڑا ہوا ہے کہا نہیں کہا کوئی چیز گم ہوگئی ہے کہا نہیں تو بیوی نے کہا کہ پھر کچھ ہوا بھی تو ہے کہا کہ میں ایک سخی کو سخاوت کرتے دیکھ آیا ہوں اور میرا دل جل گیا ہے تو بیوی نے کہا کہ اس میں تیرا کیا نقصان ہے تو کیوں خواہ مخواہ حسد اور بخل کی آگ میں جل رہا ہے تو برادران اسلام یہی حال ان بیچارے ختم کے منکروں کا ہے کہ ختم دینے والا کوئی ختم دلانے والا کوئی اور حسد اور بخل کی آگ میں جلنے والا کوئی واہ سبحان اللہ۔

اور تعجب ہے کہ یہ حلال کو حرام کہنے والے بھی عجیب گلابی مسلمان ہیں کہ ختم دلاتے نہیں لیکن ختم کی چیز کو فوراً کھالیتے ہیں یعنی کھانے کے وقت ماسی لپ جھپ اور اگر کوئی پوچھے تو کہتے ہیں کہ اوہ بھئی ختم کونسا اس میں داخل ہوگیا ہے یہ ان کا کتنا خوبصورت جواب ہے حرام کو حلال کرنے کا واہ سبحان اللہ اور خاص وعام کو کھلانا پلانا خود حضور ﷺ سے کئی دفعہ ثابت ہے ایک دفعہ حضور ﷺ نے حضرت انس سے فرمایا کہ جاؤ فلاں فلاں کو بلا کر لے آؤ اور ان کے علاوہ جو بھی راستے میں ملے اسے بھی

لے آؤ تو حضرت انس کو جو بھی ملا لے آئے اور وہ تقریباً تین سو آدمی تھے جن سے تمام گھر بھر گیا آپ ﷺ نے ان سب کو کھانا کھلایا جن میں تقریباً ہر طرح کا آدمی تھا (یعنی امیر اور غریب)۔

(مشکوۃ ج/3 ص 187 باب المعجزات)

اور اس کے علاوہ باب المعجزات میں بھی کئی ایسے واقعات ہیں کہ جن میں حضور ﷺ نے خاص و عام کو کھلایا اور پلایا ہے۔لہٰذا اس کی آٹھویں جز بھی قرآن واحادیث سے کھلے لفظوں ثابت ہے۔

ختم بخاری

ایک معتبر وہابی لکھتا ہے کہ ''ختم قرآن شریف اور ختم بخاری شریف کے موقع پر کھانا کھلانا اور شیرینی وغیرہ تقسیم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔'' (رسالہ ''الاعتصام'' نومبر 1990ء)

☆ وہابیوں کے شیخ الکل نے لکھا ہے کہ ''قرآن خوانی کے لئے طلباء اور مولویوں کو گھر بلانا الگ الگ سپارے پڑھنا، ان کے لئے کھانا پکانا اور دعا کروانا، آیہ کریمہ پڑھوانا وغیرہ نیز گھر والوں کا ان کو معاوضہ (روپے) دینا یہ خدمت ہے بدعت نہیں نہ کوئی حرج ہے۔''۔ (فتاویٰ برکاتیہ ص 192 از مفتی ابوالبرکات گوجرانوالہ)

☆ اموات کے لئے فاتحہ اور عرس اور نذر و نیاز اور کھانا کھلانے (ختم شریف) میں بغیر تعین یوم کے کوئی قباحت نہیں۔'' (صراط مستقیم اسمٰعیل و سید احمد (خزینہ مغفرت ص 20)

دیوبند کے امام

فرماتے ہیں۔ ''یہاں پر ختم شریف جواجگان ہوتا ہے اس میں اہل خانقاہ طلباء کرام وذاکرین عظام کی جماعت شامل ہوتی ہے'' (الافاضات الیومیہ ص 1934 از مولوی اشرف علی تھانوی)

☆ختم شریف کے بعد پانی چائے پھل وغیرہ تقسیم کرنا جائز ہے۔''

(شمائم امدادیہ از حاجی امداد اللہ پیشوائے دیو بند)

☆مسجد قباء سنگلا والی اہلحدیث میں پروگرام تقسیم انعامات وختم قرآن کے موقع پر شیرینی تقسیم کی گئی۔(خزینہ مغفرت 25)

☆جس چیز پر ختم پڑھا جائے اسے کھانا جائز ہے آسانی کے لئے تاریخ مقرر کرنا قل و چہلم کی جائز ہے۔(مفتی عبدالرحمٰن جامعہ اشرفیہ دیو بندیہ لاہور بحوالہ روزنامہ جنگ میگزین: خزینہ مغفرت 24) اور اس کے علاوہ خود مخالفین بھی اکثر دفعہ اپنے جلسوں وغیرہ میں کھانا یا شرینی وغیرہ تقسیم کرتے رہتے ہیں جسے امیر اور غریب سب ہی کھاتے ہیں کیا یہ حرام کھاتے ہیں اور خود ہمارے گاؤں مصطفیٰ آباد میں دیو بندی حضرات نے ایک جلسے کے بعد عام لوگوں کو کھانا کھلایا۔

دھوکے اور چالاکی سے حقیقت کیسے بدلو گے
افسانہ آخر افسانہ ہے حقیقت پھر حقیقت ہے

برادران اسلام ثابت ہوا کہ جس طرح اسلام کے پانچ بناؤں کی علیحدہ علیحدہ جزئیات قرآن و احادیث سے ثابت ہیں تو اسی طرح اس ختم یعنی ایصال ثواب کی علیحدہ علیحدہ جزئیات بھی قرآن واحادیث سے کھلے لفظوں ثابت ہیں۔ ہاں اگر کسی اندھے کو نظر نہ آئیں تو یہ اس کا اپنا قصور ہے قرآن واحادیث کا ہر گز نہیں ہے۔ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

یعنی اگر دن میں چمگادڑ کی آنکھ نہ دیکھ سکے تو اس میں سورج کا کیا قصور ہے۔

آنکھیں اگر ہیں اندھی تو پھر دن بھی رات ہے
اس میں بھلا قصور ہے کیا آفتاب کا

برادران اسلام اب تو یہ بات کھلے لفظوں ثابت ہو چکی ہے کہ ہمارا یہ ثواب پہنچانا قرآن و

احادیث کے خلاف ہرگز نہیں ہے بلکہ عین مطابق ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے "**فان تنازعتم الخ** پس اگر تم میں کسی بات کے متعلق جھگڑا ہو جائے تو اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف لوٹاؤ۔

(پ5ع5آ59) تو جناب ہم نے اس مسئلے کا جواز قرآن واحادیث سے کھلے لفظوں ثابت کر دیا ہے۔ یعنی اس ختم کا ثبوت قرآن واحادیث سے کھلے لفظوں ثابت ہے

﴿ختم یعنی ایصال ثواب پر چند اعتراضات کے جوابات﴾

سوال نمبر 1: یہ جو تم نے ختم کے جواز پر قرآن واحادیث سے دلائل پیش کیے ہیں ان میں ختم کا ثبوت کہاں ہے کیونکہ یہ جو تم نے پہلی دلیل پیش کی ہے اس میں قرآن پڑھنے کا ثبوت ہے ختم کا نہیں اور دوسری دلیل میں اللہ کا ذکر کرنے کا ثبوت ہے ختم کا نہیں اور تیسری میں درود شریف پڑھنے کا ثبوت ہے ختم کا نہیں اور چوتھی میں دعا مانگنے کا ہے ختم کا نہیں اور پانچویں میں ایصال ثواب کا ہے ختم کا نہیں وغیرہ وغیرہ۔

جواب نمبر 1۔ جناب اس سوال کے جواب میں صرف دو چیزیں سمجھنے کے قابل ہیں اگر یہ سمجھ میں آ گئیں تو مسئلہ حل ہے۔

1. ختم کس چیز کا نام ہے یعنی ختم کس چیز کو کہتے ہیں اور اس کے دلائل کیا ہیں تو جناب اس کے متعلق فہرست میں مضمون نمبر 3 دیکھیں یعنی ایصال ثواب کا نام ختم کیسے پڑا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ختم نام ہے ایصال ثواب کا اور یہ ایصال ثواب اگرچہ ایک ہی عمل سے کیا جائے یا زیادہ سے مثلاً دیکھیں کہ اگر کسی نے سینکڑوں روپے کی چیزیں منگا کر ان پر بیسیوں قرآن مجید بھی پڑھ کر دعا مانگ دی تو اسے بھی ختم ہی کہتے ہیں اور اگر کسی نے صرف دس روپے کی شرینی منگا کر اس پر

فاتحہ پڑھ کر کلمہ کا ثواب درود کا ثواب ذکر اذکار کا ثواب نوافل کا ثواب حج اور روزہ کا ثواب صدقہ خیرات کا ثواب اور تلاوت قرآن کا ثواب بھی بخش دیا تو اسے بھی ختم ہی کہتے ہیں اور اگر کسی نے صرف دو روپے کی ٹافیاں ہی منگا کر اس پر صرف ایک مرتبہ ہی قل شریف پڑھ کر دعا مانگ دی تو اسے بھی ختم ہی کہتے ہیں تو نتیجہ یہ نکلا کہ ختم نام ہے ایصال ثواب کا اور وہ اگر چہ ایک ہی نیک عمل سے ہو یا زیادہ سے۔

2 اور اس کے جائز ہونے کے متعلق قرآن و احادیث میں کیا دلائل ہیں۔ برادران اسلام سب سے پہلے یہ بات ذہن میں رکھیں کہ ہم نے صرف ان ہی چیزوں کا ثبوت پیش کرنا ہے جو ہم ختم میں کرتے ہیں اگر چہ وہ کم ہوں یا زیادہ اور اب آیئے دیکھئے کہ ہم ختم میں کیا کرتے ہیں۔

ا۔ جناب ہم سب سے پہلے قرآن مجید ختم کراتے ہیں اور اسکے جائز ہونے کے متعلق ہماری پیش کردہ دلیل نمبر ایک دیکھیں۔

۲۔ اور اس کے علاوہ کلمہ شریف درود شریف استغفار اور ذکر اذکار وغیرہ کرتے ہیں اور اس کے جائز ہونے کے متعلق ہماری پیش کردہ دلیل نمبر 2 دیکھیں۔

۳۔ اور اس کے بعد جب کوئی عالم دین آتا ہے تو یہ بھی قرآن مجید ہی پڑھتا ہے جس کے جائز ہونے کے متعلق دلیل پیش کی جا چکی ہے۔

۴۔ اس کے بعد درود شریف پڑھا جاتا ہے اور اس کے جائز ہونے کے متعلق ہماری پیش کردہ دلیل نمبر چار دیکھیں۔

۵۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعائے بخشش کی جاتی ہے اور اس کے جائز ہونے کے متعلق ہماری پیش کردہ دلیل نمبر 5 دیکھیں۔

۶۔ اور اس کے بعد فوت شدہ کو ایصال ثواب کیا جاتا ہے اور اس کے جائز ہونے کے متعلق ہماری پیش کردہ دلیل نمبر 6 دیکھیں۔

۷۔ اور یہ قرآن مجید کی تلاوت کرنا کلمہ شریف پڑھنا درود شریف پڑھنا استغفار پڑھنا ذکر اذکار کرنا اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں وغیرہ مانگنا یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شامل ہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کے جائز ہونے کے متعلق ہماری پیش کردہ دلیل نمبر ۷ دیکھیں۔

۸۔ اور اس کے علاوہ اگر کوئی صاحب حیثیت اور صاحب اختیار اپنے حلال اور پاکیزہ مال سے کچھ کھانا وغیرہ بھی کھلا دے تو یہ بھی گناہ نہیں ہے اور اس کے جائز ہونے کے متعلق ہماری پیش کردہ دلیل نمبر 8 دیکھیں۔

(جواب نمبر۲) جناب ختم نام ہے چند جائز چیزوں کے ساتھ ایصال ثواب کرنے کا یعنی چند جائز چیزوں کے مجموعے کا نام ختم ہے جس طرح نماز نام ہے چند جائز چیزوں کے مجموعے کا مثلاً دیکھیں کہ صرف قیام کا نام نماز نہیں نہ صرف تکبیر تحریمہ کا نام نماز ہے نہ صرف قراۃ کا نام نماز ہے نہ صرف رکوع کا نام نماز ہے نہ صرف سجدہ کا نام نماز ہے نہ صرف التحیات بیٹھنے کا نام نماز ہے نہ صرف تشہد پڑھنے کا نام نماز ہے نہ صرف تسبیحات کا نام نماز ہے نہ صرف تکبیریں پڑھنے کا نام نماز ہے نہ صرف سلام پھیرنے کا نام نماز ہے بلکہ نماز نام ہے ان تمام چیزوں کے مجموعے کا جو نماز میں ادا کی جاتی ہیں اور اسی طرح حج بھی چند جائز چیزوں کے مجموعے کا نام ہے جسے حاجی لوگ خوب اچھی طرح جانتے ہیں اور اسی طرح ختم بھی چند جائز چیزوں کے مجموعے کا نام ہے جو ہم ختم میں کرتے ہیں یعنی صرف قرآن پڑھنے کا نام ختم نہیں نہ صرف دعا مانگنے کا نام ختم ہے نہ صرف کلمہ درود ذکر اذکار کا نام ختم ہے نہ صرف شرینی تقسیم کرنیکا نام ختم ہے نہ صرف صدقہ وخیرات کرنیکا نام ختم ہے بلکہ ختم نام ہے ان تمام چیزوں کے مجموعے کا جن پر اس وقت عمل کیا جاتا ہے اور ان کے

جائز ہونے کا ثبوت ہم قرآن واحادیث سے پیش کر چکے ہیں کیونکہ ہم نے صرف اسی چیز کے جائز ہونے کا ثبوت قرآن واحادیث سے پیش کرنا ہے جو ہم ختم میں کرتے ہیں اور ہاں یہ بھی یاد رکھیں کہ یہ جتنی چیزیں ہم نے اوپر بیان کی ہیں اگر ان میں سے کچھ کم یا زیادہ بھی ہو جائیں تو بھی اسے ختم ہی کہتے ہیں کیونکہ ان تمام چیزوں کو جمع کرنا ہمارے نزدیک ضروری نہیں ہے لہٰذا تمہارا یہ سوال ہی جاہلانہ ہے کہ جی پہلی دلیل قرآن پڑھنے کی ہے اور دوسری ذکر کی اور تیسری دورد شریف کی اور چوتھی دعا کی اور پانچویں ایصال ثواب کی وغیرہ وغیرہ۔

سوال نمبر 2:۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ختم دلایا تھا۔

جواب: جناب ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ختم ایصال ثواب کا دوسرا نام ہے اور دنیا میں کوئی بھی چیز صرف دوسرا نام پڑ جانے کی وجہ سے ہی نہ تو حرام ہو سکتی ہے اور نہ ہی جائز مثلاً قرآن کو قرآن کہہ دیا جائے تو تب بھی جائز ہے اور اگر اسے اللہ کا کلام یا اللہ کی کتاب یا آسمانی کتاب کہہ دیا جائے تو تب بھی جائز ہے گناہ یا حرام نہیں ہے اسی طرح اگر کھانے کو طعام کہا جائے تو حلال ہی رہتا ہے حرام نہیں ہوتا اور اسی طرح سود کو منافع کہا جائے تو یہ ناجائز ہی رہتا ہے جائز نہیں ہو جاتا وغیرہ وغیرہ یعنی دوسرا نام رکھنے سے اس کی اصل نہیں بدلتی۔ یعنی حلال چیز حلال ہی رہتی ہے اور حرام چیز حرام لہٰذا ہمارے اس فعل کا اصل نام تو ایصال ثواب ہی ہے اور دوسرا نام ختم یا فاتحہ وغیرہ اور ایصال ثواب کا جائز ہونا ہم احادیث مبارکہ سے ثابت کر چکے ہیں لہٰذا ہمارے اس عمل کو ایصال ثواب کے نام سے پکارا جائے تو تب بھی درست ہے اور اگر ختم کے نام سے پکارا جائے تو تب بھی درست ہے اور ہم نے احادیث مبارکہ سے ثواب پہنچانے کے ثبوت میں پہلی چھ احادیث مبارکہ میں خود حضور ﷺ کا ایصال ثواب کرنا ہی ثابت کیا ہے آپ وہاں دیکھ سکتے ہیں۔

اور ہم ایصال ثواب کو ہی ختم کہتے ہیں

سوال نمبر 3: ـــــ یہ تو ہم بھی مانتے ہیں کہ ایصال ثواب کرنا چاہیے لیکن تمہاری طرح نہیں کیونکہ تمہارا طریقہ غلط ہے اور سنت کے خلاف ہے۔

جواب 1۔ جناب حضور ﷺ نے ایصال ثواب کیلئے کوئی طریقہ یا چیز مقرر ہی نہیں فرمائی اور نہ ہی کسی نیک عمل پر کوئی پابندی لگائی ہے مثلاً تلاوت قرآن مجید یا حج یا روزے یا نوافل کا ثواب ہی پہنچے گا' اس کے علاوہ کسی اور چیز کا نہیں ہاں اگر کوئی طریقہ یا چیز مقرر فرمائی ہے تو دلیل پیش کریں لہٰذا ثابت ہوا کہ جس بھی نیک عمل اور طریقے سے ایصال ثواب کیا جائے گا ہو جائز جائے گا۔

جواب 2۔ جناب جو عمل بھی قرآن و احادیث سے جائز ثابت ہو جائے تو وہ ہرگز خلاف سنت نہیں رہتا بلکہ وہ جائز ہی ہوتا ہے اور اس کا ثبوت ہم قرآن و احادیث سے پیش کر چکے ہیں کہ یہ عمل جائز ہے۔

جواب 3۔ رہا مسئلہ طریقے کا تو جناب ہمارا یہ طریقہ بھی قرآن و احادیث کے خلاف ہرگز نہیں ہے بلکہ عین مطابق ہے کیونکہ ہم فوت شدہ کو ثواب پہنچانے کیلئے سب سے پہلے ذکر و اذکار کرتے ہیں مثلاً کلمہ شریف' درود شریف' سورتیں' سپارے اور قرآن مجید وغیرہ پڑھتے ہیں اور دعا مانگی جاتی ہے اور ایصال ثواب کیا جاتا ہے یا تبرک وغیرہ تقسیم کیا جاتا ہے اور یہ سب کچھ ہم قرآن و احادیث سے ثابت کر چکے ہیں کہ جائز ہیں لہٰذا ہمارا یہ طریقہ بھی قرآن و احادیث کے خلاف نہیں ہے بلکہ عین مطابق ہے۔

سوال نمبر 4: جی کھانے پر قرآن مجید پڑھنا حرام ہے۔

جواب 1: جناب ہمارے نزدیک ایصال ثواب کے لئے کھانے پر قرآن مجید پڑھنا نہ تو شرط ہے نہ لازمی یعنی پڑھ لو تو تب بھی جائز ہے اور اگر نہ پڑھو تو تب بھی جائز ہے ہاں جو شخص ہمارے

اس طریقے پر اعتراض کرتا ہے تو اسے چاہئے کہ کوئی ایسی دلیل پیش کرے کہ جس سے کھلے لفظوں یہ ثابت ہو جائے کہ یہ عمل ناجائز ہے۔

جواب 2: جناب اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ ہم قرآن مجید میں وہ چیز نازل کرتے ہیں جو ایمان والوں کیلئے شفاء اور رحمت ہے اور وہ ظالموں کیلئے زیادہ نہیں کرتا مگر نقصان (پ15، ع9، آ82) ثابت ہوا کہ قرآن مجید مومنوں کے لئے شفا اور رحمت ہے مگر ظالموں کے لئے نقصان اور **سورہ لقمن** میں ہے کہ اس قرآن کی آیتیں نیکوں کیلئے ہدایت اور رحمت ہیں (3-10-21)

تو اب اگر کوئی اس قرآن کی چند آیات حصول برکت کیلئے کھانے پر پڑھ دے تو جو شخص اس سے اپنے دل میں ٹھنڈک محسوس کرے تو یہ اس کے ایمان کی نشانی ہے اور جو اس سے اپنے دل میں جلن کڑھن بے چینی بے قراری اور نفرت محسوس کرتا ہے تو وہ خود غور کرے کہ کہیں وہ بھی ان خسارہ پانے والوں میں سے تو نہیں ہے کیونکہ ایمان والے تو اسے بابرکت سمجھ کر خوشی سے کھاتے ہیں کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہے لیکن شیطان اگر ایسا کھانا کھا بھی لے تو اسے پچتا نہیں ہے اور نہ ہی ہضم ہوتا ہے بلکہ قے کر دیتا ہے اب یہ اپنے متعلق خود فیصلہ کرے کہ وہ کون ہے کہیں وہ بھی تو انہیں شیاطین میں سے تو نہیں ہے جن کو ایسا کھانا ہضم نہیں ہوتا اور عجیب بات ہے کہ شیطان پر تو صرف ایک آیت یعنی بسم اللہ پڑھنے سے ہی کھانا حرام ہو جاتا ہے اور ان پر اس وقت تک حرام نہیں ہوتا جب تک کہ بسم اللہ کے ساتھ کچھ اور آیات نہ پڑھی جائیں یعنی شیطان تو صرف ایک آیت پڑھنے سے ہی بھاگ جاتا ہے اور یہ ایک سے زیادہ پڑھیں تو پھر بھاگتے ہیں۔

جواب 3: برادران اسلام ویسے بھی ذرا ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ وہ کس چیز کا مسلمان ہے جو کھانے پر صرف برکت یا ثواب کے لئے قرآن پاک پڑھنے سے ہی جل بھن جاتا ہے حالانکہ

تمام مسلمانوں کا یہ طریقہ ہے کہ جہاں برکت کے لئے کوئی کلام یا ورد پڑھا جاتا ہے تو وہاں سب سے زیادہ ترجیح قرآن پاک کو دی جاتی ہے اور اس کے مطابق حضرت شاہ عبد العزیز صاحب فرماتے ہیں کہ حضرات حسنین کریمین کے جس کھانے کی نیاز پر فاتحہ شریف قل شریف اور درود شریف پڑھا جائے تو وہ کھانا برکت والا ہو جاتا ہے اور اس کا کھانا بہت اچھا ہے۔

(خطبات محرم ص 443 فتاوٰی عزیزیہ ج/1 ص 78)

ارے تم اپنے اجتماعات اور خوشی وغیرہ کے موقع پر ویسے ہی کھانا کھا لیتے ہو اور ہم پہلے قرآن مجید پڑھ لیتے ہیں تو یہ حرام کس چیز نے کر دیا ہے کیا قرآن کی تلاوت نے ارے جاؤ جا کر کہیں عقل کا علاج کراؤ۔

﴿عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے﴾

واہ ارے واہ جناب حیف یعنی افسوس ہے تمہاری ایسی عقل اور مسلمانی پر کہ اگر سکھوں یا ہندوؤں کے علاقے یا گاؤں میں اذان پڑھ دی جائے تو ان کے گھر بانگے جاتے ہیں ان کے چونترے بانگے جاتے ہیں ان کے برتن بانگے جاتے ہیں ان کے در و دیوار بانگے جاتے ہیں بلکہ ان کی ہر چیز بانگی جاتی ہے اور کچھ بچتا ہی نہیں ہے اسی طرح افسوس ہے ان بیچاروں کی مسلمانی پر بھی کہ جن کی قرآن مجید پڑھنے کی وجہ سے ہر چیز قرآنی جاتی ہے اور حرام ہو جاتی ہے مثلاً اچھے سے اچھے اور لذیز سے لذیز کھانے قرآنے جاتے ہیں پھل قرآنے جاتے ہیں سیب قرآنے جاتے ہیں آم قرآنے جاتے ہیں انگور قرآنے جاتے ہیں انار قرآنے جاتے ہیں کیلے قرآنے جاتے ہیں یعنی ہزاروں قسم کی اچھی سے اچھی اور لذیز سے لذیز نعمتیں قرآنی جاتی ہیں اور حرام ہو جاتی ہیں حلال رہتی ہی نہیں اور نہ انکا کچھ بچتا ہے۔ کیونکہ ہندوؤں سکھوں کی ہر چیز اذان پڑھنے سے اذانی یعنی بانگی جاتی ہے اور ان بیچاروں کی ہر چیز قرآن پڑھنے سے قرآنی جاتی ہے اور حرام ہو جاتی ہے

۔ارے خدا کے بندو کچھ تو عقل سے بھی کام لیا کرو کیا اس طرح قرآن پڑھنے سے کھانا حرام ہو جاتا ہے کیوں تم نے سیدھی سادھی اور بھولی بھالی قوم کو اُلّو بنا رکھا ہے۔

جواب4: حدیث میں ہے کہ حضورﷺ نے حضرت عمر بن ابی مسلم کو کھانا کھاتے وقت فرمایا کہ بسم اللہ پڑھو۔(شرح صحیح مسلم ج6 ص272)

عزیزم بسم اللہ قرآن مجید کی ایک آیت ہے(19-17-30) جناب جب کھانے پر قرآن مجید کا ایک حصہ پڑھنا جائز ہے تو دوسرا کس نے ناجائز کر دیا ہے قرآن مجید میں ہے "**فکلوا مما ذکر اسم الله علیه**" (8-1-118) یعنی کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اور تھوڑا آگے ہے اور تمہیں کیا ہوا کہ اس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ (8-1-118) اور کچھ آگے یوں ہے اور اس سے نہ کھاؤ جس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا گیا ہو۔ (8-1-121) بلکہ حضورﷺ نے خود بھی کھانا سامنے رکھ کر اس پر اللہ کا ذکر بھی کیا ہے اور دعائیں بھی مانگیں ہیں۔(مشکوۃ باب المعجزات)

سوال 5:۔ حدیث میں تو ہے کہ بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرو اور تم آگے پڑھنا شروع کر دیتے ہو۔

جواب: جناب اگر بسم اللہ کے علاوہ باقی قرآن پاک کھانے پر پڑھنا حرام یا گناہ منع یا ناجائز ہے تو دلیل پیش کرو ورنہ اپنا علم اپنے گھر رکھیں۔

سوال 6: جی کھانے پر قرآن پاک اس لئے نہیں پڑھنا چاہئے کہ بعد میں پاؤں تلے آتا ہے اور اس کی بے ادبی ہوتی ہے۔

جواب 1: جناب جب تم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر کھانا شروع کرتے ہو تو آخر میں جو کھانا بچ جاتا ہے تو تم اس کو باہر گلی میں کتوں کے آگے کیوں پھینک دیتے ہو جو اس پر پاؤں رکھ کر کھاتے

ہیں کیا اس وقت اس کی بے ادبی نہیں ہوتی جو تمہارا جواب وہ ہمارا جواب۔

جواب 2: جناب مجبوری یا لاعلمی اور بے خبری سے نیچے گر جائے تو اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا ہے۔

سوال 7:۔ پھلوں پر قرآن پڑھا ہوتا ہے تو اس کے چھلکے کیوں پھینک دیتے ہو وہ بھی کھا لیا کرو؟

جواب: جناب جب قربانی دی جاتی ہے تو اس کی ہر چیز کا ثواب ملتا ہے تو پھر تم گوبر، بال، خون سینگ اور انتڑیاں وغیرہ باہر کیوں پھینک دیتے ہو وہ بھی کھا جایا کرو کیونکہ یہ بھی تو سب قربانی میں شامل ہیں۔

سوال 8:۔ قرآن مجید میں ہے انما حرم علیکم الخ (پ 2۔ ع 5) یعنی تم پر مردار خون خنزیر کا گوشت اور جس پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے وہ حرام ہے اور تمہاری یہ پیروں فقیروں کی نامزدہ چیزیں سب غیر اللہ کے حکم میں داخل ہیں لہٰذا حرام ہیں۔

جواب نمبر 1: جناب یہ غیر اللہ کا حکم صرف ذبح کے وقت کا ہے یعنی اگر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا تو حرام ہے' ورنہ نہیں ہاں اگر حرام ہے تو پھر دنیا کی کوئی چیز دکھاؤ کہ جس پر غیر اللہ کا نام نہیں آتا کیا یہ سب حرام ہیں' ہاں ہاں اگر حرام ہیں تو پھر تم کو اپنا تمام مال و دولت اور جانور وغیرہ سب اہلسنت کے حوالے کر دینا چاہئے کیونکہ یہ سب تمہارے نزدیک غیر اللہ کے حکم میں داخل ہیں اور ان پر اللہ کے علاوہ تمہارا نام بھی آتا ہے اور تم بھی غیر اللہ ہو لہٰذا یہ تمہارے لئے حرام ہیں۔

وما اہل

ہر بات وما اہل ہر کار وما اہل
مسئلہ کوئی بھی ان سے پوچھو بس ہر بات وما اہل
ساز نجد کو جب ضرب حق سے چھیڑو

گلے کو پھاڑے گا اور چیخے گا ہر تار وما اھل
ٹوپی جوتی تہبند عینک اور قمیض
آ رہی ہے سب سے ہی آواز وما اھل
حق کیسے نظر آئے ان کو قرآن سے
کہ آچکی ہے آگے ان کے بس دیوار وما اھل
دنیا کی ہیں نعمتیں سب انہیں پہ حرام
کہ اس باغ دنیا میں ہر پھول و ہر خار وما اھل
گوشت ، پلاؤ ، زردہ اور کیلے ، آم ، انگور ، انار
یہ ان کو کیسے کھائیں سامنے دیتا ہے دکھائی وما اھل
لجپال سخی سرکار غوث پاک اور ولیوں کے نام کا لنگر
یہ کیسے ہضم ہو جائے ان کو ہے جب تک آگے دیوار وما اھل

(۲) == جناب قرآن میں ہے۔(ما جعل اللہ (7-4-103) یعنی اللہ تعالیٰ نے بحیرہ سائبہ وصیلہ اور حامی کو حرام نہیں فرمایا حالانکہ یہ وہ جانور ہیں جو بتوں کے نام پر چھوڑے جاتے تھے اور بتوں کے نام پر ہی مشہور ہوتے تھے یعنی اگر کسی کو کوئی ضرورت یا تکلیف ہوتی یا کوئی بیمار ہو جاتا تو وہ کہتا کہ اگر میری یہ مشکل آسان ہو گئی تو میں اپنا فلاں اونٹ یا گائے بکری فلاں بت کے نام پر چھوڑ دونگا تو یہ اسی طرح کرتے اور یہ جانور ان کی فصلیں کھاتے رہتے اور وہ ان کو نہ مارتے اور نہ ان کا گوشت کھاتے تھے اور نہ ان کا دودھ پیتے تھے اور نہ ہی ان سے کوئی فائدہ اٹھاتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کے متعلق فرمایا ہے کہ ہم نے ان کو حرام نہیں کیا بلکہ تم میں سے جو کوئی ان کو کھانا چاہے تو وہ بسم اللہ پڑھ کر ذبح کر کے کھا جائے کیوں جناب اب دیکھئے کہ کہاں بتوں

کے نامزدہ جانور حلال ہیں اور کہاں نبیوں ولیوں کی نامزدہ چیزوں پہ شرک وکفر کے فتوے لگائے جا رہے ہیں۔

نہ شرم رسول نہ خوف خدا
الٰہی دے ان کو بھی کچھ توحیا

سوال 9:۔ جی تم نے یہ جو حلال اور پاکیزہ کھانے کے متعلق قرآن واحادیث سے دلائل پیش کئے ہیں ان کو تو ہم بھی مانتے ہیں کہ حلال اور پاکیزہ کھانا ہی کھانا چاہئے لیکن ہم کہتے ہیں کہ فوت شدہ کے گھر کا کھانا نہیں کھانا چاہئے یہ منع ہے کیونکہ شرع نے ضیافت خوشی میں رکھی ہے نہ کہ غمی میں یعنی سوگ کے دنوں میں نہیں۔

جواب 1: جناب سوگ کا حکم تین دن تک ہے نہ کہ تمام زندگی اور یہ کھانا تو عام طور پر بیسویں یا چالیسویں یا سال بعد کھلایا جاتا ہے تو کیا اتنے دنوں تک سوگ کیا جاتا ہے ہرگز نہیں ہاں اگر کہیں سوگ کے دنوں میں ایسا کیا جاتا ہے تو انہیں ان دنوں میں ایسا نہ کرنا چاہئے (جیسا کہ بعض تیجہ پر ہی چالیسویں وغیرہ کا کھانا کھلا دیتے ہیں یہ نہ چاہئے جیسا کہ حضرت علامہ فقیہ اعظم امجد علی اعظمی صاحب فرماتے ہیں کہ میت کے گھر والے اگر تیجہ وغیرہ کے دن دعوت کریں تو ناجائز اور بدعت قبیحہ ہے کہ دعوت تو خوشی میں ہوتی ہے نہ کہ غمی میں (بہار شریعت حصہ 4/ص 135)۔

جواب 2: فتاوی رضویہ میں ہے کہ عرف عام پر نظر شاہد کہ چہلم وغیرہ کے کھانے پکانے سے لوگوں کا اصل مقصد تو میت کو ثواب پہنچانا ہوتا ہے اور وہ اسی غرض سے یہ فعل کرتے ہیں لہٰذا اسے فاتحہ کا کھانا چہلم کی فاتحہ وغیرہ کہتے ہیں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر فتح العزیز میں لکھتے ہیں کہ وارد ہے کہ مردہ اس حالت میں کسی ڈوبنے والے کی طرح فریادرسی کا منتظر ہوتا ہے اور اس وقت دعائیں اور فاتحہ اسے بہت کام آتی ہیں یہی وجہ ہے کہ لوگ مرنے سے ایک سال تک خصوصا

چالیس دن تک اس طرح مدد پہنچانے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ اس نیت سے جو کھانا پکایا جائے وہ مستحسن ہے (یعنی اچھا ہے)۔ فتاوی رضویہ ج/9 ص 668)

سوال 10: —— حدیث میں ہے **طعام المیت یمیت القلب** ۔ یعنی طعام میت دل کو مردہ کر دیتا ہے۔

جواب: اس کے متعلق حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ طعام المیت یمیت القلب حدیث نہیں ہے بلکہ یہ کسی تجربہ کار کا قول ہے اور یہ صرف ان لوگوں کیلئے ہے جو کہ اس کی توقع رکھتے ہیں۔ (فتاوی عزیزی ج/2 ص 106 ایصال ثواب کا شرعی طریقہ ص 122)

سوال 11: —— جی درست ہے کہ کھانا کھلانا تو چاہئے لیکن فقرا مساکین محتاجوں اور غریبوں کو اور تم تو امیروں کو بھی کھلاتے ہو۔

جواب 1: اس کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ اگر ملیدہ (یعنی حلوہ) یا کھیر وغیرہ پر کسی بزرگ کی روح کو ایصال ثواب کرنے کیلئے فاتحہ پڑھ کر کسی کو کھلا دیں تو کوئی حرج نہیں ہے اور اللہ کی نیاز کا کھانا اغنیاء کو جائز نہیں ہے اور اگر کسی بزرگ کی فاتحہ کا کھانا ہو تو یہ امیروں کو بھی کھانا جائز ہے۔

(خطبات محرم ص/463 زبدۃ النصائح۔ گیارہویں شریف ص 152 ایصال ثواب کا شرعی طریقہ ص 166)

جواب 2: فتاوی رضویہ میں ہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر فتح العزیز میں لکھتے ہیں کہ وارد ہے کہ مردہ اس حالت میں کسی ڈوبنے والے کی طرح فریاد رس کا منتظر ہوتا ہے اور اس وقت صدقات دعائیں اور فاتحہ اسے بہت کام آتی ہیں یہی وجہ ہے کہ لوگ مرنے سے ایک سال تک خصوصاً چالیس دن تک اس طرح مدد پہنچانے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں اس میں شک نہیں

کہ اس نیت سے جو کھانا پکایا جائے مستحسن ہے اور عند التحقیق صرف فقراء پر ہی تصدق میں ثواب نہیں بلکہ اغنیاء پر بھی ثواب ہے جیسا کہ حضورؐ فرماتے ہیں کہ ہر گرم جگر میں ثواب ہے فی کل ذات کبد رطبة اجر۔ یعنی جو زندہ کو کھانا کھلائے گا یا پانی پلائے گا تو وہ ثواب پائے گا۔

(فتاوی رضویہ ج 9/ص 668)

غنی پر صدقہ کرنا ایک طرح کی قربت ہے جسکا درجہ فقیر پہ تصدق کی قربت سے کم ہے لیکن صدقہ سے رجوع نہیں ہو سکتا اگر چہ غنی پر ہو اس لئے کہ اس کا مقصود ثواب ہوتا ہے۔

(فتاوی رضویہ ج 9/)

ہدایہ وغیرہ میں ہے مجمع بحار الانوار میں توسط شرح سنن ابی داؤد سے ہے کہ صدقہ وہ ہے جو تم فقراء پر تصدق کرو یعنی صدقہ کی اکثر قسمیں فقراء ہی پر ہوتی ہیں کیونکہ ہمارے نزدیک غنی پر بھی صدقہ جائز ہے بلا خلاف اس پر کہ وہ مستحق ثواب ہے (فتاوی رضویہ ج 9/) معہذا اپنے قریبیوں عزیزوں کے ساتھ مواسات یعنی غم خواری بھی صلہ رحم و موجب ثواب ہے اگر چہ وہ اغنیاء ہوں۔

(فتاوی رضویہ ج 9/ص 668 تا 672)

جواب 3: جناب ایک صدقہ ہے واجب جیسے زکوٰۃ اور فطرانہ وغیرہ اور ایک ہے رد بلا یعنی سر سے وار کر دینا یہ تو غریبوں کیلئے ہی ہے اور ایک ہے نافلہ یہ ہر آدمی کھا سکتا ہے اس میں امیر اور غریب کا کوئی فرق نہیں ہے اور اس کے متعلق دیکھیں حضرت سعدؓ کا کنواں اور باغ کا صدقہ کرنا اور حضرت عثمان غنیؓ کا یہودی سے کنواں لے کر سب امیر اور غریب مسلمانوں کیلئے وقف کرنا اور ایک صحابیؓ کے فوت ہونے پر اسکی بیوی کا حضور کو دعوت دینا وغیرہ اور اس کے علاوہ ہماری پیش کردہ صدقہ والی احادیث مبارکہ دیکھیں کہ جن میں اکثر ایسی احادیث مبارکہ ہیں کہ جن میں امیر اور غریب کا کوئی فرق نہیں ہے بلکہ غیر تو غیر خاص اپنے قریبی رشتہ داروں پر بھی صدقہ کا ثواب ملتا

ہے جیسا کہ ہم نے کھانے کے باب میں اکثر احادیث مبارکہ سے ثابت کیا ہے۔

سوال 12: ——— جی غیر اللہ کے تقرب کی نیت کی وجہ سے حرام؟

جواب: جناب ہم اپنے بزرگوں کے تقرب کے لئے نہیں بلکہ ان کو ایصال ثواب کے لئے ایسا کرتے ہیں۔

سوال 13: ایصال ثواب کے لئے وقت مقرر کرنا ناجائز ہے۔

جواب: جناب تمہارا یہ اعتراض بھی مردود اور فضول ہے کیونکہ دنیا میں ہر چیز کا وقت مقرر ہے مثلاً دیکھیں کہ سورج چاند دن رات موسموں کا حساب دین اور دنیا کا ہر کام مثلاً نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ' سکول کالج دفتروں کی ڈیوٹیاں اور کھانے پینے کا وقت وغیرہ اور اسی طرح ہزاروں چیزیں دیکھ سکتے ہیں لہٰذا صرف وقت مقرر کرنے سے ہی یہ ایصال ثواب ناجائز یا گناہ یا حرام نہیں ہو سکتا رہا مسئلہ وقت مقرر کرنے کا تو ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وقت مقرر کر لیں تو تب بھی جائز ہے اور نہ کریں تو تب بھی جائز ہے اور ہم اپنی آسانی کے لئے وقت مقرر کرتے ہیں جیسے شادی بذات خود جائز ہے اور اس میں وقت مقرر کرنا بھی جائز ہے اور اسی طرح ایصال ثواب کرنا بھی بذات خود جائز ہے اور اس کے لئے بھی وقت مقرر کرنا جائز ہے عزیزم شادی اور اس ختم میں وقت مقرر کرنا اپنی آسانی کے لئے ہے ورنہ وقت مقرر کرنے کے بغیر بھی یہ دونوں کام ہو سکتے ہیں ہاں اگر ان کے لئے وقت مقرر کرنا ناجائز ہے تو دلیل پیش کریں کہ جس سے کھلے لفظوں ثابت ہو جائے کہ حضور ﷺ نے وقت مقرر کرنے سے منع فرما دیا ہے اور پھر مخالفین کو چاہئے کہ شادی بیاہ کے موقع پر بغیر وقت مقرر کئے جایا کریں اور اگلے گھر والوں سے جوتے کھایا کریں اور اگر اب بھی تسلی نہیں ہوئی تو پھر مخالفین کو چاہئے کہ اس طرح عمل کیا کریں تا کہ کوئی چیز مقرر نہ ہو جائے۔

﴿لطیفے﴾

اشتہار جلسہ۔کوئی تحصیل کسی ضلع میں بمقام کسی شہر کے کسی محلہ کی کسی مسجد میں کسی مہینہ کی کسی تاریخ کو دن یارات کے وقت میں کسی نہ کسی موضوع پر جلسہ عام ہوگا جس میں کسی علامہ کو خطابت کیلئے وقت دیا جائیگا اور جلسہ کی صدارت بھی کوئی صاحب ادا کر ہی جائیں گے لہٰذا کسی صاحب سے اپیل ہے کہ کوئی صاحب کسی جلسہ میں آ کر رونق کو دوبالا کردے **الداعی الی الخیر** ۔کوئی صاحب۔

2۔ خط کسی کے مرنے کا گزارش ہے کہ کسی صاحب کا کوئی فرزند فوت ہو چکا ہے جس کی وجہ سے کسی صاحب کو بہت صدمہ ہوا ہوگا اور شاید تم میں سے بھی کوئی اس صدمہ کی لپیٹ میں آیا ہوگا یا آجائے گا ہماری دعا ہے کہ کسی مرنے والے کو اللہ تعالیٰ کوئی نہ کوئی جگہ عطا فرمادے۔(آمین)

3۔ خط کسی کی شادی کا کوئی صاحب مکرمی جناب کوئی بندہ السلام علیکم جناب عرض ہے کہ کسی صاحب کے کسی بیٹے کی کسی صاحب کی کسی لڑکی سے شادی خانہ آبادی ہے لہٰذا کسی سال کسی مہینہ کی کسی تاریخ کے دن کسی وقت کسی شہر کے کسی محلہ کی کسی گلی نمبر میں کسی مکان پر تشریف آوری فرما کر کسی جگہ کی برات کی روانگی پر ہماری کسی نہ کسی خوشی میں شرکت فرما کر کسی صاحب کی حوصلہ افزائی فرما کر شکریے کا موقع دیں شکر گزار بندہ کوئی صاحب۔

سوال 14:—— جی یہ علیحدہ علیحدہ چیزیں تو درست ہیں یعنی قرآن واحادیث کے مطابق جائز ہیں' جو آپ ختم میں کرتے ہیں لیکن ان کو جمع کرنا جائز نہیں ہے۔

جواب: جناب اگر ان کو جمع کرنا منع ہے یا اللہ ناراض ہو جاتا ہے تو اس کے متعلق دلیل پیش کریں کیونکہ جمع کرنے کی حرمت ثابت کرنا یہ تمہارے ذمہ ہے ہمارے نہیں ہے۔اور اس کے علاوہ دیکھیں کہ اگر کوئی شخص ہر روز ایک پارہ پڑھ کر اور دس نفل پڑھ کر اور ایک ہزار بار درود شریف

پڑھ کراس کا ثواب اپنے والدین کو پہنچاتا ہے تو بظاہر اگر چہ ایسا قرآن واحادیث سے ثابت نہیں ہے تو آپ کا کیا خیال ہے کہ یہ جائز ہے یا ناجائز ذرا سوچ کر جواب دیں۔

سوال **15**:۔ کھانا سامنے رکھ کراس پر دعا نہیں مانگنی چاہئے؟

جواب: جناب یہ دعا برکت کیلئے مانگی جاتی ہے جو کہ حضورﷺ سے بھی ثابت ہے۔

ا۔ حضور صلی اللہ علی وآلہ وسلم نے کھانے کی چیزیں سامنے رکھ کران پر خود دعا مانگی ہے۔

(مشکوۃ ج/3 ص186)

۲۔ حضورﷺ نے کھانے پر برکت کی دعا مانگی۔(مشکوۃ ج/3 ص184)

۳۔ ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہؓ آپ ﷺ کے پاس کھجوریں لائے تو آپﷺ نے ان پر برکت کی دعا مانگی۔(مشکوۃ ج/3 ص195)

۴۔ حضرت جابر کے گھر روٹیاں پکانے کیلئے آٹا گوندھا ہوا تھا تو آپﷺ نے اس پر برکت کیلئے دعا مانگی۔(مشکوۃ ج/3 ص171)

کیوں جناب اب آپ کے فضول اور ناکارہ فتوؤں کو دیکھا جائے یا حضورﷺ کی ان احادیث مبارکہ سے حضورﷺ کے طریقہ مبارکہ کو دیکھا جائے۔

سوال **16**:۔۔۔ تم جو یہ ایصال ثواب کرتے ہو یہ بدعت ہے۔

جواب: جناب ہم ایصال ثواب کرنا قرآن واحادیث سے ثابت کر چکے ہیں۔ لہٰذا یہ ہمارا ایصال ثواب کرنا بدعت ہرگز نہیں ہے بلکہ حضورﷺ سے ثابت ہے اور بدعت وہ عمل ہوتا ہے جو حضورﷺ سے ثابت نہ ہو بلکہ بعد میں شروع ہوا ہو۔ اور شریعت میں اس کی کوئی اصل موجود نہ ہو

سوال **17**:۔۔۔ جی ایصال ثواب کو تو ہم بھی مانتے ہیں کہ کرنا چاہئے لیکن تمہاری طرح نہیں کیونکہ تمہارا یہ طریقہ بدعت ہے۔

جواب 1: بدعت اس کو کہتے ہیں جو چیز حضور ﷺ کے بعد شروع ہوئی ہو اور اس شے کی اصل کا کتاب وسنت سے کوئی ثبوت نہ ملتا ہو اب ذرا اپنی ہر چیز کی طرف نظر کر کے دیکھیں کہ کیا اس زمانے کی دینی یا دنیاوی ہر چیز حضور ﷺ کے وقت میں موجود تھی ہرگز نہیں بلکہ ہزاروں ایسی چیزیں ہیں جن پر تم دن رات عمل کر رہے ہو اور قرآن واحادیث میں ان کا نام ونشان بھی نہیں ملتا لیکن ان پر سنی وہابی دیوبندی شیعہ اور مرزائی وغیرہ سب عمل کرتے ہیں اور رہا تمہارا یہ کہنا کہ اسے ہم بھی مانتے ہیں تو یہ آپ کا کھلا دھوکہ فریب اور جھوٹ ہے کیونکہ ایک طرف تو تم اس عمل کو اس طرح دیکھتے ہو جیسے کسی دشمن کی طرف نفرت سے دیکھا جاتا ہے اور دوسری طرف خود ہی اسکا اقرار کر رہے ہو۔

جواب 2: جناب پہلے ہم بیان کر چکے ہیں کہ ہمارا یہ طریقہ بھی قرآن واحادیث کے عین مطابق ہے مخالف نہیں ہاں اگر پھر بھی تم کو ہمارے اس طریقے کے متعلق بدعت کا خطرہ ہی ہے تو پھر ہمارے اس سوال کا جواب دو

کیا حضور ﷺ نے جمعہ کے دن جمعہ کی ایک نماز کیلئے دو اذانیں دلوائیں تھیں حضور ﷺ سے ثابت کرو کیا حضور ﷺ نے پکی اینٹوں کی مسجد بنوائی تھی۔

کیا حضور نے مسجد کا محراب بنوایا تھا حضور ﷺ سے ثابت کرو کیا حضور ﷺ نے ٹینکوں توپوں اور جنگی جہازوں سے کوئی جنگ لڑی تھی کیا حضور ﷺ نے کسی جنگ میں میزائل، بم کارتوس اور گولیاں وغیرہ استعمال کی تھیں اگر نہیں تو تم کیوں استعمال کرتے ہو اور جن ہتھیاروں سے حضور ﷺ نے جہاد کیا تھا تم ان کے علاوہ اور کیوں استعمال کرتے ہو اور ہاں یہ جو تم ان ہتھیاروں سے جنگ لڑتے ہو کیا ان کا اجر بھی ملے گا یا نہیں اور جو ان سے مارا گیا اس کا کیا حکم ہے کیا وہ حرام موت مرا یا شہید جبکہ یہ طریقہ اور چیزیں حضور ﷺ سے ثابت نہیں ہیں اور کیا قرآن مجید کے

سپارے رکوع شدیں مدیں زبریں زیریں اوراس کا ترجمہ وغیرہ اوراس کو جمع کر کے کتاب کی شکل میں لکھوایا کیا حضورﷺ نے اپنی مسجد میں پکی اینٹیں لگوائیں اور مسجد میں چپس ٹیلیں شیشہ بجلی کا کام لوہے کے دروازے وغیرہ پراپنا روپیہ خرچ کیا اگر نہیں تو کیا تمہارا روپیہ پیسہ ضائع ہوا یا اس کا بھی اجر ملے گا جواب دو کیا حضورﷺ نے احادیث کی کتابوں کے نام منتخب فرما کر اس کے درجے بنائے تھے مثلاً بخاری' مسلم' ترمذی' نسائی' ابوداؤد' ابن ماجہ وغیرہ کیا حضورﷺ نے احادیث کی قسمیں بنائیں مثلاً صحیح' ضعیف اور حسن وغیرہ کیا تمام ماہ رمضان میں تراویح پڑھائیں اور کیا تمام مہینہ تراویح پڑھانے کیلئے کوئی حافظ مقرر کیا کیا علماء اور حافظوں قاریوں موذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں اور کیا یہ چھ کلمے اور ایمان کی صفتیں جس طرح تم اپنے بچوں کو یاد کراتے ہو کیا یہ حضورﷺ سے ثابت ہیں اگر نہیں

تو پھر یہ جتنی چیزیں ہم نے اوپر بیان کی ہیں ان کو کیوں نہیں چھوڑتے ہاں اگر ثابت ہیں تو دلیل پیش کرو اور اس کے علاوہ کیا جمعہ کے خطبہ میں خلفاء راشدین اور اہل بیت کے نام لئے جاتے تھے ۔احادیث اور فقہ کی کتابیں اور ان کے حاشیے اور یہ فتاوی وغیرہ کے مجموعے اور ان درسگاہوں کے اوقات اور نصاب طریقہ تدریس' سالانہ جلسے' تقسیم اسناد' تنخواہیں' کمیٹیاں' لاؤڈ اسپیکر' ایمپلی فائر گھڑیاں اور تسبیحوں پر ذکر اذکار کرنا کیا یہ سب کچھ حضورﷺ سے ثابت ہے دلیل پیش کرو۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلواران سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

اب خدارا انصاف کرو کہ ایک طرف تو صرف اسلئے چیز کو چھوڑا جا رہا ہے کہ یہ حضورؐ سے ثابت ہی نہیں ہے اور دوسری طرف خود ہی سینکڑوں ایسی چیزوں پر دن رات عمل کر رہے ہیں جو کہ حضور ﷺ سے ثابت ہی نہیں ہیں ہاں اگر چھوڑنا ہے تو سب کو چھوڑو ماننا ہے تو سب کو مانو یہ کیا عقیدہ

ہے کہ بعض کو چھوڑ دیا اور بعض کو مان لیا۔ جناب ہمیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے دل سے فوت شدہ کا درد ہی ختم ہو چکا ہے کہ ان کو فائدہ ہو یا نہ ہو تمہیں کوئی پرواہ نہیں ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ مردے ڈوبنے والے کی طرح ہوتے ہیں اور تم کہتے ہو ڈوب جانے دو اور حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ یہ زندوں کی طرف سے دعا و استغفار کے منتظر ہوتے ہیں اور تم کہتے ہو منتظر ہوتے ہیں تو رہنے دو

پڑھ کے بخشا نہیں قرآن کتے ' مردے نہ بخشے جان

مرگیا مردود نہ فاتحہ نہ درود قل نہ تیجہ ساتہ تے ' مردہ گیا گواتہ

دیکھیں ایک جنگ میں قرآن پاک کے قاری بہت زیادہ شہید ہو گئے تو حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت ابو بکرؓ سے کہا کہ قرآن پاک کو ایک جگہ جمع کر لینا چاہیے تو حضرت ابو بکر نے کہا کہ جو کام خود حضور ﷺ نے نہیں کیا تم کیسے کرو گے تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ اگر چہ اسے حضور ﷺ نے نہیں کیا لیکن یہ کام اچھا ہے۔ اسی طرح دونوں صحابیوں کے درمیان گفتگو ہوتی رہی آخر صدیق اکبر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ کھولا کہ عمر جو کہتے ہیں صحیح کہتے ہیں پھر اس کام کیلئے حضرت زید کو کہا تو انہوں نے بھی کہا کہ اے حضرت ابو بکر صدیق جو کام حضور نے خود نہیں کیا تم کیسے کرو گے تو پھر آپ نے بھی فرمایا کہ اگر چہ اسے حضور نے نہیں کیا لیکن یہ کام اچھا ہے تو پھر حضرت زید نے کہا کہ اللہ کی قسم اگر آپ مجھے اس پہاڑ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل کرنے کا حکم دیتے تو یہ میرے لئے آسان تھا۔ آخر حضرت زید بھی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ کھولا حضرت ابو بکر جو فرما رہے ہیں صحیح ہے کہ اگر چہ اسے حضور ﷺ نے نہیں کیا لیکن کام اچھا ہے تو پھر انہوں نے اس قرآن کو ایک جگہ جمع کیا۔ (مشکوٰۃ جلد اص 481 باب اختلاف قرأت)

سوال 18: —— باقی تو سب کچھ جائز ہے لیکن یہ جو آپ کھانا کھلاتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے

کیونکہ فوت شدہ کے گھر کا کھانا جائز نہیں ہے۔

جواب 1: جناب یہ بھی بتائیں کہ کتنے دن تک تمام زندگی یا سوگ تک اگر تمام زندگی ہے تو پھر وہ کونسا گھر ہے جہاں کوئی فوت نہیں ہوا اور یہ بیسواں اور چالیسواں وغیرہ تو تیسرے دن کے بعد ہے۔

جواب 2: جناب ہمارے نزدیک اس ایصال ثواب کے موقع پر کھانا کھلانا نہ شرط ہے نہ لازمی اسی لئے ہمارے نزدیک اگر کسی نے کھانا کھلایا تو تب بھی درست ہے اور اگر کھانے کا انتظام نہیں کیا تو تب بھی درست ہے اور رہا مسئلہ ایصال ثواب کے لئے کھانا کھلانا تو صحابہ کرام بھی اسے مستحب سمجھتے تے (اعانتہ الاحباب ص 29) ایصال ثواب کیلئے کھانا کھلانے کا استحباب حضرت طاؤس رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کرام سے نقل کیا ہے۔ (اعانتہ الاحباب 37)

حضرت عاصم بن کلیب سے روایت ہے کہ ایک صحابی فوت ہو گئے تو اس کی بیوی نے آپ ﷺ کے پاس کھانا بھیجا (مشکوۃ ج/3 ص 199) اور ایصال ثواب کیلئے کھانا کھلانے کو مخالفین کے علماء بھی جائز سمجھتے ہیں دیکھیں مولوی اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں کہ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ مردوں کو طعام اور فاتحہ خوانی سے نفع پہنچنا اچھا نہیں ہے بلکہ یہ بات بہتر اور افضل ہے۔

(صراط مستقیم)

﴿حضرات گرامی کھانا کھلانے کی چند صورتیں ہیں﴾

(1) مثلاً بعض دفعہ ختم پڑھانے والا کوئی تھوڑی سی چیز لے کر ختم پڑھنے والے کے پاس لے جاتا ہے تو وہ تھوڑا بہت قرآن پڑھ کر دعا مانگ دیتا ہے اور وہ چیز بچوں وغیرہ میں تقسیم کر دی جاتی ہے اور اس طرح عموماً ہوتا رہتا ہے۔

(2) اسی طرح بعض دفعہ محفل میلاد معراج النبی لیلۃ القدر شب برات ذکر واذکار اور عام

وعظ ونصیحت کی محفلوں میں جو بھی تھوڑا بہت تبرک ہو اس پر ختم پڑھ کر تقسیم کر دیا جاتا ہے اور اس طرح بھی عموماً ہوتا رہتا ہے۔

(3) بعض دفعہ چند دوست کسی دکان پر بیٹھے ہوئے کسی خوشی کی وجہ سے تھوڑی بہت شرینی منگا کر ختم پڑھ کر تقسیم کر دیتے ہیں۔

(4) بعض دفعہ کوئی شخص نئی دکان بناتا ہے یا نیا مکان بناتا ہے تو سودا رکھنے سے پہلے یا رہائش اختیار کرنے سے پہلے وہاں برکت کیلئے قرآن مجید پڑھ کر ختم دلاتا ہے۔

(5) بعض لوگ نوافل وغیرہ اور کلمہ پاک درود شریف ذکر واذکار اور تلاوت وغیرہ کرتے رہتے ہیں اور چند ماہ کے بعد تھوڑی بہت شرینی منگا کر ختم پڑھ کر فوت شدہ کو ایصال ثواب کر دیا جاتا ہے۔

(6) بعض دفعہ کئی لوگ مکان یا دوکان بدلتے ہیں تو وہاں سودا رکھنے سے پہلے یا رہائش اختیار کرنے سے پہلے برکت کیلئے قرآن مجید پڑھا کر ختم دلا کر تھوڑی بہت شرینی تقسیم کر دیتے ہیں۔

(7) اسی طرح میلاد النبی وغیرہ یا کسی اسلامی تہوار کے موقع پر ختم پڑھنے والے کو اپنے گھر بلا کر تھوڑی بہت چیز پر ختم پڑھ کر بچوں میں تقسیم کر دی جاتی ہے۔

(8) بعض دفعہ گھر میں خوشی وغیرہ یا کسی اور موقع پر دس بیس پارے پڑھ کر ختم دلایا جاتا ہے۔

(9) بعض دفعہ کسی خوشی کی وجہ سے کوئی تھوڑی بہت چیز دکان سے منگا کر اس پر ختم پڑھ کر تقسیم کر دی جاتی ہے۔

(10) اور بعض دفعہ ختم پڑھنے والے کے پاس کوئی چیز بھیجی جاتی ہے تو وہ ختم پڑھ کر اسی

طرح وہ چیز واپس بھیج دیتا ہے اور اس طرح بھی عموماً ہوتا رہتا ہے۔

(11) اور ختم خواجگان میں تو بالکل کچھ بھی نہیں کھلایا جاتا نہ تقسیم کیا جاتا ہے یعنی نہ تبرک نہ کھانا۔

قابل توجہ نقطہ

جناب ان تمام صورتوں میں کھانا کھلانے کا ہرگز کوئی ذکر نہیں ہے اور نہ ہی ان صورتوں میں کھانا کھلایا جاتا ہے لیکن ایسے اکثر دفعہ ہوتا ضرور رہتا ہے اور اس کے علاوہ بھی بعض دفعہ ختم تو پڑھا جاتا ہے لیکن کھانے کا انتظام ہرگز نہیں کیا جاتا مثلاً قل شریف کا ختم اور ختم خواجگان اور گیارہویں شریف کی شرینی وغیرہ کے وقت اس لئے اب اگر تمہارے نزدیک کھانا کھلانے کے علاوہ باقی سب کچھ جائز ہے تو یہ جو چند صورتیں ہم نے بیان کی ہیں ان پر عمل کیوں نہیں کر لیتے کیونکہ ان صورتوں میں تو کھانا کھلانے کا کوئی ذکر نہیں ہے لیکن ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ تم یہ بھی ہرگز نہیں کرسکو گے لہٰذا یہ فضول اعتراض سب تمہارے حیلے اور بہانے ہیں۔

اب رہا کھانا کھلانے کا مسئلہ تو اس کی بھی کئی صورتیں ہیں

ا۔ کسی پروگرام کے ماتحت گھر میں چند مہمان آجاتے ہیں تو ان کے لئے جو کھانا پکایا جاتا ہے اس پر قرآن پڑھ کر ختم پڑھ دیا جاتا ہے۔

۲۔ افطاری کے لئے کھانے پینے کی چیزوں پر ختم پڑھ کر اس کا ثواب فوت شدگان کو بخش دیا جاتا ہے۔

۳۔ وعظ ونصیحت یا ذکر واذکار کی محفل میں بیٹھنے والوں کے لئے جو کھانا تیار کیا جاتا ہے اس پر ختم پڑھ دیا جاتا ہے۔

۴۔ اور اس کے علاوہ عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی کے گوشت اور کھانے پر ختم پڑھ کر اس کا ثواب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہنچا دیا جاتا ہے۔

۵۔ بعض دفعہ خوشی کے موقع پر اپنے بال بچوں کے لئے گھر میں ہی کوئی اچھی سی چیز پکا کر اس پر ختم پڑھ کر اس کا ثواب فوت شدہ کو بخش دیا جاتا ہے۔

۶۔ اور بعض دفعہ کوئی اپنا مکان یا کوٹھی وغیرہ بناتا ہے تو خوشی میں قرآن پڑھ کر ختم دلا کر عام لوگوں کو کھانا کھلایا جاتا ہے۔ جناب اسی طرح کے کئی اور موقعوں پر بھی کھانا کھلایا جاتا ہے جس پر بذات خود کسی کو کوئی بھی اعتراض نہیں ہے اور اس کھانے پر بھی قرآن پاک پڑھ کر ختم پڑھ دیا جاتا ہے لہٰذا اگر مخالفین ساتہ' دسواں' بیسواں اور چالیسویں کے کھانے سے بہت زیادہ گھبراتے ہیں تو پھر یہ جو چند صورتیں ہم نے بیان کی ہیں ان میں تو کوئی بیسیواں یا چالیسیواں وغیرہ کا کھانا ہرگز نہیں ہے لہٰذا ان پر ہی ختم پڑھ لیا کریں کیونکہ ان میں تو کوئی خطرہ نہیں ہے۔

رہا بیسویں یا چالیسویں وغیرہ کا کھانا تو اس وقت دور و نزدیک سے جو مہمان آئے ہوئے ہوتے ہیں ان کیلئے بھی کھانے کا انتظام کرنا جائز ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ مہمان کی مہمان نوازی کرنا چاہیے۔ (مشکوٰۃ باب الضیافت) بلکہ اس طرح تو مخالفین بھی اپنے فوت شدہ کے افسوس کیلئے آئے ہوئے مہمانوں کو کھلے دل کھانا کھلاتے ہیں اور ہم بھی کھلاتے ہیں لیکن ہم پہلے قرآن پڑھ لیتے ہیں اور وہ بغیر پڑھے کھلا دیتے ہیں۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں انما الاعمال بالنیات (مسلم مشکوٰۃ) یعنی عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے یعنی اگر نیت نیک اور صاف ہے تو اجر ہے اور اگر نیک نہیں تو کچھ بھی نہیں یعنی دکھلاوے کے عمل کا اجر نہیں اگرچہ نماز روزہ ہی کیوں نہ ہو اس کے متعلق مزید دیکھیں سخی شہید اور عالم کا واقعہ ((مشکوٰۃ ج 1/ص 64 کتاب العلم) لہٰذا ثابت ہوا کہ اگر حلال کی کمائی کا کھانا نیک نیت سے

اپنے کسی مسلمان بھائی یا مہمانوں غریبوں مسکینوں اور بچوں وغیرہ کو کھلا دیا جائے تو یہ بالکل جائز ہے کوئی منع یا گناہ ہرگز نہیں ہے۔ لہٰذا وہ کھانا جو مہمانوں کیلئے تیار کیا گیا ہو اگر اس پر تھوڑا بہت قرآن مجید پڑھ کر دعا مانگ لی جائے تو کوئی گناہ یا حرام نہیں ہے ہاں اگر گناہ یا حرام ہے تو دلیل پیش کریں اور ویسے بھی اپنے کسی مسلمان بھائی کو کچھ کھلا پلا دینا یہ کوئی گناہ یا حرام نہیں ہے بلکہ جائز ہے اور ہر جائز عمل میں اگر نیت نیک کر لی جائے تو اس کا اجر ملتا ہے جیسا کہ ہم احادیث مبارکہ سے ثابت کر چکے ہیں۔

سوال 19: — حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ تین دن سے زیادہ سوگ نہیں کرنا چاہئے اور تم چالیس دنوں تک سوگ مناتے ہو

جواب: جناب ہم تین دن تک ہی سوگ کرتے ہیں اسی لئے تو ہم تیسرے دن کے بعد افسوس کیلئے نہیں بیٹھتے اور رہا مسئلہ چالیسویں کا تو وہ دن تو ایصال ثواب کیلئے مقرر کیا ہوتا ہے نہ کہ سوگ کیلئے رہا اس دن فوت شدہ کی یاد میں آنسوؤں کا آجانا ایسے تو سینکڑوں لوگ اپنی موت تک اپنے کسی پیارے عزیز کو یاد کر کے رو پڑتے ہیں یعنی کسی کی محبت میں رو پڑنا اور آنسوؤں کا آجانا یہ علیحدہ مسئلہ ہے اور یہ ایصال ثواب علیحدہ مسئلہ ہے اور یہ آنسو وغیرہ ایصال ثواب میں ہرگز رکاوٹ نہیں بن سکتے۔ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ آنکھ کے آنسو اور دل کے غم سے عذاب نہیں فرماتا۔ (بہار شریعت حصہ 4 ص 137)

سوال 20: — ایصال ثواب کو تو ہم بھی مانتے ہیں لیکن ہمیں قل ساتہ دسواں بیسواں اور چالیسویں وغیرہ کا ثبوت چاہئے اس کے متعلق کوئی حوالہ پیش کریں۔

جواب 1: برادران اسلام یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی بیوقوف اور جاہل کہے کہ ہمیں بخاری شریف کا حوالہ نہیں حدیث کی کتاب کا حوالہ چاہیے کیونکہ بخاری شریف حضور ﷺ کے وقت میں نہ تھی

اور اسی طرح مسلم شریف کا حوالہ نہیں حدیث کا چاہیے ترمذی کا نہیں حدیث کا چاہیے نسائی کا نہیں حدیث کا چاہیے ابوداوٗد کا نہیں حدیث کا چاہیۓ ابن ماجہ کا حوالہ نہیں حدیث کا چاہیے کون اس عقل کے اندھے کو سمجھائے کہ ارے بیوقوف یہ سب احادیث کی کتابوں ہی کے نام ہیں اسی طرح کہے کہ میں اُن ایسی احادیث کو نہیں مانتا جو صحیح حسن ضعیف مرفوع اور موقوف ہوں کیونکہ ایسی قسموں والی احادیث حضورﷺ کے وقت میں نہ تھیں حالانکہ اصل احادیث تو حضورﷺ سے ہی ثابت ہیں اگر چہ یہ قسمیں بعد میں بنیں ہیں تو اسی طرح ختم یعنی ایصال ثواب بھی تو قرآن و احادیث سے ہی ثابت ہے اگر چہ یہ مختلف قسم کے نام بعد میں پڑے ہیں یعنی قل ساتہ چالیسواں وغیرہ اور ایصال ثواب کو تو تم بھی مانتے ہو اور اس کے علاوہ اگر ذرا سا بھی غور کریں گے تو ہماری بات آپ کی سمجھ میں بھی آجائے گی دیکھیں کہ اکثر دفعہ چالیسویں کا ختم ہم بیسویں یا دسویں پر ہی دلوا دیتے ہیں اور اس طرح چالیسواں دن تو نہ ہوا اور اسی طرح دسویں بیسویں اور گیارہویں شریف وغیرہ پر بھی اکثر دفعہ دن آگے پیچھے ہوتے رہتے ہیں تو ثابت ہوا کہ قل ساتہ دسواں وغیرہ تو ایک قسم کے نام ہی ہیں اور اصل مقصد تو ایصال ثواب کرنا ہے۔

جواب 2: اور اسی طرح اگر کوئی جاہل کہے کہ قرآن میں تو ہے **اقیموا الصلوة** قائم کرو صلوۃ کو یہ کہاں ہے کہ نماز پڑھو اسی لئے تو ہم نماز نہیں پڑھتے ورنہ نماز پڑھنے کا حکم دکھاوٗ اسی طرح قرآن میں صیام کا ذکر ہے روزے کا نہیں اسی لئے ہم روزے نہیں رکھتے ورنہ روزے رکھو کا لفظ دکھاوٗ اسی طرح قرآن میں مسجد کا نام تو ہے لیکن میت کا نہیں اسی طرح غسل کا ہے نہانے کا نہیں تو جناب یہی حال ایصال ثواب کو ماننے اور ختم کو نہ ماننے والوں کا ہے ہاں جس کی کھوپڑی میں اب بھی یہ مسئلہ نہ آئے تو وہ کسی سنی بریلوی جید عالم دین سے اپنی اس بیمار کھوپڑی میں جو دماغ ہے اس کا آپریشن کرائے انشاءاللہ سمجھ میں آجائے گا۔

سوال:۔ آپ نے اس کتاب میں جو آیتیں پیش کی ہیں ان کا ختم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔اور یہ جو حدیثیں پیش کی ہیں ان کا بھی ختم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔اور آپ نے یہ جو دلیلیں دی ہیں ان میں بھی ختم کا نام ونشان تک نہیں ہے۔

جواب:۔ جناب آپ کے اس سوال کا جواب اسی کتاب میں موجود ہے۔لیکن اگر آپ کی آنکھیں اندھی ہیں تو اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔ جناب ابتداء ہی میں یہ جو مضمون دیا گیا ہے کہ (اس ایصال ثواب کا نام ختم کیسے پڑا) اسے ذرا ہوش سے پڑھیں اور پھر اس کے بعد یہ جو مضمون ہے (ختم کا ثبوت قرآن و حدیث سے) اس مضمون میں پیش کی گئی ابتدائی چیزوں کو ذرا دماغ کو حاضر کر کے پڑھیں اور پھر اس کے بعد (ختم پر یعنی ایصال ثواب پر چند اعتراضات کے جوابات) کے مضمون میں پہلے سوال کا جواب پڑھیں۔اور پھر اس کے بعد کچھ بات کریں۔

اب رہا دعوی اور دلیلوں کا مسئلہ تو جناب اگر آپ کے پاس عقل نہیں ہے تو کسی سے ادھار ہی مانگ لیں کیونکہ ہم نے ختم کے ثبوت میں بیان کیا ہے۔کہ ہم سب سے پہلے فوت شدہ کو ایصال ثواب کے لیے قرآن مجید ختم کراتے ہیں اس لیے ہم نے سب سے پہلے قرآن مجید پڑھنے کے جواز پر دلائل پیش کیے ہیں۔اور پھر ذکر واذکار کرتے ہیں اس لیے پھر اس کے جواز پر دلائل پیش کیے ہیں۔اور پھر درود شریف پڑھتے ہیں۔اس لیے اس کے جواز پر دلائل پیش کیے ہیں۔اور پھر فوت شدہ کے لیے دعائے بخشش کی جاتی ہے۔اس لیے اس کے جواز پر دلائل پیش کیے ہیں اور پھر اسی طرح اللہ تعالی کی عبادت اور کھانے کے متعلق دلائل پیش کیے ہیں۔اور پھر اس کے علاوہ صاف لفظوں میں ہم نے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ ختم یعنی ایصال ثواب چند جائز چیزوں کی جزئیات کے مجموعہ کا نام ہے۔اور پھر ان تمام جزئیات کو قرآن و حدیث سے ثابت کیا ہے۔کسی ہیر رانجھے کی کتاب سے نہیں ہاں اگر کسی ظاہری اور باطنی اور ازلی اندھے

کونظر نہ آئے تو اس میں ہمارا کیا قصور ہے۔ کیونکہ سارا زمانہ جانتا ہے کہ جو چیز قرآن وحدیث سے جائز ثابت ہوجائے تو وہ جائز ہی ہے حرام یا گناہ ہرگز نہیں ہے۔

اب رہا دلیلوں میں ختم کے نام ونشان کا مسئلہ تو اس کے متعلق گزارش ہے کہ اگر کوئی بیوقوف کہے کہ نماز کیا ہے اور کس طرح پڑھی جاتی ہے۔ تو اسے یہی کہا جائے گا کہ نماز اللہ تعالی کی عبادت ہے اور اس کو پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پاک وصاف ہو کر تکبیر تحریمہ کہے قیام کرے قرآن پڑھے رکوع کرے سجدہ کرے التحیات بیٹھے اور نماز مکمل کر کے سلام پھیر دے تو وہ بیوقوف کہے کہ میں تم سے تکبیر تحریمہ قیام قرأت رکوع سجدہ التحیات اور سلام پھیرنے کے متعلق نہیں پوچھ رہا میں تو نماز کے متعلق پوچھ رہا ہوں تو کیا ہر شخص اس کو یہ نہیں کہے گا کہ ارے بیوقوف ان ہی چیزوں کے مجموعہ کا نام نماز ہے اسی طرح کوئی بیوقوف کہے کہ جناب حج کسے کہتے ہیں۔ لیکن میرے نزدیک احرام طواف رمی اور قربانی وغیرہ کا ذکر نہ کریں۔ صرف حج کا کریں تو اسی طرح کوئی بیوقوف کہے کہ مجھے روزہ کے متعلق بتائیں روزہ کیا چیز ہے۔ لیکن کھانے پینے اور جماع وغیرہ سے پرہیز وغیرہ کا ہرگز ذکر نہ کریں صرف روزہ کا ذکر کریں۔ اور اسی طرح اگر کوئی بیوقوف کہے کہ مجھے درخت کے متعلق بتائیں لیکن اس کی جڑ تنے پتے اور پھل پھول وغیرہ کا ذکر نہ کریں۔ اسی طرح آدمی کے متعلق بتائیں لیکن اس کے ہاتھ پاؤں بازو ٹانگیں سر دھڑ گردن آنکھیں کان ناک وغیرہ کا ذکر نہ کریں تو جناب یہی حال ان بے چارے ختم یعنی ایصال ثواب پر اعتراض کرنے والوں کا ہے کہ جناب ہمیں ختم کا ثبوت چاہیے لیکن قرآن پاک کی تلاوت اللہ تعالی کے ذکر فوت شدہ کو ایصال ثواب اور اس کے لئے دعائے بخشش وغیرہ کا ذکر نہ کریں۔ صرف ختم کی بات کریں تو جناب کون اسے بیوقوف پاگل اور اندھا نہیں کہے گا۔ کیونکہ جب نماز میں ان مذکور شدہ چیزوں کا ذکر ہی نہ ہوگا۔ تو وہ نماز کس چیز کی ہے اور اسی طرح اگر حج میں قربانی، رمی اور طواف وغیرہ کا ذکر ہی نہ ہوگا تو وہ حج کس چیز کا

ہے۔اور اگر روزہ میں کھانے پینے اور جماع سے پرہیز ہی نہ ہوگا تو وہ روزہ کس چیز کا ہے اور اسی طرح اگر درخت میں جڑ، پتے، تنا وغیرہ ہی نہیں ہیں تو وہ درخت کس چیز کا ہے اور اسی طرح ایک عقل مند ایسی ہزاروں چیزوں پر غور کرسکتا ہے۔

تو اسی طرح جناب ختم میں اگر تلاوت قرآن دعائے بخشش اور ایصال ثواب اور نیک اعمال وغیرہ کا ذکر ہی نہ ہوگا تو وہ ختم یعنی ایصال ثواب کس چیز کا ہے۔لہذا ہمارے ان قرآن واحادیث سے پیش کردہ تمام دلائل کا تعلق ختم یعنی ایصال ثواب کے ساتھ ہے ہاں اگر کسی اندھے کو نظر نہ آئے تو یہ اس کا اپنا قصور ہے۔اب رہا مسئلہ کہ ان پیش کردہ تمام دلائل میں ختم کا نام ونشان تک نہیں ہے تو جناب یہ سوال نہایت ہی جہالت کی دلیل ہے کیونکہ دیکھئے کہ کلمہ شریف میں کلمہ کا نام نہیں ہے۔اذان میں اذان کا نام نہیں ہے۔ اور نماز میں نماز کا نام نہیں ہے۔تو کیا اب یہ کلمہ اذان اور نماز پڑھنا حرام ہے ہرگز نہیں۔اور اسی طرح ایک عقل مند ایسی ہزاروں چیزوں میں غور کرسکتا ہے۔کہ جن میں اصل چیز کا ذاتی نام ونشان تک نہیں ہوتا۔لیکن اس کے باوجود بھی کوئی شخص اس کی حقیقت کا انکار نہیں کرتا۔اس لئے جناب آپ جائیں اور جاکر کسی سُنی عالم دین سے اپنی اس بیمار کھوپڑی کا علاج کرائیں۔کیونکہ بیمار کو اچھی چیز بھی کڑوی اور بد مزہ لگتی ہے۔

(سوال) جی تم فوتگی کے بعد چالیس دن تک غریب کو کھانا کھلاتے ہو کیا یہ اسے پہنچتا ہے۔

جواب۔ ارے اندھے یہ کھانا نہیں اس کا ثواب پہنچتا ہے۔

(سوال) تم قرآن پڑھاتے ہو کیا یہ پہنچتا ہے۔

جواب۔ جناب قرآن پڑھنا صدقہ ہے اور ہر صدقہ کا ثواب پہنچتا ہے۔جیسا کہ ہم نے احادیث مبارکہ سے ثابت کیا ہے۔

سوال 21:۔ کیا حضورؐ نے ختم دلایا تھا یا اپنے کسی صاحبزادے یا کسی صاحبزادی کا قل ساتہ دسواں یا چالیسواں کرایا تھا۔

جواب 1: جناب ہم ثابت کر چکے ہیں کہ یہ ختم نام ہے ایصال ثواب کا اور حضورؐ کا اپنی آل اور اپنی امت کو ایصال ثواب کرنا ہم کھلے لفظوں احادیث مبارکہ سے ثابت کر چکے ہیں اور یہ دسواں بیسواں اور چالیسواں وغیرہ تو سب اس ختم یعنی ایصال ثواب کے علیحدہ علیحدہ نام ہیں اور اس کے جائز ہونے کا ثبوت ہم قرآن و احادیث سے پیش کر چکے ہیں

جواب 2: ایک دفعہ خود حضورﷺ نے ایک دنبہ ذبح کرتے وقت یوں فرمایا **اللھم تقبل من محمد و آل محمد ومن امۃ محمد** یعنی اس کو محمدﷺ اور اس کی آل اور اس کی امت کی طرف سے قبول فرما تو جناب آل کہتے ہیں اولاد بیٹے پوتے کنبہ اور نسل کو (فیروز للغات ص 29) کیوں جناب اس حدیث میں آپﷺ کی تمام آل اور امت داخل ہے یا نہیں لہٰذا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ نے اپنی تمام آل اور امت کو ایصال ثواب کیا ہے اور عرف عام میں اسی ایصال ثواب کا دوسرا نام ختم ہے لہٰذا لفظ آل میں آپﷺ کے صاحبزادے اور صاحبزادیاں بھی داخل ہیں تو پھر ثابت ہوا کہ حضورﷺ نے اپنے صاحبزادے اور اپنی صاحبزادیوں کو بھی ایصال ثواب کیا ہے اور ایصال ثواب کا ہی دوسرا نام ختم ہے یعنی ختم میں ہم ایصال ثواب ہی کرتے ہیں۔

کوئی لیلہ مجنوں اور ہیر رانجھے کے قصے اور کہانیاں وغیرہ ہرگز نہیں پڑھتے اور قل ساتہ دسواں وغیرہ یہ ایصال ثواب کے ہی مختلف نام ہیں لہٰذا تمہارا یہ سوال ہی سخت جہالت کی دلیل ہے۔ ایک دفعہ حضورﷺ نے قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت یوں فرمایا کہ اے اللہ تعالیٰ یہ میری طرف سے ہے اور اسکی طرف سے ہے **لم یضح من امتی** یعنی جس نے بھی میری امت سے قربانی

نہیں کی (مشکوۃ ج1/ ص 311) کیا آپ ﷺ کی اولاد پاک آپ ﷺ کی امت میں داخل ہے یا نہیں اگر ہے تو پھر اسے بھی ثواب پہنچایا گیا ہے یا نہیں جواب دو۔

سوال 22: —— اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے دین کو مکمل فرما دیا ہے تو کیا ختم یعنی ایصال ثواب کی ہی کمی رہ گئی تھی۔

جواب: جناب اگر آپ کے پاس عقل نہیں ہے تو کسی سے ادھار ہی مانگ لو ورنہ ضد اور حسد کی سیاہ عینک ذرا اپنی آنکھوں سے اتار کر تو دیکھو کہ کیا یہ ایصال ثواب قرآن واحادیث سے حضور ﷺ کی حیات ظاہری ہی سے ثابت ہے یا نہیں تو اگر اب بھی تسلی نہیں ہوئی تو پھر جتنی چیزیں ہم نے بدعت کے جواب میں بیان کی ہیں تو ان پر کیوں عمل کرتے ہو کیا ان کی ہی کمی رہ گئی تھی اور کیا ان کے بغیر دین مکمل نہیں ہوا تھا۔

سوال 23: —— تمہارا طریقہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے کے خلاف ہے۔

جواب 1: لاؤ کونسی وہ حدیث ہے حضور ﷺ کے طریقے والی جو دوسرے طریقوں کو حرام کرتی ہے ورنہ حضور ﷺ کا طریقہ تو احادیث سے یہ ثابت ہے کہ آپ نے قربانی کے جانوروں کو ذبح کرتے وقت اپنی آل پاک اور اپنی امت کا نام لیا اور خاص کر ان امتیوں کو جو قربانی نہیں دے سکتے تھے۔ ان سب کو اسی طریقے سے ایصال ثواب کیا ہے تو اب کیا ہم صرف اس ہی طریقے سے اپنے قربانی کے جانوروں سے ہی ایصال ثواب کریں یا اس کے علاوہ کسی اور بھی نیک طریقے سے ایصال ثواب کر سکتے ہیں مثلاً قرآن مجید پڑھ کر کلمہ شریف اور درود شریف اور نوافل وغیرہ سے لیکن اس طرح تو حضور ﷺ سے ثابت ہی نہیں ہے اور ہاں اگر ثابت نہیں ہے تو پھر کیا اب ہم ان چیزوں کا ثواب پہنچا سکتے ہیں یا نہیں اگر نہیں تو دلیل پیش کریں ورنہ اس کے علاوہ ہم نے ایصال ثواب کے باب میں جو احادیث پیش کی ہیں سوائے چند ایک کے باقی سب احادیث خاموش ہیں

کہ صحابہ کرامؓ نے حضور ﷺ سے اجازت کے بعد کس طریقہ سے ایصال ثواب کیا ہے اور ہم کس طریقہ سے کریں تو اس کے متعلق بھی دلیل پیش کرنا تمہارے ذمہ ہے ہمارے نہیں نہیے۔

جواب 2: ارے تم نے طریقہ طریقہ کی گردان کی رٹ لگا رکھی ہے حضور صلی اللہ علی وآلہ وسلم نے تو کوئی ایک طریقہ مقرر ہی نہیں فرمایا کہ صرف اس طریقہ اور اس چیز سے ہی ایصال ثواب کرو کسی اور چیز یا طریقہ سے نہیں اور نہ ہی کسی چیز پر پابندی لگائی ہے کہ صرف اس عمل کا ثواب پہنچاؤ گے تو پہنچے گا ورنہ نہیں۔ ہاں اگر کوئی ایک طریقہ مقرر کیا ہے یا پابندی لگائی ہے تو دلیل پیش کریں اور اس کے علاوہ اگر کوئی شخص ہر روز قرآن کے دس پارہ کی تلاوت کر کے اور دس نفل پڑھ کر دس بار کلمہ اور درود شریف پڑھ کر ایصال ثواب کرتا ہے اگر چہ یہ حضور ﷺ سے ثابت نہیں ہے تو کیا یہ بھی جائز ہے یا نہیں صاحب قبر کو پہنچے گا یا نہیں اور ہاں ایک دفعہ میں نے سرگودھا کے علاقہ میں دیکھا کہ چالیسویں کے ختم پر فوت شدہ کو ثواب پہنچانے کیلئے ایک طرف تو بچوں سے قرآن مجید پڑھایا جا رہا ہے اور دوسری طرف ایک لاکھ دفعہ کلمہ شریف پڑھا جا رہا ہے جو کہ بہت اچھا ہے۔

قرض کا ادا کرنا

حضرات گرامی اگر فوت شدہ کے ساتھ بھلائی یعنی خیر خواہی چاہتے ہو تو ختم کے ساتھ ساتھ اس کا قرض بھی ادا کیا کرو احادیث مبارکہ میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقروض کا جنازہ ہی نہیں پڑھتے تھے بلکہ قرض ادا کر دینے کے بعد یا ادا کر دینے کے وعدہ پر۔

1۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ شہید کے سب گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں لیکن قرض معاف نہیں ہوتا (مشکوۃ ج 2/ ص 29 باب الافلاس) حضرات گرامی یہ شہید کا حال ہے اور باقیوں کا کیا حال ہوگا۔ جو ا(؟) گئے گزرے درمیاں قرض لے کر واپس ہی نہیں کرتے

2۔ایک شخص نے حضورؐ کے پاس آ کر عرض کی کہ اگر میں اللہ کی راہ میں قتل کر دیا جاؤں تو کیا میرے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے تو آپؐ نے فرمایا کہ قرض کے سوا باقی تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔(مشکوۃ ج 2/ باب الافلاس مشکوۃ کتاب الجہاد) حضورؐ نے فرمایا کہ مومن کی روح اپنے قرض کے ساتھ لٹکی رہتی ہے حتیٰ کہ اسے ادا کر دیا جائے۔(مشکوہ باب الافلاس)

3۔ ایک شخص فوت ہو گیا تو حضورؐ نے اس کے بھائی سے فرمایا کہ تیرا بھائی قرض کی وجہ سے قید کر دیا گیا ہے اس لئے اس کا قرض ادا کرو۔(مشکوۃ باب الافلاس فصل نمبر 3)

4۔ حضورؐ نے فرمایا اللہ کی قسم اگر کوئی شخص اللہ کی راہ میں مارا جائے پھر زندہ کیا جائے پھر مارا جائے پھر زندہ کیا جائے پھر مارا جائے پھر زندہ کیا جائے اور اس پر قرض ہو تو وہ اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہوگا جب تک کہ اس کا قرض نہ ادا کیا جائے گا۔(مشکوۃ باب الافلاس فصل نمبر 3)

5۔ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ اللہ کی راہ میں شہید ہونا ہر چیز کیلئے کفارہ بن جاتا ہے مگر قرض کیلئے نہیں۔(مشکوۃ کتاب الجہاد)۔

6۔ حضور نے فرمایا کہ ہر روز دوسو بار قل شریف پڑھنے والے کے پچاس سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں مگر یہ کہ اس پر قرض ہو۔(مشکوۃ ج 1/ ص 467 باب فضائل قرآن)

7۔ حدیث میں ہے کہ میت اپنے دین میں مقید ہے ایک روایت میں ہے کہ اس کی روح معلق رہتی ہے جب تک کہ اس کا قرض نہ ادا کیا جائے۔(بہار شریعت حصہ 4 ص 106)

8۔ حضورؐ نے فرمایا کہ نفس مومن اس کے قرض کی وجہ سے معلق رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اسے ادا کر دے۔(شرح الصدور 245)

9۔ ایک شخص کا جنازہ لایا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ کیا اس پر قرض ہے تو لوگوں نے کہا کہ ہاں تو فرمایا کہ میں ایسے شخص پر نماز پڑھ کر کیا کروں گا کہ جس کی روح قبر میں اس کے قرض کے

بدلے رہن ہے۔ (شرح الصدور ص 245)

10۔ ایک دفعہ حضورؐ نے فرمایا کہ فلاں قبیلے کے ایک شخص کو جنت کے دروازے پر صرف اس لئے روک دیا گیا ہے کہ اس پر قرض ہے تو اگر اس کے وارث چاہیں تو فدیہ دے کر اسے چھوڑا لیں اور اگر چاہیں تو عذاب میں گرفتار رہنے دیں۔ (شرح الصدور ص 245)

11۔ ایک شخص پر دو دینار قرض تھا جب وہ ادا کیا گیا تو تب قبر میں اس کو ٹھنڈک نصیب ہوئی ۔(شرح الصدور ص 246)

12۔ ایک شخص کا والد فوت ہو گیا تو حضورؐ نے اسے فرمایا کہ تمہارا باپ قرض کی وجہ سے مقید ہے اس لئے اس کا قرض ادا کرو۔ (شرح الصدور ص 246)

13۔ ایک دفعہ دو آدمیوں نے ایک کنواں دیکھا کہ جس سے کچھ آوازیں آ رہی تھیں تو اس میں دیکھا کہ ایک شخص کچھ تختوں پر بیٹھا ہوا ہے اور اس کے نیچے پانی ہے تو انہوں نے پوچھا کہ تو جن ہے یا انسان تو اس نے کہا کہ میں انسان ہوں انہوں نے پوچھا کہ تو کہاں کا رہنے والا ہے تو اس نے کہا کہ انطا کیہ کا اور میں فوت شدہ ہوں لیکن قرض ادا نہ کرنے کی وجہ سے میرے رب نے مجھے اس کنویں میں قید کر دیا ہے اور انطا کیہ کے لوگ میرا ذکر تو کرتے ہیں لیکن میرا قرض ادا نہیں کرتے چنانچہ وہ لوگ انطا کیہ گئے اور اس کا قرض ادا کر کے واپس آ کر دیکھا تو وہ شخص وہاں سے غائب تھا اور وہ کنواں بھی غائب تھا لیکن جب وہ رات کو سوئے تو وہ شخص خواب میں ملا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تم کو جزائے خیر عطا فرمائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو قرض ادا ہونے کے بعد جنت کے فلاں درجہ میں پہنچا دیا ہے (شرح الصدور ص 246)

14۔ ایک شخص نے اپنے ساتھی سے بھینس خریدی لیکن ابھی کچھ رقم ادا نہ کی تھی کہ مر گیا اور کچھ مدت بعد اپنے ایک عزیز کو خواب میں بہت پریشان حال ملا اور کہا کہ میں قرض کی وجہ سے

بہت تکلیف میں ہوں اور فلاں جگہ میرا اتنا زیور ہے مہربانی فرما کر اسے بیچ کر میرا قرض ادا کر دو جب قرض ادا کیا تو خواب میں بہت خوش حال ملا اور شکریہ ادا کیا۔

تو برادران اسلام جہاں تم اپنے فوت شدہ سے ایصال ثواب یعنی ختم کے ذریعے بھلائی یعنی خیر خواہی کا اظہار کرتے ہو تو وہاں ان کا قرض بھی ادا کیا کرو کیونکہ یہ بھی فوت شدہ کیلئے ایک بہت بڑی مصیبت اور پریشانی کا سبب بنتا ہے۔

15۔ ایک شخص دیہاتوں سے غلہ خریدتا تھا ایک دفعہ ایک عورت سے غلہ خریدا اور تولنے کے وقت بی بی سے کہا کہ پاس آ جائیں اس نے کہا کہ تم خود ہی اپنے دین ایمان پر تول لو پھر حساب کرنے کے لئے بلایا تو کہا کہ تم خود ہی اپنے دین ایمان سے حساب کر لو پھر غلہ اٹھانے کے وقت بلایا کہ آ کر دیکھ لیں تو کہا کہ اپنے دین ایمان پر اٹھا لیں تو وہ شخص بہت حیران ہوا کہ یہ بی بی عجیب ہے کہ نہ تولنے کے وقت قریب آ کر دیکھا نہ حساب کیا نہ اٹھاتے وقت آ کر دیکھا پھر خود قیمت ادا کرنے کیلئے اس کے قریب آ کر بیٹھ گیا تو اتنے میں اس بی بی کے سر سے تھوڑا سا کپڑا اتر گیا تو دیکھا کہ بی بی کے سر پر بال نہیں ہیں بلکہ صرف باریک سی جھلی نظر آ رہی ہے اس کے متعلق بی بی سے پوچھا تو کہا بھائی میں قبر سے ہو کر آئی ہوں یعنی میں مر کر زندہ ہوئی ہوں واقعہ یوں ہے کہ میں مر چکی تھی اور مجھے نہلا کفنا کر قبر میں رکھ دیا گیا تو میری ایک لڑکی تھی جو مجھ سے قبل مر چکی تھی زندگی میں ایک دفعہ اس سے سر کے بالوں کو تیل لگانے کیلئے لیا لیکن واپس نہ کیا اور وہ مجھ سے علیحدہ تھی اور جب مجھے قبر میں رکھا تو وہ فوراً آ گئی اور کہنے لگی کہ میرا وہ تیل دو جو تم نے لیا تھا میں نے کہا کہ اب میں کہاں سے دوں تو اس نے فوراً بالوں کو پکڑ کر ایسا کھینچا کہ میرے تمام بال ہی اکھڑ گئے اور ساتھ ہی میری چیخ نکل گئی اور مجھ پر مٹی ڈالنے والوں نے چیخ سنی تو ڈر گئے لیکن مٹی ہٹا کر مجھے زندہ دیکھ کر گھر لے آئے اس لئے اب میرا یقین پختہ ہو چکا ہے کہ مرنے کے بعد ہر چیز کا حساب دینا

پڑے گا تو وہ شخص ڈر گیا اور کہا کہ مائی میرے پاس رقم کم ہے اس لئے میں کل آ کر یہ غلہ لے جاؤنگا اگلے دن آیا اور دوبارہ ایمانداری سے غلہ تولا مائی نے کہا دوبارہ کیوں تولتا ہے کہا میں بھول گیا تھا یعنی اس نے غلہ صحیح نہیں تولا تھا پوری رقم دی اور چلا گیا۔

حکایت:۔ کسی جگہ ایک نیک عورت رہتی تھی جو کہ لوگوں کے کپڑے سی کر گزارہ کرتی تھی یعنی درزیوں کا کام کرتی تھی اور بہت نیک عورت تھی اور وہاں ایک کفن چور بھی تھا جس کا نام نصوحا تھا بی بی نے سوچا کہ جب میری موت آئی تو نصوحے نے آ کر کفن اتار لینا ہے جس سے میں بے پردہ ہو جاؤنگی تو میں اسے زندگی میں ہی کفن کا کپڑا دے دیتی ہوں تو اس نے اسے بلا کر بات کی اور کفن کا کپڑا دے دیا اور نصوحے نے وعدہ کر لیا کہ اب وہ اس کا کفن نہیں اتارے گا تو جب وہ بی بی فوت ہو گئی تو نصوحے کی بیوی نے اسے کفن لانے کیلئے کہا تو اس نے تمام واقعہ سنا دیا اور کہا کہ میں اسکا کفن نہیں اتارونگا تو اس کی بیوی ناراض ہو گئی تو اسے مجبوراً جانا پڑا اور جب اس نے جا کر قبر کھودی تو کیا دیکھا کہ وہاں وہ بی بی موجود ہی نہیں ہے بلکہ وہاں ایک باری یعنی چھوٹا سا دروازہ نظر آیا اسے کھولا اور اندر چلا گیا تو کیا دیکھا کہ سامنے ایک نہایت ہی خوبصورت باغ ہے جس میں ایک نہایت ہی خوبصورت پنگھوڑے پر یہ عورت بیٹھی ہوئی ہے اور جنت کی حورین اس کی خدمت میں موجود ہیں تو جب اس بی بی کی نظر اس پر پڑی تو کہا کہ تم نے اپنا وعدہ پورہ نہیں کیا تو یہ شرمندہ سا ہو گیا اور پھر جب اس نے اس بی بی کی طرف غور سے دیکھا تو کیا دیکھا کہ اس کے کان کے ساتھ تقریباً ایک فٹ کے برابر ایک نہایت ہی زہریلا سانپ لٹک رہا ہے یعنی چمٹا ہوا ہے تو اس نے پوچھا کہ یہ سانپ کیوں آپ کے کان کے ساتھ لٹک رہا ہے تو اس نے کہا کہ بیٹا تجھے معلوم ہے کہ میں درزیوں کا کام کرتی تھی اور میری عادت تھی کہ جب کوئی کپڑا سی کر دیتی تھی تو سب لیر کتر کپڑے کے ساتھ اس کے مالک کو واپس کر دیتی تھی کیونکہ وہی اس کا مالک تھا لیکن

ایک دن ایک کپڑا سی کر دیا تو اس سے جتنا کپڑا بچا تھا اسے واپس کرنا یاد نہ رہا تو آج یہ سانپ اسی کے بدلے مجھے تکلیف پہنچا رہا ہے۔

پھیر نصوحے تائیں اگوں ایہ گل دسی مائی	بہت حساب اوکھیرا بیٹا کیتا ذات الٰہی
جیڈی لیر میں لاہی ہیسی اوہدے کپڑے نالوں	اوڈا ہی سپ چمبڑیا آکے تے میں دکھیا اس ٹالوں
جد مائی نے اے گل کر کے سبھے حال سنایا	توبہ تائب کردا کردا قبروں باہر آیا
قبروں نکل روانہ ہویا ہنجو بھر بھر روئے	جس دن پیش خدا دے ہوواں تے بری میرے نال ہووے

پھر اس نے سچے دل سے توبہ کی اور یہ پیشہ ہی چھوڑ دیا۔ (قصص الحسنین 218)

حضرت حسان ابی سنان کو وفات کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے تو فرمایا کہ اچھا سلوک کیا ہے لیکن ایک سوئی کی وجہ سے مجھے جنت سے روک دیا گیا ہے جو میں نے بطور ادھار لی اور پھر واپس نہ کر سکا اور مر گیا۔ (غنیۃ الطالبین صفحہ 361)

حضرت عبدالرحمٰن کا ایک غلام جو کہ چالیس سال تک عبادت میں مصروف رہا مرنے کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ کہا اچھا سلوک کیا ہے لیکن مجھے جنت سے روک دیا گیا ہے۔ کیونکہ میں شروع شروع میں غلے کی پیمائش کا کام کرتا تھا۔ اور گرد و غبار کے چالیس قفیز (پیمانہ) میرے ذمے نکلے (غنیۃ الطالبین صفحہ 361) حضرت عیسیٰ نے ایک مردے کو آواز دی تو اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ کر دیا تو آپ نے پوچھا کہ تو کون ہے تو اس نے کہا کہ میں ایک بارکش (یعنی قلی) تھا ایک دن ایک شخص کی لکڑیاں اٹھا کر لئے جا رہا تھا اور میں نے راستے میں ان سے ایک لکڑی یعنی کانٹا توڑ کر خلال کیا تو جب سے مرا ہوں تو مسلسل اس کا مطالبہ ہو رہا ہے۔ (غنیۃ الطالبین صفحہ 361)۔ ایک شخص نے رقعہ لکھا اور اسے خشک کرنے کے لئے مکان کی دیوار سے مٹی لینے لگا تو خیال آیا کہ یہ مکان تو کرایہ کا ہے۔ پھر خیال آیا کہ کوئی حرج نہیں تو غیب سے آواز کہ غیر کی مٹی سے رقعہ خشک کرنے کو آسان سمجھنے والا عنقریب جان لے گا کہ کل کس قدر طویل حساب دینا پڑے گا۔

(غنیۃ الطالبین صفحہ 361)

حضرت امام جعفر صادق کو ایصال ثواب کرنا یعنی کونڈوں کا مسئلہ

برادران اسلام آپ اہل بیت میں سے ایک عظیم شخصیت ہیں اور آپ شہنشاہ اولیاء زاہدوں کے پیشوا عابدوں کے امام عاشقوں کے رہنما امام اعظم کے پیرومرشد سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے پانچویں بزرگ اور بارہ اماموں میں سے چھٹے امام ہیں۔

1۔ ایک دفعہ خلیفہ وقت آپ سے ناراض ہو گیا اور قتل کے ارادہ سے آپ کو طلب کیا لیکن خدا کی قدرت کہ جب آپ تشریف لائے تو خلیفہ وقت خود بخود تعظیم کیلئے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور آپ کو بزار آداب کے ساتھ تخت پر بٹھایا تو لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے جب آپ تشریف لے گئے تو لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تو کہنے لگا کہ جب آپ تشریف لائے تو آپ کے دائیں اور بائیں دو شیر تھے جو اپنی صاف زبان سے یہ کہہ رہے تھے کہ اگر تو نے آپ کی بے ادبی کی تو ہم تجھے مار ڈالیں گے۔ (کشف المجوب ص119)

2۔ اور ایک دفعہ پھر خلیفہ نے بری نیت سے آپ کو بلایا تو جب آپ تشریف لائے تو خلیفہ ننگے پاؤں آپ کے استقبال کیلئے آیا اور آپ کو ادب سے بٹھایا تو بعد میں جب اس کا سبب پوچھا تو کہا کہ میں نے آپ کے ساتھ ایک اتنا بڑا اژدھا دیکھا کہ جس کے منہ کا ایک حصہ زمین پر تھا اور دوسرا محل کے اوپر تھا اور مجھے کہہ رہا تھا کہ اگر تم نے آپ کی بے ادبی کی تو میں تجھے اور تیرے محل کو نیست و نابود کر دونگا۔ (بارہ امام 134)

برادران اسلام دنیا میں آپ کے لاکھوں عقیدت مند ہر سال 22 رجب کو ایصال ثواب کے تحفے آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں جو کہ کونڈوں کے نام سے مشہور ہے۔ جس کے متعلق بہار شریعت میں یوں ہے کہ ماہ رجب میں بعض لوگ حضرت امام جعفر صادق کو ایصال ثواب کے لئے پوریوں کے کونڈے بھرتے ہیں تو یہ جائز ہے۔ (بہار شریعت حصہ 16 صفحہ 203)

سوال۔ اس تاریخ کو نہ تو آپ کی پیدائش ہے اور نہ ہی وصال بلکہ اس تاریخ کو تو حضرت امیر معاویہ کا وصال ہوا تھا جس کی خوشی میں مخالفین نے حضرت امام جعفرؓ کے نام کے بہانے یہ طریقہ جاری کیا تھا اور آپ کا وصال 15 رجب کو ہوا تھا اس لئے آپ کو 15 رجب کو ایصال ثواب کرنا چاہیے۔

جواب 1۔ جناب پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ ایصال ثواب ایک ایسا مسئلہ ہے کہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ یہ جائز ہے بلکہ مخالفین کے نزدیک بھی یہ جائز ہے رہا تاریخ کا مسئلہ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کے وصال شریف کی تاریخ میں بھی اختلاف ہے مثلاً بعض کے نزدیک 10 رجب ہے اور بعض کے نزدیک 15 رجب ہے اسی طرح کچھ 22 رجب کہتے ہیں تو کس پر عمل کیا جائے تو جناب اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ جس بھی تاریخ کو ایصال ثواب کیا جائے درست اور جائز ہے۔ کیونکہ یہ عمل تاریخوں کا محتاج ہی نہیں ہے کہ فلاں تاریخ کو پہنچاؤ گے تو پہنچے گا ورنہ نہیں وغیرہ وغیرہ۔ اور اصل مقصد تو ثواب پہنچانا ہی ہے اور اس کے علاوہ دیکھیں کہ دنیا میں کئی ایسے بزرگ بھی ہیں کہ جن کو ہم ان کی تاریخ پیدائش یا وصال کے علاوہ ہی ایصال ثواب کرتے ہیں جن میں سب سے پہلے دیکھئے شہنشاہ ولایت سرکار غوث اعظم کو گیارہ تاریخ کو ایصال ثواب کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اس تاریخ کو نہ تو آپ کی پیدائش ہے اور نہ ہی وصال تو کیا اب آپ کی خدمت میں اس گیارہ تاریخ کو گیارہویں شریف کے نام سے جو ایصال ثواب کیا جاتا ہے کیا یہ آپ کی خدمت میں پہنچتا ہے یا نہیں اور کیا اسے چھوڑ دیا جائے گا یا نہیں۔

جواب 2۔ اب رہا مسئلہ حضرت امیر معاویہ کے وصال کی تاریخ کا تو جناب اس میں بھی اختلاف ہے ایک جگہ یوں ہے کہ حضرت امیر معاویہ کا وصال 4 رجب کو ہوا ہے کتاب (امیر معاویہ ص 41) یہاں 22 رجب کا ذکر ہی نہیں ہے۔ اور ایک جگہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ کا انتقال 15 رجب کو ہوا ہے۔ (شرح صحیح مسلم ج/7 ص 217)

بلکہ مورخین نے تو آپ کی عمر کے متعلق بھی بہت اختلاف کیا ہے بعض کے نزدیک 48 بعض کے نزدیک 78 بعض کے نزدیک 80 بعض کے نزدیک 82 اور بعض کے نزدیک 88 سال ہے۔ (امیر معاویہ ص 41) لہذا اب کونسے عدد کو تسلیم کیا جائے۔

جواب 3۔ اور جس طرح سائل شیعہ حضرات کی شرائط وغیرہ کی مثالیں پیش کرتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اہل سنت ان شرائط کو مانتے ہی نہیں ہیں اور نہ ہی ان پر عمل کرتے ہیں اس لئے یہ مثالیں ایک تنکے

کے برابر بھی کچھ وزن نہیں رکھتیں کیونکہ اہل سنت حضرت امام جعفر صادق اور حضرت امیر معاویہ یعنی دونوں بزرگوں کی شان کو سلام کرتے ہیں اور کسی ایک کے بھی دشمن یعنی مخالف نہیں ہیں بلکہ ان دونوں بزرگوں سے محبت رکھتے ہیں اور عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے اوران کی نیت بھی نیک ہے ہاں اگر کوئی شیعہ کی شرائط پر عمل کرتا ہے تو اسے صرف ان شرائط سے ہی منع کرنا چاہیے۔ نہ کہ بالکل ہی سرکار امام جعفر صادق کی بارگاہ میں ثواب پہنچانے سے ہی منع کر دیا جائے۔ دیکھیں بعض دفعہ مسجد سے جوتے چوری ہو جاتے ہیں۔ تو اس وجہ سے لوگوں کو مسجد میں آنے سے ہی نہیں روک دیا جاتا اور نہ ہی مسجد کو شہید کر دیا جاتا ہے۔ اور کنویں میں کتا گر جائے تو کتے کو نکالا جاتا ہے نہ کہ کنویں کو ہی ختم کر دیا جاتا ہے۔

جواب 4۔ ہاں اہل سنت کو یہ ضرور چاہیے کہ شیعہ کی مخالفت کرتے ہوئے حضرت امام جعفر صادق کے ساتھ حضرت امیر معاویہ کو بھی ایصال ثواب میں شامل کر لیا کریں۔

(سوال) جی 22 رجب کو نہ تو آپ کی ولادت ہے نہ وفات ہے۔ اس لیے اس تاریخ کو فاتحہ نہیں دلانی چاہیے۔

جواب۔ جناب ہم نے ایصال ثواب کے بیان میں جتنی بھی احادیث مبارکہ پیش کی ہیں ان میں سے کوئی ایک ہی ایسی حدیث دکھا دیں کہ جس میں حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے یہ فرمایا ہو کہ تمہارے والدین جس تاریخ کو پیدا ہوئے یا فوت ہوئے صرف اسی تاریخ کو ثواب پہنچاؤ۔ اس کے علاوہ نہیں اور اس کے علاوہ دیکھیں کہ تمام سال گیارہویں شریف دلانا اور میلاد منانا اور تمہارے یہ قُل ساتے دسویں بیسویں اور چالیسویں وغیرہ کے ختم دلانا کیا یہ پیدائش کے دن ہیں یا وفات کے تو جناب اگر ان کو یہ ثواب پہنچ سکتا ہے تو پھر حضرت امام جعفر صادق کو بھی پہنچ سکتا ہے۔

(سوال) جی یہ حضرت امام جعفر صادق کا ختم شیعہ حضرات نے حضرت امیر معاویہ کی وفات کی خوشی میں دلایا تھا۔

جواب۔ جناب اس کے متعلق ذرا غور سے دیکھیں تو یہ مسئلہ بھی آسانی سے حل ہو جاتا ہے مثلاً دیکھیں

کہ حضرت امیر معاویہ کا وصال 60 ہجری ہے (خطبات محرم ص 314۔ امیر معاویہ ص 41)

حضرت امام حسین کی شہادت 61 ہجری ہے (خطبات محرم ص 428)

حضرت امام زین العابدین کا وصال 95 ہجری ہے (بارہ امام ص 83)

حضرت امام باقر کا وصال 114 ہجری ہے (بارہ امام ص 99)

حضرت امام جعفر صادق کا وصال 148 ہجری ہے (بارہ امام ص 125)

تو جناب ثابت ہوا کہ حضرت امیر معاویہ کا وصال 60 ہجری کو ہوا یعنی یزید کی حکومت اور اور واقعہ کربلا سے پہلے اور حضرت امام جعفر صادق کا وصال 148 ہجری کو ہوا یعنی حضرت امیر معاویہ سے 88 سال بعد یعنی دو کم نوے سال بعد تو کیا حضرت امیر معاویہ کے دشمنوں نے دو کم نوے سال بعد آپ کی وفات کی خوشی کرنی تھی۔ تو جناب یہ تو دوسروں کو پاگل بنانے والی بات ہے مثلاً دیکھیں کہ صدر ایوب یا بھٹو صاحب اور ضیاء الحق کو فوت ہوئے آج کئی سال گزر چکے ہیں اور مخالفین ان کی وفات کی خوشی میں آج مٹھائیاں وغیرہ تقسیم نہیں کرتے بلکہ یہ وقتی طور پر سب کچھ ہوا لیکن آج نہیں اس لیے جب کوئی فوت ہوتا ہے۔ تو مخالفین اُسی وقت خوشیاں مناتے ہیں سینکڑوں سالوں کے بعد نہیں مثلاً دیکھیں کہ حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ کا وقت ایک تھا اور حضرت علیؓ کے بعد حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین اور پھر ان کے بعد حضرت امام زین العابدین اور ان کے بعد حضرت امام باقر اور ان کے بعد حضرت امام جعفر صادق کا وقت ہے اور دوسری طرف حضرت امیر معاویہ کے بعد آپکا بیٹا یزید پھر اس کے بعد اس کا بیٹا یعنی 88 سالوں میں دونوں طرف کئی پشتیں گزر گئیں تو کیا اب مخالفین نے حضرت امیر معاویہ کی وفات کی خوشی منانی تھی اور وہ بھی چھپ کر ہی منانی تھی ہاں اگر چھپ کر بھی مناتے تو اس وقت مناتے دو کم نوے سال بعد چھپ کر منانے کا کیا مطلب ہے تو جناب ایسے فضول ناکارہ اور من گھڑت قصے کو ہم نہیں مانتے۔

(سوال) جی 22 رجب کو ختم دلانا یہ شیعہ حضرات کا طریقہ ہے۔ اور وہ ہی اسے زیادہ طول دیتے ہیں اس لیے یہ ختم نہیں دلانا چاہیے کیونکہ یہ ناجائز ہے۔

جواب۔ جناب ہمارے جن بزرگان دین نے اسے جائز کہہ کر اس پر عمل کی اجازت دی ہے۔ کیا وہ شیعہ تھے مثلاً دیکھیں۔

(۱) اعلحضرت کے خلیفہ وشاگرد مولانا امجد علی صاحب مصنف بہارِ شریعت

(۲) اعلحضرت کے خلیفہ وشاگرد سید نعیم الدین مرادآبادی مصنف تفسیر خزائن العرفان

(۳) حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی مصنف تفسیر نورالعرفان شاگرد ومرید سید نعیم الدین مرادآبادی

(۴) اعلحضرت کے خاندان کے چشم وچراغ مولانا محمد توصیف رضا خاں صاحب

(۵) اعلحضرت کے آستانہ عالیہ کے سجادہ نشین اور آپ کے دارالعلوم منظر اسلام بریلی کے مہتمم مولانا سبحان رضا خان صاحب۔

(۶) محدثِ اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب فیصل آبادی

(۷) مفتی اعظم حضرت مولانا سید ابوالبرکات احمد لاہور

(۸) شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفٰے اعظمی صاحب

(۹) خطیبِ پاکستان حضرت علامہ محمد شفیع اوکاڑوی صاحب

(۱۰) حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب گوجرانوالہ

(۱۱) شیخ الحدیث علامہ غلام رسول صاحب فیصل آبادی

(۱۲) مفتی محمد خلیل خاں صاحب۔

(۱۳) مفتی محمد اعظم صاحب صدر مدرس دارالعلوم مظہر اسلام بریلی

(۱۴) غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی صاحب

(کونڈوں کی شرعی حیثیت ص 22 از مفتی عبدالمجید خاں صاحب رحیم یار خاں)

اور اس کے علاوہ دیکھیں کہ شیعہ حضرات تو پھر اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کو بھی جانتے ہیں اور حضرت علی حضرت امام حسین اور اہل بیت کی محبت میں محفلین کراتے نعرے لگاتے اور اپنی تقریروں اور تحریروں میں ان کی تعریفیں کرتے اور دس محرم کو محفلیں کراتے تبرک تقسیم کرتے کلمہ نماز درود پڑھتے ہیں تو پھر ہمیں یہ بھی سب کچھ چھوڑ دینا چاہیے کیونکہ یہ سب کچھ شیعہ حضرات کرتے ہیں اور اس کے علاوہ

قرآن پاک کی زیریں زبریں یعنی اعراب وغیرہ حجاج بن یوسف نے لگوائے تھے جوکہ بہت بڑا ظالم تھا لہذا اسے بھی چھوڑ دینا چاہیے اور حضور ﷺ کے میلاد پر ابولہب نے بھی خوشی منائی تھی جوکہ بہت بڑا کافر تھا بلکہ مخالفین تو کہتے ہیں کہ سب سے پہلے جس بادشاہ نے یہ میلاد منایا تھا وہ بہت بڑا کھلنڈرا اور بدعتی آدمی تھا لہذا پھر میلاد کو بھی چھوڑ دینا چاہیے اور دیکھیں کہ حضور علیہ ﷺ نے یہودیوں کو عاشورہ کا روزہ رکھتے دیکھ کر خود بھی رکھا اور صحابہ کرام کو بھی اس کا حکم دیا تو کیا پھر یہ روزہ رکھنا نجائز تھا ہرگز نہیں اور اسکے متعلق حاجی امداداللہ صاحب لکھتے ہیں کہ جو جائز کام غیر مسلموں سے جائز صورت میں مسلمانوں میں پھیل جائیں تو انہیں جائز ہی کہا جائے گا پس ایسی صورت میں اسلام سے منسوب فرقوں سے خالص مسلمانوں میں آنے والے مباح امور بطریق اولی جائز قرار پائیں گے۔ (کونڈوں کی شرعی حیثیت ص 44 فیصلہ ہفت مسئلہ ص 8)

﴿بائیس 22 رجب سے کونڈوں کی مناسبت﴾

ستر (70) صحابہ کرام کی زیارت کرنے والے جلیل القدر تابعی حضرات طاؤس فرماتے ہیں کہ فوت شدہ کا قبروں میں سات دن تک امتحان ہوتا رہتا ہے۔ اس لیے ان ایام میں لوگ (یعنی صحابہ کرام وتابعین) فوت شدہ کی طرف سے ایصال ثواب کے لیے کھانا کھلانے کو مستحب اور کار ثواب سمجھتے تھے۔ تو اس سے ظاہر ہے کہ امام جعفر صادق کی وفات کے بعد آپ کے متعلقین نے بھی سات ایام تک لوگوں کو کھانا کھلا کر آپ کو ایصال ثواب کیا اور حضرت امام جعفر صادق کا وصال 15 رجب کو ہوا ہے تو پندرہ اور سات بائیس (22) ہوئے اور پھر عموماً ہر پروگرام کے آخری دن کو بہت اہتمام کیا جاتا ہے۔ جس سے یہ امر واضح ہے کہ یہ ایصال ثواب بھی 22 رجب کو اہتمام کے ساتھ کیا گیا جوکہ بائیسویں رجب سے منسب ہوکر مشہور ہوگیا اور یہی قرین قیاس بھی ہے (کونڈوں کی شرعی حیثیت ص 50)

ہاں جس شخص کو 22 تاریخ پر اعتراض ہے تو وہ 15 تاریخ کو ختم دلالیا کرے لیکن جو نہ تو خود 22 رجب کو ثواب پہنچائے اور نہ 15 کو بلکہ اُلٹا 22 رجب والوں کو روکے تو پھر اس سے بڑھ کر حضرت امام جعفر

صادق کا مخالف کون ہے کہ جو خود تو حضرت امام جعفر صادق کو ثواب پہنچاتا نہیں ہے اور اُلٹا ثواب پہنچانے والوں کو روکتا ہے اور ان پر اعتراض کرتا پھرتا ہے لہذا اتنی تفصیل کے بعد بھی جو شخص حضرت امام جعفر صادق کی فاتحہ پر اعتراض کرتا ہے تو وہ آپ کے اور آپ کے اس تحفے کے درمیان رکاوٹ بننا چاہتا ہے جو کہ آپ کی ناراضگی کا ایک بہت بڑا سبب ہے۔ اور اللہ تعالی فرماتا ہے کہ جو میرے دوست کو تکلیف پہنچائے گا۔ تو میں اس کے لئے اعلان جنگ کرتا ہوں۔ (مشکوۃ) اور اس مسئلہ کے متعلق مزید دیکھیں کتاب (کونڈوں کی شرعی حیثیت از مفتی عبدالمجید خاں رحیم یار خاں ناشر کاظمی کتب خانہ رحیم یار خاں)

.... میلے اور عرس کرانا ....

حضرات گرامی یہ عرس بھی اصل میں بزرگان دین کو ایصال ثواب کرنے کا ایک طریقہ ہے کہ جس میں قرآن خوانی نعت خوانی اور تقریریں وغیرہ ہوتی ہیں اور یہ اگرچہ بذات خود جائز تو ہے کہ جس کے متعلق علمائے دین نے بہت کچھ لکھا ہے لیکن نہایت ہی افسوس اور درد دل کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے بعض آستانوں کے گدی نشینوں نے اس عرس کو میلے میں تبدیل کر کے اللہ کے ولیوں کے آستانوں کو شیطانوں کے اڈے اور برائیوں کے مرکز اور کنجر خانے بنا دیا ہے تو اب آیئے اور دیکھئے کہ ان میلوں میں کیا کچھ ہوتا ہے تو جناب سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ آج کل ان بزرگوں کی عقیدت کے بہانے جس بے دردی بے غیرتی بے شرمی اور بے حیائی کے ساتھ ان میلوں میں قرآن واحادیث کی مخالفت کی جاتی ہے یعنی قرآن واحادیث کی حدود کو توڑا جاتا ہے۔ شاید اس کی مثال کہیں اور کم ہی ملتی ہوگی مثلاً سب سے پہلے دیکھئے کہ اللہ تعالی قرآن مجید میں عورتوں کو پردہ کرنے کے متعلق فرماتا ہے۔

وقل للمومنت یغضضن من ابصارھن الخ یعنی مسلمان عورتوں کو حکم دو

کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور وہ اپنا بناؤ سنگار نہ دکھائیں مگر جتنا کہ خود ہی ظاہر ہے اور وہ اپنے گریبانوں پر دوپٹے ڈال کر رکھیں۔ کچھ آگے یوں ہے کہ عورتیں اپنا پاؤں بھی زمین پر اتنی زور سے نہ ماریں کہ انکا چھپا ہوا سنگار جانا جائے۔ (یعنی انکے زیور کی آواز بھی غیر مرد نہ سن سکے۔ (پ18ع10آ31)

لیکن اب حال یہ ہے کہ شاید عورت میلے میں آ کر یہ سمجھتی ہے کہ نہ جانے پھر کبھی یہ موقع ہاتھ آئے یا نہ آئے اب تو دل کھول کر لوگوں کو اپنا آپ یعنی اپنا رنگ ڈھنگ زیب و زینت اور حسن و جمال دکھالوں پھر قسمت یا نصیب تو پھر کیا ہے خوب میک اپ کیا ہوا ہے دوپٹہ گلے میں ڈالا ہوا ہے چھاتی نکالی ہوئی ہے اور خوب آنکھ پٹکا لگا رہی ہے اور پیروں کے دربار پر میلہ دیکھنے جا رہی ہے بلکہ ایک شاعر نے بھی اپنے لفظوں میں اس کا نقشہ یوں کھینچا ہے۔

گورے مکھڑوں سجا کے لشکا کے لالی گلاں اتے چنگی طرح لا کے اج میک اپ کٹ مکا کے نیناں دے تیر چلا کے دھرتی ہلا کے نہ ذرا شرما کے اج میلہ ویکھن آئیاں کڑیاں لاہور دیاں ارے جس غیرت مند باپ کی جوان بیٹی اور جس غیرت مند بھائی کی جوان بہن ایسے بھرے میلوں میں جا کر پردے کا خیال نہیں کرتی بلکہ اپنی مرضیاں اور من مانیاں کرتی ہے اور آوارہ بکریوں کی طرح ادھر ادھر مٹکتی پھرتی ہے تو اسے شرم میں ہی ڈوب کر مر جانا چاہیے۔

نہ شرم رسول نہ خوف خدا
الٰہی دے ان کو بھی کچھ تو حیا

ارے اس گئے گزرے دور میں تو عورت کو نماز پڑھنے کیلئے مسجدوں میں بھی جانے کی اجازت نہیں ہے جو کہ خانہ خدا ہے اور یہ وہاں جا رہی ہے جہاں ہر قسم کے لوگ یعنی اچھے برے لچے غنڈے نشئی بھنگی چرسی ذانی شرابی اور بدمعاش وغیرہ یعنی ہر قسم کے لوگ موجود ہوتے ہیں اور اس

کے متعلق حدیث میں ہے۔

حدیث۔ **عن ابی ھریرۃ ان رسولؐ لعن زورات القبور** ۔یعنی حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورﷺ نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو قبروں کی زیارت کو جائیں۔ (مشکوۃ باب زیارت قبور ج/1 ص378)

وقال بعضھم انما کرہ زیارۃ القبور للنساء یعنی بعض کہتے ہیں کہ آپ نے عورتوں کی زیارت قبور کو ناپسند فرمایا ہے ان کے صبر کی کمی اور جزع فزع میں زیادتی کی وجہ سے (مشکوۃ زیارت قبور ج/1 ص378)

1۔ اعلحضرت فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ عورتوں کو قبروں پر جانے کی اجازت نہیں ہے (فتاوی رضویہ ج/8 ص537)

2۔ عورتوں کو مقابر اولیاء ومزارات عوام دونوں پر جانے کی ممانعت ہے ص536)

3۔ عورتوں کو زیارت قبور منع ہے حدیث میں ہے **لعن اللہ زائرات القبور** ۔یعنی اللہ کی لعنت ہے ان عورتوں پر جو قبروں کی زیارت کو جائیں۔ (فتاوی رضویہ ج/9 ص537)

4۔ حضورؐ فرماتے ہیں **لعن اللہ ذوارات القبور** ۔ یعنی قبروں کی زیارت کو جانے والی عورتوں پر اللہ کی لعنت ہے۔ (ص538)

5۔ عورتوں کو قبور پر ویسے ہی نہیں جانا چاہئے نہ کہ مجمع (کثیر) میں بے حجابانہ اور تماشے کا میلہ کرنا اور پیانو وغیرہ بجوانا یہ سب گناہ اور ناجائز ہیں۔ (فتاوی رضویہ ج/9 ص537)

6۔ عورتوں کو قبروں پر جانے سے منع کیا جائے۔

(بہار شریعت ج4 ص132) (انوار الحدیث ص19)

لہٰذا ہر ایک ماں باپ کو چاہئے کہ وہ اپنی بیٹیوں کو اور بھائی اپنی بہنوں کو اور خاوند اپنی بیوی کو اور

پیر اپنی مریدنیوں کو ایسی جگہ جانے سے سختی سے روکیں یا پھر سختی سے پردہ کرنے کا حکم دیں اور اس کے علاوہ بعض جگہ میلہ میں دیکھا گیا ہے کہ قوالی کے دوران مرد اور عورتیں آمنے سامنے بیٹھے آنکھ پٹکا لگا رہے ہوتے ہیں یعنی ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوتے ہیں اور مزے اڑا رہے ہوتے ہیں۔ بلکہ ایسی جگہ نوجوان عورتیں خوب میک اپ کر کے اور خوب بن ٹھن کر مردوں کے سامنے ڈٹ کر بیٹھتی ہیں تا کہ دیکھنے والوں کی نظریں ان پر خوب اچھی طرح پڑ سکیں اور قرآن فرماتا ہے کہ مرد اور عورتیں اپنی نظروں کو نیچی رکھیں (پ 18 ع 10) لیکن یہاں معاملہ اس کے بالکل الٹ ہوتا ہے اور بعض جگہ پیر صاحب مردوں میں بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں اور چند خوبصورت نوجوان لڑکیاں اسکی ٹانگیں دبا رہی ہوتی ہیں اور پیر صاحب خوب مزے سے انکے ساتھ مسکراتے ہوئے میٹھی میٹھی باتوں میں مشغول ہوتے ہیں اور بعض جگہ ڈھول کے سامنے ان داڑھی والے لڑکے خوب ناچ رہے ہوتے ہیں۔ یعنی ڈانس کر رہے ہوتے ہیں۔

1۔ جن کے متعلق حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ عورت کے ہمراہ ایک شیطان ہوتا ہے لیکن نوخیز اور حسین لڑکے کے ساتھ اٹھارہ شیطان ہوتے ہیں۔

(تذکرۃ الاولیاء ص 135 مکاشفۃ القلوب۔ 159)

جناب یہ تو عام حالات کی بات ہے تو ناچتے وقت انکی کیا کیفیت ہوگی۔

2۔ حضرت عتبہ کے انتقال کے بعد کسی نے ان کو خواب میں دیکھا کہ نصف چہرہ سیاہ پڑ چکا ہے تو کسی کے پوچھنے پر فرمایا کہ طالب علمی کے وقت میں ایک خوبصورت لڑکے کو غور سے دیکھا تھا تو مرنے کے بعد فرشتے مجھے جنت کی طرف لیکر جا رہے تھے تو جہنم سے گزرتے ہوئے ایک سانپ نے میرے رخسار پر کاٹتے ہوئے کہا کہ بس یہ تیرے ایک نظر دیکھنے کی سزا ہے اور اگر تو اس لڑکے کو زیادہ دیکھتا تو میں بھی تجھ کو زیادہ تکلیف پہنچاتا۔ (تذکرۃ الاولیاء ص 44)

3۔حضرت حبیب عجمی کو انتقال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا کہ ان کا چہرہ چاند کی طرح روشن ہے لیکن اس میں ایک سیاہ داغ ہے پوچھنے پر فرمایا کہ ایک دفعہ میری نظر ایک لڑکے پر پڑ گئی بس اسی کے سبب آگ لائی گئی اور اس کا اثر قائم ہو گیا اور مجھے کہا گیا کہ اے حبیب ابھی تو تم نے ایک نگاہ ڈالی تھی اگر اس سے بڑھ جاتے تو تمہارے داغوں کو بھی بڑھا دیا جاتا۔

(نزہت المجالس ج1/ص 546)

روایت میں ہے کہ جس شخص نے بھی کسی کو شہوت کے ساتھ بوسہ دیا تو وہ پانچ سو سال جہنم میں جلے گا۔(مکاشفۃ القلوب 159)

اور بعض جگہ صاحب مزار کو سجدہ کیا جا رہا ہوتا ہے جس کے متعلق حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے یہود کیلئے بدعا فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہود کو تباہ و برباد کرے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا ڈالا۔(شرح صحیح مسلم ج2/ص 75)

اور اس کے علاوہ کسی جگہ تو حضور نے ان قبروں کو سجدہ کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے اور کہیں فرمایا ہے کہ یہ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے بدترین لوگ ہونگے اور کہیں قبر کو سجدہ کرنے سے سختی سے منع فرمایا ہے۔(شرح صحیح مسلم ج2/ص 74)

بلکہ ایک جگہ فرمایا کہ اگر میں (خدا کے سوا کسی غیر کو) سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو سب سے پہلے عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں۔

(مشکوۃ ج2/ص 98 باب عورت کے حقوق)

جناب ثابت ہوا کہ احادیث میں تو انبیاء کی قبروں کو بھی سجدہ کرنے کی اجازت نہیں ہے اور یہ ایک عام بزرگ کی قبر کو سجدہ کر رہے ہوتے ہیں۔یاد رہے کہ قبر کو عبادت کا سجدہ کرنا شرک ہے اور تعظیم کا سجدہ کرنا حرام ہے۔(شرح صحیح مسلم ج2/ص 84)

یعنی قبر کو سجدہ کرنا حرام ہے اور اگر عبادت کی نیت سے کیا تو کفر ہے۔ (انوار الحدیث ص 191)

اور بعض جگہ قوالی کی بجائے بے شرمی والے گانے گائے جا رہے ہوتے ہیں اور بعض جگہ ناچنے والیوں کے شیطانی اکھاڑے خوب گرم ہوتے ہیں یعنی ہم ان آستانوں پر کنجر اور کنجریاں بلا کر نچاتے ہیں اور ہم نے ان آستانوں کو کنجر خانے بنا ڈالا ہے۔

حضورؐ نے فرمایا ہے کہ مجھے آلات موسیقی (یعنی گانے بجانے والا ساز و سامان وغیرہ) کو توڑنے کیلئے مبعوث فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ گانے والے مرد اور گانے والی عورت کی کمائی حرام ہے۔
(شرح صحیح مسلم ج 2/ص 681)

حضورؐ فرماتے ہیں کہ مجھے باجوں گاجوں اور مزامیر وغیرہ کو مٹانے یعنی توڑنے کا حکم دیا گیا ہے
۔(مشکوۃ ج 2/ص 182)

ایک روز آپ نے بانسری کی آواز سنی تو آپؐ نے اپنی دونوں انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیں اور بہت دور جا کر نکالیں جہاں اس کی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔

(شرح صحیح مسلم ج 2/ص 683 مشکوۃ ج 2/ص 417 باب شعر)

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ وہ لوگ کہاں ہیں جو اپنے کانوں اور آنکھوں کو مزامیر شیطانی سے دور رکھتے تھے ان کو تمام لوگوں سے الگ کر دو فرشتے ان کو مشک اور عنبر کے ٹیلوں پر بٹھا دیں گے پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ان کو میری تسبیح اور تمجید سناؤ پھر فرشتے ان کو ایسی آواز میں حمد الٰہی سنائیں گے کہ پہلے انہوں نے کبھی ایسی آواز نہ سنی ہوگی۔

(شرح صحیح مسلم ج 2/ص 681)

اور کہیں ڈھول اور واہیات اور شیطانی فعلوں کے ساتھ اپنی محفل کو خوب گرم کیا ہوا ہوتا ہے اور کہیں رات کے وقت گانے بجانے والیاں شیطانی رنگ "رلیوں" میں حد کر دیتی ہیں اور کہیں لوگوں

کے سامنے ہی شرابیں پی جا رہی ہوتی ہیں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں یوں فرماتا ہے۔

یایھاالذین آمو انما الخمرو المیسر الخ ۔ اے ایمان والو شراب جوا بت اور پانسے ناپاک اور شیطانی کام ہیں پس ان سے بچو تا کہ تم فلاح پاؤ۔ (پ 7 ع 2 آ 90)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے شراب پی اللہ تعالیٰ اس کی چالیس دن تک نماز قبول نہیں فرماتا اور اس کو دوزخیوں کی پیپ کی نہر سے پلائے گا۔ (مشکوۃ ج/1 ص 181 باب شراب) اور خوف خدا سے شراب چھوڑنے والے کو جنت کے حوضوں سے پلایا جائیگا۔ (مشکوۃ ج/1 ص 183) یعنی ان احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ شراب پینے والوں کو دوزخیوں کے جسم سے نکلی ہوئی پیپ پلائے گا ارے شراب پینے والو ہم کہتے ہیں کہ دوزخیوں کے جسم کی پیپ کی بدبو اور تکلیف کے متعلق تو کیا پوچھتے ہو ذرا تم اپنے دنیاوی جسم کے کسی پھنسی یا پھوڑے سے نکلی ہوئی پیپ کا صرف ایک ہی گھونٹ پی کر دیکھ لو کہ کیا مزا ہے اور پھر دوزخیوں کے جسموں سے نکلی ہوئی پیپ پینے کیلئے تیار ہو جائیں اور یا پھر آئندہ شراب پینے سے توبہ کر لیں۔

اور کہیں گانے بجانے والوں کو گلہ پھاڑ پھاڑ کر ہانگرے مار مار کر داد دے رہے ہوتے ہیں اور کہیں بھنگی چرسی افیمی اور نشئی اپنی من مانیاں کر رہے ہوتے ہیں اور حدیث میں ہے کل مسکر حرام یعنی حضورؐ نے فرمایا ہے کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ (مشکوۃ باب شراب ج/2 ص 180)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر عہد ہے کہ جو شخص بھی نشہ آور چیز پیئے گا اللہ تعالیٰ اس کو دوزخیوں کے زخموں کا پیپ اور پسینہ پلائے گا۔

(مشکوۃ باب شراب ج/2 ص 180)

اور بعض جگہ تو ایسی بے غیرتی اور بے حیائی ہوتی ہے کہ ایک شریف الطبع اور غیرت مند انسان وہاں جانے سے ہی شرماتا ہے مثلاً مجرہ کہ جہاں خوبصورت اور حسین و جمیل نوجوان لڑکیاں

مردوں کے سامنے ناچ رہی ہوتی ہیں۔

جس کے متعلق حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے گانے والی عورت کے پاس بیٹھ کر گانا سنا تو قیامت کے دن اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ (جو ایک قسم کی دھات ہے) ڈالا جائے گا۔(شرح صحیح مسلم ج2/ص 687)

اسی طرح حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ جو شخص کسی گانے والی عورت کے پاس بیٹھ کر گانا سنتا ہے قیامت کے دن اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔

(شرح صحیح مسلم ج2/ص 680)

اوراسی طرح لکی ایرانی سرکس میں خوبصورت حسین وجمیل نوجوان لڑکیوں کا اپنا اپنا فن دکھانا اور مردوں کا ان کے جسموں کا موٹا پایا پتلا پن اوران کے رنگ روپ اور نقش ونگار اوران کے اچھلنے کودنے کودیکھنا یہ سب قرآن واحادیث کے خلاف ہے اوراسکے علاوہ میلوں میں جوا کھیلنا مثلاً کڑے والا جوا پٹے والا جوا بھنمبھیری والا جوا اور کسمی والا جوا جس کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں یوں فرماتا ہے۔

یاایھاالذین آمنوا انما الخمر والمیسر الخ ۔اے ایمان والو شراب اور جوا بت اور پانسے ناپاک اور شیطانی کام ہیں پس ان سے بچو تاکہ تم فلاح پاؤ۔(پ 7ع 2)

ارے خود کو مسلمان اور حضورؐ کا عاشق اور ولیوں کا محب غلام اور ملنگ کہلوانے والو کیا ان ولیوں نے تم کو یہی سبق دیا ہے کہ ہمارے بعد ہمارے ہی ڈیرے پر قرآن واحادیث کی حدود کو خوب بے دردی کے ساتھ توڑنا ارے کچھ تو شرم وحیا سے کام لو ارے تم ان اللہ کے ولیوں کے آستانوں پر کس نیت سے آتے ہو کیا اللہ اور نبی کو راضی کرنے کیلئے آتے ہو یا قرآن واحادیث کی حدود کو توڑنے کیلئے آتے ہو یا شیطانی حرکتوں سے نفس اور شیطان کو خوش کرنے کیلئے آتے ہو یا خلاف

شرع یعنی حرام کاموں کے ساتھ شریعت کی حدود کو توڑ کر کمائی کرنے کیلئے آتے ہو اور پھر یہ سب کام اللہ کے ولی کے ڈیرے پر واہ سبحان اللہ ارے آج کے مسلمان کیوں تیری عقل ماری جا چکی ہے خدا کرے اللہ کے ولیوں کا مقام تیری سمجھ میں آجائے ارے کبھی تم نے غور بھی کیا ہے کہ ان اللہ تعالیٰ کے ولیوں نے تو اپنی زندگیاں قرآن و احادیث کے مطابق گزار کر اور اپنی مرضیوں اور نفسانی خواہشات کو چھوڑ کر بلکہ تباہ و برباد کر کے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کو راضی کیا ہے ارے جا شہنشاہ بغداد سے پوچھ کہ انہوں نے کیسے خدا کو منایا ہے ارے جا پوچھ ولیوں کے بادشاہ سرکار داتا علی ہجویری سے کہ انہوں نے کیسے خدا کو منایا ہے ارے جا پوچھ سرکار بابا فرید سے خواجہ اجمیری سے حضرت سلطان باہو سے اور باقی اولیائے کرام سے کہ انہوں نے کیسے جنگلوں میں خاک چھان کر خدا کو منایا ہے اور تم ان کے ایسے ہمدرد ثابت ہوئے ہو کہ ان کے بعد ان ہی کے ڈیروں پر قرآن و احادیث کی حدود کو نہایت بے دردی اور بے حیائی کے ساتھ توڑنے لگے ہو واہ ارے واہ اے گدی نشینوں تم نے اپنے ان بزرگوں کے ساتھ خوب اچھے طریقے سے اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے ارے ہم پوچھتے ہیں کہ کیا اس میلہ کرانے کا یہی مقصد تھا کہ میلہ کے دن قرآن و احادیث کی حدود کو خوب بے دردی کے ساتھ توڑا جائے ہاں ہاں اگر یہی مقصد تھا تو پھر ہزار لعنت ہے ایسے میلہ پر اور اگر اس میلہ کرانے کا مقصد صاحب مزار کو ایصال ثواب اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنا اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا تھا تو پھر اس میلہ کو عرس میں تبدیل کریں اور دربار پر ایسا ماحول بنائیں کہ جس سے شرعی حدود کو نہ توڑا جائے بلکہ ان کی حفاظت کی جائے اور ہاں یہ اللہ کے ولی تو خود شریعت کی مخالفت کرنے والوں پر لعنت بھیجتے ہیں۔ (ایصال ثواب کی شرعی حیثیت ص112)

اور شریعت کا مذاق اڑانے والوں پر تو سرکار داتا گنج بخش اور سرکار غوث اعظم بھی ہزار بار لعنت بھیجتے ہیں۔ (ایصال ثواب کی شرعی حیثیت ص113)

ہاں ہاں جو شریعت کی مخالفت کرتا ہے اگر چہ وہ ہواؤں میں بھی اڑے اور پانی پر بھی چل کر دکھائے تو وہ لعنتی ہے۔(ایصال ثواب کی شرعی حیثیت صد113)

بلکہ شعیب الاولیا فرماتے ہیں کہ ایسا شخص میرے نزدیک استنجا کے ڈھیلے کے برابر بھی کچھ وقعت نہیں رکھتا۔(خطبات محرم۔504)

حضرت بایزید بسطامی فرماتے ہیں کہ اگر تم کسی شخص کو دیکھو کہ وہ ہوا پر چار زانو بیٹھا ہوا ہے تو اس سے دھوکہ نہ کھانا کہ جب تک تم یہ نہ دیکھ لو کہ فرض واجب مکروہ حرام اور شرعی حدود کی محافظت اور آداب شریعت میں کیسا ہے اور اسی طرح سیدنا ابوالقاسم قشیری فرماتے ہیں کہ سیدنا ابوعلی رودباری سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص مزامیر سنتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ میرے لئے حلال ہے کیونکہ میں ایسے درجہ تک پہنچ گیا ہوں کہ احوال کے اختلاف کا مجھ پر کچھ اثر نہیں ہوتا فرمایا ہاں وہ پہنچا ضرور ہے مگر جہنم تک۔(رسالہ قشیریہ۔تصوف وطریقت 93)

اس لئے چاہئے کہ ان اللہ کے ولیوں کے آستانوں پر جو گدی نشین ہیں پہلے تو وہ خود قرآن و احادیث کے رنگ میں رنگے ہوں اور شریعت کی پابندی کریں اور پھر اپنے مریدوں اور مریدنیوں کو اس پر سختی سے عمل کرنے کا حکم دیں ہاں ہاں خبردار سن لو جو قرآن واحادیث کی حدود کو توڑنیکی خود اجازت دیتا ہے اور شریعت کی مخالفت کراتا ہے وہ رحمانی نہیں بلکہ شیطانی ہے اگر چہ وہ ہوا میں بھی اڑ کر دکھائے کیوں کہ کسی کی کیا مجال کہ وہ کسی کے گھر میں آکر بغیر اجازت کام کر سکے ارے تم نے تو ان اللہ کے ولیوں کے آستانوں کو شیطانوں اور برائیوں کے اڈے اور مرکز بنا ڈالا ہے۔

اس لئے میلے کرانے والوں کو چاہئے کہ ان میلوں کو عرسوں میں تبدیل کریں اور عرس کے دنوں میں چند نہایت جوشیلے بہادر اور نڈر نوجوانوں کی ایک سیکورٹی بنایا کریں۔تاکہ جو بھی آستانہ

پر خلاف شرع کام کریں یہ ان کو سختی سے روکیں اور اس کے علاوہ علماء دین کا حق بنتا ہے کہ وہ ایک ہو کر اس کی طرف توجہ دیں اور ان اولیاء کرام کے آستانوں پر خلاف شرع کام کرنے والوں کی وعظ و نصیحت اور درس و تدریس میں خوب ڈٹ کر مذمت اور مخالفت کریں۔

تمنا ہے کہ اس دنیا میں کچھ کام کر جاؤں
اگر ہو سکے تو خدمت اسلام کر جاؤں

حضرات گرامی نہایت ہی افسوس ناک بات ہے کہ اس وقت ہم برائی میں قرآن واحادیث کی حدود کو روندنے کیلئے کس قدر نڈر اور دلیر ہو چکے ہیں کہ خدا کی پناہ مثلاً دیکھئے کہ انہیں اللہ کے ولیوں کے آستانوں پر جو کنجر خانے اور بے غیرتیاں ہوتی ہیں اگر ان کو روکنے کیلئے کوئی شخص قدم اٹھاتا ہے تو ہم اس کے ساتھ لڑائی جھگڑا کرنے تک تیار ہو جاتے ہیں۔

ایک دفعہ حضرت میاں میر صاحب کے عرس پر شیخ العلماء قطب دوراں شہنشاہ ولایت سرکار میاں محمد حنفی سیفی آستانہ عالیہ راوی ریان شریف والے بھی تشریف فرماتے تھے اور نعتوں اور تقریروں کا سلسلہ شروع تھا کہ ڈھول ڈھمکے اور ناچنے گانے بجانے والے اندر آ گئے تو سرکار میاں مبارک صاحب نے انہیں روکا تو وہ لڑائی جھگڑے پر تل گئے اور سرکار پر حملہ کرنے کیلئے تقریباً دو تین سو آدمی آگے بڑھے تو جو سرکار کے باڈی گارڈ تھے۔ انہوں نے فائرنگ شروع کر دی تو پھر تمام حملہ کرنے والوں نے بھاگ کر اپنی جان بچائی۔

2۔ اور اسی طرح ایک ساتھی کہ جن کے والد صاحب ایک میلہ کراتے تھے کہ جس میں تقریباً ہر قسم کی عیاشی وغیرہ ہوتی تھی مثلاً گانا، بجانا، ناچنا، بھنگڑا ڈالنا، نقالوں، شرابوں اور نشئی لوگوں کی محفلوں وغیرہ کا دور ہوتا تھا تو جب یہ سرکار میاں مبارک صاحب کے مرید ہوئے تو انہوں نے ان خلاف شرع کاموں کو روکنا چاہا تو اپنے بے گانے بلکہ رشتہ دار بھی ناراض ہو گئے اور طرح

طرح کی دھمکیاں اور طعنے دینے شروع کر دیئے اور اس کے خلاف ہو گئے کہ تو بڑا مولوی کہاں سے آ گیا ہے یہ طریقہ تو ہمارے بڑوں سے چلا آتا ہے اور کہنے لگے کہ میلوں میں تو ایسے کام ہی یعنی شرابوں اور ناچ گانوں کی محفلیں وغیرہ ہی اچھی لگتی ہیں اور رشتہ داروں نے دھمکی دی کہ اگر تم نے رشتہ داروں کی بات بھی نہ مانی تو پھر تم اپنے بچوں کو کہاں لے کر جاؤ گے انکی شادیاں کہاں کرو گے لہٰذا اگر تم نے ہمارے اس کام میں مداخلت کی تو اس کا انجام اچھا نہ ہو گا ہمارے بھی پیر ہیں تم نے کوئی نیا ہی پیر تلاش کر لیا ہے اور اس کے علاوہ بہت کچھ برا بھلا کہا اور کہا کہ آج کے بعد ہماری اور تمہاری رشتہ داری ختم ہے تو کہا کہ ختم ہے تو ختم ہی سہی یہاں تک کہ اس موضوع پر کافی بحث مباحثے ہوتے رہے لیکن یہ اپنی بات پر ڈٹا رہا حتیٰ کہ اس کے گھر والوں نے اس کو مارا پیٹا اور گھر سے نکال دیا تو وہ ایک سال تک گھر سے باہر رہا آخر ایک سال کے بعد جب میلے کا وقت آیا تو والدہ نے کہا کہ مجھے میرے بیٹے کے بغیر کچھ اچھا نہیں لگتا اسے جا کر لاؤ جب اسے لینے گئے تو اس نے کہا کہ میں اس شرط پر جاؤں گا کہ میلہ میں قرآن و احادیث یعنی شرعی حدود کو نا توڑا جائے بلکہ شرعی حدود کی حفاظت کی جائے تو انہوں نے اس شرط کو قبول کر لیا تو آ کر میلہ میں ذکر و اذکار کی محفل کرائی اور بعد میں اعلان کیا کہ انشاء اللہ آئندہ بھی ہر سال اسی طرح کی محفلیں ہوا کریں گی اور آج سے ہر قسم کی بری محفلیں بند ہیں تو اس پر اس کے گھر والوں نے اسے مارا کہ تو نے یہ اعلان کیوں کیا ہے۔

القصہ مختصر:۔

ہزار تکلیفوں، مشکلوں اور رکاوٹوں کے باوجود اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔

حضرات۔ جن حضور کے عاشقوں میں ابھی تک غیرت کا کچھ مادہ باقی ہے ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ ڈوب مرنے کا مقام نہیں ہے کہ لاکھوں کلمہ گو ہونے کے باوجود بھی ہمارے ان اللہ کے

ولیوں کے آستانوں پر کنجریاں اور کنجر ناچ رہے ہیں شرابیں پی جارہی ہیں اور شرعی حدود کو فخر و تکبر کے ساتھ توڑا جارہا ہے بلکہ بعض کہتے ہیں کہ جی یہ اداکارائیں تو درباروں پر نعتیں پڑھتی ہیں۔ ہاں جناب، بہت خوب کیونکہ تمہارے لئے نعت خواں حضرات کی نعتوں میں ہدایت نہیں علماء کے واعظ و نصیحت میں ہدایت نہیں ذکر و اذکار اور قرآن خوانی کی محفلوں اور قرآن و احادیث کے بتائے ہوئے طریقے میں ہدایت نہیں ہاں اگر تمہارے لئے ہدایت ہے تو صرف اور صرف ان گانے بجانے والیوں کے ناچ گانے میں ہے شیطانی ساز اور شیطانی آواز میں ہے کہ جن سے اللہ کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

اگر نہیں ہے بے غیرت دل تیرا
تو پھر پوچھ اپنے دل سے کہ کیا یہ طریقہ رسولؐ کا ہے

حدیث کی آڑ میں قرآن کی مخالفت

حضورؐ نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو قبروں کی زیارت کو جائیں۔

(مشکوۃ ج/1 ص378)

لیکن کچھ علماء نے کہا ہے کہ یہ زیارت قبور کی اجازت والی حدیث سے پہلے تھا اب نہیں ہے اور وہ حدیث یہ ہے حضورؐ نے فرمایا کہ میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اب ان کی زیارت کرو۔ (مشکوۃ باب زیارت قبور ج/1 ص776)

لیکن ہم کہتے ہیں کہ اس موجودہ دور میں عورت کا بھرے میلہ میں بغیر پردہ کے مردوں میں گھومتے پھرنا اور مردوں کو اپنا رنگ ڈھنگ دکھانا کیا یہ شریعت میں جائز ہے ارے جائز ہونا تو در کنار یہ شریعت کے حکم کے مطابق بالکل حرام ہے ہاں اگر پردہ میں رہیں تو علیحدہ مسئلہ ہے اور

میلہ میں پردہ میں رہتا کون ہے اصول الشاشی میں ہے کہ قرآن مجید کے خاص پر عمل کرنا واجب ہے اور اس کے مقابلہ میں اگر خبر واحد یا قیاس آجائے تو اگر دونوں پر عمل ممکن ہو اس شرط کے ساتھ کہ قرآن کے خاص میں تغیر واقعہ نہ ہو تو دونوں پر عمل کیا جائے گا **والایعمل بالکتاب ویترك مایقابله** یعنی اگر ایسے نہیں ہے تو پھر صرف قرآن پر عمل کیا جائے گا اور جو اسکے مقابلہ میں ہے اسے ترک کر دیا جائیگا یعنی چھوڑ دیا جائے گا۔ (اصول الشاشی ص 6)

اب دیکھئے کہ ایک طرف تو قرآن و احادیث عورت کو پردہ کا حکم دے رہے ہیں اور دوسری طرف میلہ میں اس پردہ کی دھجیاں اڑائی جارہی ہیں۔ تو کیا اب میلہ میں قرآن کے اس خاص پر عمل ہورہا ہے یا اس کی مخالفت تو کیا اب قرآن کے اس حکم کو توڑنے کی اجازت یہ زیارت قبور والی حدیث دے سکتی ہے۔

ہرگز ہرگز نہیں بلکہ جو اس زیارت قبور والی حدیث کے بہانے قرآن کے اس حکم کو موجودہ دور کی بے شرمی سے توڑنا جائز سمجھتا ہے وہ شیطان کے پنجہ میں ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ اگر ایسے قرآن کا حکم ٹوٹتا ہے تو عورت کو اس حدیث پر اس طرح بے پردگی کے ساتھ عمل کی اجازت ہرگز نہیں دی جائے گی ارے آج کے مسلمان تو کہاں کھو گیا ہے جناب ہم تو بات کرتے ہیں دنیاداروں سے پردہ کرنے کی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ تو شرم و حیا کی وجہ سے قبر والے سے بھی پردہ فرماتی ہیں دیکھیں حضورؐ کے دفن کے بعد اور حضرت صدیق اکبرؓ کے دفن کے بعد آپ ویسے ہی تشریف فرما ہوتیں اور فرماتیں کہ یہاں سوائے اسکے نہیں کہ میرا خاوند ہے اور باپ ہے لیکن جب حضرت عمرؓ فاروق دفن ہوئے تو ان سے شرم و حیا کی وجہ سے مکمل طور پر پردہ کر کے تشریف لاتیں۔ (مشکوۃ ج 1/ ص 378 باب زیارت قبور)

تو جناب اب ام المومنین حضرت عائشہؓ کا طریقہ دیکھئے اور پھر آج کل کے میلوں میں جانے

والی عورتوں کا طریقہ دیکھئے کہ کیا ایک جیسا ہے یہ فیصلہ ہم نے آپ پر چھوڑا۔ !

اگر غیرت سے خالی نہیں ہے دامن تیرا
تو پھر پوچھئے جھنجھوڑ کر ضمیر سے کہ یہ کیا ہو رہا ہے

گیارھویں شریف

برادران اسلام جماعت اہلسنت عموماً چاند کی گیارہ تاریخ کو سرکار غوث اعظم کی خدمت عالیہ میں ایصال ثواب کے تحفے پیش کرتے ہیں جو کہ گیارھویں شریف کے نام سے مشہور ہے لیکن بعض لوگ اس پر بھی طرح طرح کے حیلے اور بہانے بنا بنا کر بے ہودہ اعتراضات کرتے رہتے ہیں جو کہ اہلسنت کے نزدیک ایک تنکے کے برابر بھی کچھ وزن نہیں رکھتے۔

گیارھویں شریف کی اصل

سرکار غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ گیارہ تاریخ کو حضور ﷺ کی خدمت عالیہ میں ایصال ثواب کیا کرتے تھے جو بعد میں گیاہویں شریف کے نام سے مشہور ہو گیا۔

(گیارھویں شریف از محمد علم الدین ص ۵)

اور اس کے علاوہ احادیث سے بھی ثابت ہے کہ حضور ﷺ نے بھی اسی گیارہ تاریخ کو اپنی آل اطہار اور امت کو ایصال ثواب کیا تھا جیسا کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ایک دفعہ سیاہ رنگ کا سینگوں والا مینڈا منگایا اور اسے ذبح کرتے وقت یوں فرمایا **بسم الله اللهم تقبل من محمد و آل محمد ومن امة محمد** یعنی اے اللہ تعالیٰ اسے محمد ﷺ اور اس کی آل اور امت کی طرف سے قبول فرما (مشکوۃ) تو جناب

جب حضور ﷺ نے یہ عمل کیا تھا یعنی اپنی آل اطہار اور امت کو ایصال ثواب کیا تو دن دسواں اور رات گیارہویں تھی تو چونکہ سرکار غوث اعظم بھی حضور ﷺ کی آل اطہار سے ہیں تو آپ نے بھی اس عمل کیلئے دن دسواں اور رات گیارہویں کو اختیار فرمایا جو کہ جائز ہے اور اب بھی قربانی ایک مقررہ تاریخ یعنی دن دسواں اور رات گیارہویں کو دی جاتی ہے۔

(گیارہویں شریف از علم الدین ص 21)

1۔ برادران اسلام ہم سب سے پہلے یہ دیکھیں گے کہ گیارہویں شریف چیز کیا ہے یعنی گیارہویں شریف کسے کہتے ہیں۔

2۔ اس میں کیا عمل کیا جاتا ہے اور اس کے جائز ہونے کے متعلق قرآن واحادیث میں کیا دلائل ہیں۔

سوال: گیارہویں شریف کیا چیز ہے (جواب) برادران اسلام گیارہویں شریف ایک ایسا عمل ہے کہ جس سے سرکار غوث اعظمؒ اور انبیاء اور اولیاء کی خدمت عالیہ میں ایصال ثواب کیا جاتا ہے اور اس کے جائز ہونے کا ثبوت ہم قرآن واحادیث سے پیش کر چکے ہیں جس کے متعلق آپ اسی کتاب میں جہاں ہم نے ایصال ثواب کا ثبوت احادیث مبارکہ سے دیا ہے آپ وہاں دیکھ سکتے ہیں۔

سوال: گیارہویں شریف میں کیا عمل کیا جاتا ہے اور اس کے دلائل کیا ہیں۔

جوب : حضرات گرامی گیارہویں کے ختم کے وقت قرآن شریف پڑھا جاتا ہے دعائے خیر کی جاتی ہے ایصال ثواب کیا جاتا ہے اور آخر میں تبرک وغیرہ تقسیم کیا جاتا ہے اور یہ سب کچھ قرآن واحادیث کے مطابق جائز ہے مثلاً دیکھیں (1) قرآن پڑھا جاتا ہے اور اس کے جائز ہونے کے دلائل ہم قرآن واحادیث سے پیش کر چکے ہیں۔

2۔دعائے خیر کی جاتی ہے اور اس کے جائز ہونے کے دلائل بھی ہم قرآن واحادیث سے پیش کر چکے ہیں۔

3۔ایصال ثواب کیا جاتا ہے اور اس کے جائز ہونے کے دلائل بھی ہم احادیث مبارکہ سے پیش کر چکے ہیں۔

4۔تبرک تقسیم کیا جاتا ہے تو یہ بھی احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

یعنی عمل خیر کے بعد کسی کو کھانا وغیرہ کھلانا خود حضورؐ اور صحابہ کرام سے ثابت ہے دیکھیں حضرت عمر فاروقؓ نے حضورؐ سے بارہ سال میں سورہ بقرہ ختم کی تو آپ نے ایک اونٹ ذبح فرمایا اور بہت زیادہ کھانا پکوایا اور صحابہ کرامؓ کو کھلایا (بیہقی۔گیارہویں شریف از نعیم الدین مرادآبادی ص 23) جس وقت حضورؐ کا حضرت زینب سے نکاح ہوا تو حضرت انس کی والدہ نے اسی خوشی میں آپؐ کی خدمت میں کچھ کھانا بھیجا تو آپؐ نے اس کھانے پر برکت کیلئے کچھ کلام پڑھا اور صحابہ کرام کو کھلا دیا جو تعداد میں تقریباً تین سو تھے۔ (مشکوۃ باب المعجزات) اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کھانے پر برکت کیلئے کچھ پڑھنا جائز ہے اگر چہ وہ قرآن ہو یا کوئی اور ذکر واذکار جیسا کہ ختم کے وقت جماعت اہلسنت کا طریقہ ہے اور اسی طرح حضرت علیؓ کا روزہ رکھنے کے بعد شام کو کھانا فقیر کو کھلا دینا وغیرہ وغیرہ بلکہ وہابی اور دیوبندی بھی بعض دفعہ وعظ نصیحت کے بعد تبرک تقسیم کرتے ہیں۔لہٰذا ہم مخالفین کو دعوت فکر دیتے ہیں کہ اس گیارہویں شریف کے عمل میں اگر کوئی خلاف شرع چیز ہے تو دلیل پیش کریں ورنہ خاموشی سے اپنے گھر بیٹھے رہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ گیارہویں شریف یا قل ساتہ دسواں چالیسواں وغیرہ یا کوئی اور ختم ہو تو سب کا طریقہ اور عمل ایک ہی ہے مگر نام مختلف ہیں یعنی ان سب میں انبیاء و اولیاء اور تمام ایمانداروں کو ایصال ثواب ہی کیا جاتا ہے اور ان کے لئے دعا وغیرہ ہی کی جاتی ہے جو کہ جائز اور صحیح ہے اور اس کا ثبوت ہم قرآن واحادیث

سے پیش کر چکے ہیں۔

سوال: کیا تم اس پیر کو گیارہویں شریف کا ثواب پہنچاتے ہو جس نے ایک مائی کا بیڑا ڈبو دیا تھا۔

جواب: جناب یہ سوال ہی جہالت پر مبنی ہے کیونکہ وہ بیڑا غوث اعظم نے نہیں بلکہ اللہ کے حکم سے ڈوبا تھا اور اس کے علاوہ یہ سوال سرکار غوث اعظم کی شان میں نہایت بے ادبی اور گستاخی کا جملہ ہے اور اس کے علاوہ ایک طرف تو تم خود ہی کہتے ہو کہ جو کرتا ہے اللہ کرتا ہے اور یہاں کہتے ہو کہ بیڑا غوث اعظمؒ نے ڈبویا تھا۔ ارے تم تو خود ہی اس بیڑے کا ذکر کرتے ہوئے اپنے عقیدے کا بیڑا غرق کر رہے ہو اور ہاں وہ تو ایک بیڑا تھا یہ جو سمندروں میں کئی بیڑے اور جہاز غرق ہو جاتے ہیں اور یہ جو ایکسیڈنٹ ہو جاتے ہیں یہ کس کے حکم سے ہوتے ہیں۔ جناب یہ اللہ کے حکم سے ہوتے ہیں تو پھر اب اللہ تعالیٰ کا بھی انکار کر دیں۔

ضروری اعلان

برادران اسلام یہ جو کچھ ہم نے تحریر کیا ہے یہ اس لئے نہیں کیا کہ یہ غریب اور بے سہارا لوگوں کیلئے بوجھ بن جائے۔

ہاں اس لئے کیا ہے کہ جو لوگ ہمارے اس عمل پر حرام یا بدعت کے فتوے لگاتے رہتے ہیں ان کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے اس فعل کا ثبوت قرآن و احادیث میں صاف لفظوں میں موجود ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ غریب اور بے سہارا لوگوں کو خبردار کیا جاتا ہے کہ دوستو یہ عمل بیشک جائز تو ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی یاد رکھیں کہ یہ عمل فرض یا واجب ہرگز نہیں ہے یعنی کر لو تو ثواب ہے اور نہ کرو تو گناہ نہیں لہٰذا اگر جیب اجازت دے تو کر لو ورنہ یہ ضروری نہیں ہے کہ قرض

لے کراپنی جان پرضرور بوجھ ڈالیں یعنی قرض لے کراپنی جان پر بوجھ نہیں ڈالنا چاہئے کیونکہ اصل مقصد تو ایصال ثواب کرنا ہے اور ایصال ثواب تو اس کے علاوہ اور بھی کئی طریقوں سے کیا جاسکتا ہے مثلاً تلاوت قرآن' درود شریف' کلمہ شریف' ذکرواذکار' نوافل اور روزہ وغیرہ سے اور صرف مرغ' پلاؤ، زردے اور فرنیوں کی دیگوں سے ہی نہیں بلکہ اس کے اور بھی کئی طریقے ہیں مثلاً دیکھیں کہ جو شخص ایک دفعہ سورہ یٰسین شریف پڑھتا ہے تو اس کو دس قرآن پاک کا ثواب ملتا ہے۔(مشکوۃ فضائل قرآن)

اور جو شخص تین دفعہ قل شریف پڑھتا ہے تو اسے ایک قرآن پاک کا ثواب ملتا ہے۔(مشکوۃ فضائل قرآن)

اور حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ قرآن پاک کی دو آیتیں دو اونٹنیوں سے بہتر ہیں تین آیتیں تین اونٹنیوں سے اور چار آیتیں چار اونٹنیوں سے بہتر ہیں اور آیتوں کی تعداد اونٹنیوں کی تعداد سے بہتر ہے۔(مشکوۃ فضائل قرآن)

اور جو شخص آیۃ الکرسی پڑھکر اس کا ثواب اہل قبور کو پہنچا تا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر قبر والے کو چالیس چالیس نور عطا فرماتا ہے جن کی روشنی مشرق و مغرب تک پھیل جاتی ہے۔

(نزہت المجالس ص 299)

اور جو شخص اس طرح دو رکعت نفل پڑھے کہ سورہ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی اور **الھکم التکاثر** اور قل شریف گیارہ گیارہ بار پڑھے اور پھر اس کا ثواب فوت شدہ کو پہنچائے تو اللہ تعالیٰ اسی وقت ایک ہزار فرشتے کو فوت شدہ کی قبر کی طرف جانے کا حکم فرماتا ہے اور ہر ایک فرشتے کے پاس انوار وتجلیات کا وسیع ہدیہ ہوتا ہے جس سے وہ نفخ صور تک اس کا دل بہلاتے ہیں اور ایصال ثواب کرنے والے کیلئے چالیس ہزار درجے بلند کئے جائیں گے اور چالیس ہزار حج وعمرہ کا ثواب لکھا

جاتا ہے اور جنت میں اسے ایک ہزار شہروں کا مالک بنایا جاتا ہے اور اسے اتنی نیکیاں عطا کی جائیں گی کہ جتنی دنیا کی تمام چیزوں پر سورج کی شعائیں پڑیں گی اور اسے ہزار شہداء کا ثواب دیا جائے گا اور ہزار جوڑے مرحمت کئے جائیں گے۔(نزہت المجالس ص 300)

اور ہاں سالانہ ختم کے علاوہ اگر ہر روز ایصال ثواب کیلئے کوئی تھوڑا بہت وظیفہ مقرر کر لیں تو یہ بھی بہت ہی اچھا ہے مثلاً سورہ یٰسین یا قل شریف یا تلاوت قران یا کلمہ درود یا نوافل وغیرہ کیونکہ کہاں سال کے بعد ثواب پہنچانا اور کہاں ہر زور ایصال ثواب کرنا اگر چہ تھوڑا ہی ہو مثلاً دو نفل یا چار نفل یا ایک دفعہ سورہ فاتحہ اور تین دفعہ قل شریف یا صرف ایک دفعہ سورہ یٰسین شریف پڑھ کر ایصال ثواب کرنا جو کہ دس قرآن کے ثواب کے برابر ہے تو یہ بھی فوت شدہ کیلئے **دنیا وما فیھا** سے بہتر ہے اور اس کے لئے بلندی درجات اور ہزار خوشیوں کا سبب ہے۔ کیونکہ دیکھیں کہ ایک شخص کو سال کے بعد ایک دفعہ کھانا کھلا دینا اور دوسرے کو ہر روز کھلانا یہ کتنا فرق ہے۔

دیکھیں صحابہ کرام نے اپنے فوت شدہ کو صدقہ کا ثواب پہنچانے کیلئے جب بھی حضورؐ سے پوچھا تو آپؐ نے کھلے لفظوں اس کی اجازت عطا فرمائی ہے اور منع ہر گز نہیں فرمایا جیسا کہ ایصال ثواب کے باب میں گزر چکا ہے اور صدقہ ہر نیکی کو کہتے ہیں جیسا کہ صدقہ کے بیان میں گزر چکا ہے لہٰذا آپ جس بھی صدقہ سے ایصال ثواب کریں گے ہو جائے گا۔

بہر حال جائز طریقے سے جس طرح بھی کریں سو کریں مگر قرض سے اور خلاف شرع کام سے بچنا چاہئے اور اس کے علاوہ جو لوگ حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نام کے معجزے اور دس بیبیوں کے قصے اور کہانیاں وغیرہ پڑھتے اور پڑھاتے ہیں ان کو چاہئے کہ وہ ایسے معجزوں اور قصے کہانیوں کی بجائے قرآن پاک درود شریف کلمہ شریف اور نوافل وغیرہ پڑھ کر اور محفل ذکر کر کے ان کا ثواب حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پہنچائیں کیونکہ

ہمارے نزدیک معجزہ صرف نبی کا ہوتا ہے غیر نبی کا نہیں اور نہ حضرت علی نبی تھے نہ حضرت فاطمہ نبی تھیں ہاں کچھ شیعہ حضرات کا ایسا عقیدہ ہے کہ یہ صحیح ہے اور دس بیبیوں کی کہانی کے صفحہ 2 پر بھی لکھا ہے کہ یہ ایک معجزہ ہے اور اسی صفحہ پر ایک شعر یون لکھا ہے کہ لحہ لحہ دیکھیں گے آپ معجزہ ہائے سیدہ لہٰذا یہ شیعہ حضرات کے نزدیک صحیح ہوگا لیکن ہمارے عقیدہ کے مطابق ہرگز صحیح نہیں ہے بلکہ ہمارے نزدیک ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر ہے جو غیر نبی کو نبی کے مقام پر لا کھڑا کرے اور پھر لطف کی بات یہ ہے کہ اس قصے کی بنیاد بھی تو صرف خواب پر رکھی گئی ہے اور پھر ان دس بیبیوں کے واقعات کا بھی اس میں کوئی ذکر نہیں ہے۔

چند نصیحت آموز واقعے

1۔ ہمارے ایک ساتھی نے اپنا ایک واقعہ سنایا کہ ہمارے گاؤں میں ایک شخص سائیکل پر کپڑا بیچنے کیلئے تقریباً دس گیارہ دن بعد آیا کرتا تھا اور اس کا ایک لڑکا تھا جو اسکے ساتھ آتا تھا کچھ دنوں کے بعد وہ نظر نہ آیا آخر ایک دن راستے میں خالی سائیکل پر ملا اور میں نے اس کا حال چال پوچھا تو اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور فوراً رو پڑا تو میں نے پوچھا کہ کیا ہوا تو کہنے لگا کہ وہ جو میرا لڑکا تھا وہ بیمار ہو گیا اور میرا دس پندرہ ہزار کا کاروبار تھا وہ ہسپتالوں میں علاج معالجے پر لگ گیا اور لڑکا بھی فوت ہو گیا تو فوتگی پر جب عزیز و اقارب جمع ہوئے تو جن سے تھوڑا بہت لینا تھا وہ لے کر گزارہ کیا اور پھر جب جانے لگے تو بڑے بن ٹھن کر کہنے لگے کہ بھائی ساتہ کب کرنا ہے تو میں نے کہا کہ فلاں تاریخ کو پھر وہ اس تاریخ کو سب کے سب آگئے پھر قرض لے کر گزارہ کیا تو پھر وہ جاتے ہوئے کہنے لگے کہ بھائی دسواں کب کرنا ہے تو پھر اسی طرح ہوا پھر جاتے وقت کہنے لگے کہ بھائی بیسواں کب کرنا ہے پھر اسی طرح ہوا پھر جاتے وقت کہنے لگے کہ بھائی چالیسواں

کب کرنا ہے ٹھگوا اسی طرح ہوا لہٰذا اب حال چال کیا پوچھتے ہو اب حال یہ ہے کہ لڑکا بھی فوت ہو چکا ہے اور جن پیسوں کا کاروبار کرتے تھے وہ بھی ختم ہو گئے ہیں اور کاروبار بھی بند ہو چکا ہے اور اب لوگوں کا مقروض بن کر پریشان اور خالی ہاتھ پھر رہا ہوں۔

2۔ اسی طرح ایک اور ہمارے ساتھی نے بتایا کہ ہمارے گاؤں میں ایک غریب آدمی فوت ہو گیا تو اس کا لڑکا قل شریف کے ختم کیلئے چنے اور مکھانے وغیرہ سائیکل پر رکھ کر آ رہا تھا تو میں نے اس سے پوچھا کہ یہ کیا ہے تو اس نے کہا کہ ختم کیلئے چنے ہیں تو میں نے پوچھا کہ پیسے کہاں سے لئے تھے تو وہ کہنے لگا کہ فلاں چوہدری صاحب سے قرضہ لیا تھا تو میں نے کہا کہ بھائی یہ کوئی فرض یا واجب تو ہے نہیں کہ جس کیلئے تم نے قرضہ لیا ہے لہٰذا تم نے قرض لے کر خواہ مخواہ اپنی جان پر بوجھ ڈالا ہے۔

3۔ ایک شخص کا والد فوت ہو گیا تو اس کی برادری کہنے لگی کہ ختم پر چار (4) من مرغ کا گوشت اور سوا دو من دودھ کا دہی اور چھ (6) دیگیں چاول ضرور ہوں لہٰذا اس قسم کی شرمناک اور فضول رسموں سے بھی بچنا چاہئے کیونکہ ایک طرف تو اہل خانہ کا عزیز فوت ہو چکا ہوتا ہے اور دوسری طرف خوامخواہ ہم اسے ہزاروں روپے کا مقروض کر دیتے ہیں اور اس کے علاوہ یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ بڑے ختم یعنی چالیسویں وغیرہ پر سات سبزیاں سات کھانے چھابی پونا، گلاس، چمچ، پیالی اور سات قسم کی مٹھائی وغیرہ ختم میں ضرور ہوں اور پہلے بہنیں ہزاروں روپے کے کپڑے لائیں اور پھر بھائی ان کو ہزاروں روپے کے کپڑے دیں اگرچہ کسی سے قرضہ لے کر ہی دیں بلکہ اکثر جگہ تو بیٹوں اور بیٹیوں کو قیمتی سوٹ اور زیور دیئے جاتے ہیں جس کے متعلق علامہ طاہر القادری صاحب بھی لکھتے ہیں کہ ظالمو کچھ تو خدا کا خوف کرو کہ تم نے مرگ اور غمی کے وقت کو بھی شادی یعنی خوشی میں بدل ڈالا ہے۔ (ایصال ثواب کی شرعی حیثیت 101)

حضرات گرامی قابل غور بات یہ ہے کہ ایک تو ویسے ہی وہ غمی کا وقت ہوتا ہے دوسرا خواہ مخواہ ایسی فضول رسموں کے بوجھ سے ہم اور بھی پریشانی کا سبب پیدا کر دیتے ہیں اس لئے ہمیں چاہئے کہ ان چیزوں کی طرف توجہ کرنے کی بجائے وہ کام کریں کہ جس سے فوت شدہ کو زیادہ فائدہ ہو مثلاً علم دین حاصل کرنے والے طالب علموں کی خدمت کی جائے اور ان سے پوچھا جائے کہ جس کتاب یا چیز کی ضرورت ہو وہ کتاب یا چیز لا کر دے دی جائے یا مسجد میں قرآن سپارے صفیں دریاں پنکھے لا کر دے دیئے جائیں جس کا مردے کو زیادہ فائدہ بھی ہو یعنی جس مقصد کیلئے ہم جمع ہوتے ہیں بہر حال اس عمل کیلئے اگر جیب اجازت دے تو کر لو ورنہ بے شمار ایسے طریقے موجود ہیں کہ جن سے بغیر خرچہ کے بھی ایصال ثواب کیا جا سکتا ہے مثلاً تلاوت قرآن' درود شریف' کلمہ شریف' ذکر اذکار نوافل اور روزہ وغیرہ کا ثواب ایک شخص ایک قبر کے قریب دو رکعت نماز پڑھ کر لیٹ گیا ابھی جاگ ہی رہا تھا کہ قبر سے کوئی شخص کہتا ہے کہ تم عمل کرتے ہو اور ہم نہیں کر سکتے خدا کی قسم اگر تیری طرح میں بھی دو رکعت پڑھ سکتا تو مجھے یہ تمام دنیا **وما فیھا** سے عزیز ہوتا۔

(روحوں کی دنیا ص 48)

برادران اسلام اب اتنی تفصیل کے بعد بھی اگر کوئی آدمی اپنی جان پر قرض کا بوجھ ڈالے تو یہ اس کی اپنی مرضی ہے ورنہ شریعت نے تو ہم پر کوئی بوجھ نہیں ڈالا اس کے علاوہ ہمارے ہر ساتھی کو سب سے پہلے اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ اگر فوت شدہ کے وارث غریب ہوں یعنی ان کی مالی حالت کمزور ہو تو جنازہ کے علاوہ دسویں بیسویں اور چالیسویں وغیرہ پر بار بار جا کر فوت شدہ کے وارثوں کیلئے بوجھ اور پریشانی کا سبب ہرگز نہیں بننا چاہئے اور اس کے علاوہ جو امیر اور دولت مند حضرات ایسے موقع پر مرغ اور فرنیاں وغیرہ کی دیگوں پر لاکھوں روپے اڑا دیتے ہیں ان کو سوچنا چاہئے کہ یہ کوئی خوشیاں منانے اور نفس پرستی کا وقت تو ہے نہیں ہاں اگر مال و دولت خرچ کرنا ہی

ہے تو پھر کوئی ایسی مسجد دیکھیں جو زیر تعمیر ہو جہاں کسی پنکھے' موٹر' ٹیوب' فرش' صفوں کی ضرورت ہے یا کوئی ایسا مدرسہ دیکھیں جہاں باہر سے آ کر طالب علم علم دین حاصل کر رہے ہوں ان کی رہائش کھانے پینے کا انتظام اور کتابوں وغیرہ کے خرچہ پر غور کریں یا کوئی محلے میں یتیم بیوہ بے سہارا محتاج اور غریب یا کسی غریب کی بچی غریبی کی وجہ سے گھر بیٹھی ہوئی ہے ایسے کاموں پر اپنا روپیہ خرچ کر کے اس کا ثواب اپنے فوت شدہ کو پہنچائیں ہاں جب ایصال ثواب کے لئے کھانے کا انتظام بھی کیا جائے تو محلے کے محتاج اور بے سہارا اور غریبوں مسکینوں یتیموں اور بچوں کا بھی خاص خیال رکھیں اور صرف اپنے دوستوں کا ہی پیٹ نہ بھریں اور اگر اہل خانہ میں سے کوئی یتیم ہو تو وہاں کھانا کھانے سے پرہیز کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے **ولا تقربوا مال اليتيم** ۔ترجمہ۔اور یتیموں کے مال کے پاس نہ جاؤ (**8-6-152**) **ان الذين الخ** بے شک وہ لوگ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں بے شک وہ اپنے پیٹوں میں انگارے بھرتے ہیں۔(**4-12-10**) یتیم کا مال نہ کھاؤ۔(**15-4-34**)

لہٰذا یتیم کے مال سے بھی ختم کا کھانا نہیں کھانا چاہیے۔ہاں اس کا وارث اپنے مال سے کرے تو کچھ حرج نہیں ہے (بہار شریعت حصہ **4**۔ص **136**) اور اس کے علاوہ دکھلاوے یا برادری کے ڈر سے کہ برادری کیا کہے گی یا برادری گردن پر گوڈا رکھ کر کھانا لینا چاہتی ہیکہ ہم سے کھایا تھا اب مر گیا ہے؟ اس صورت میں بھی کھانا نہ کھلائے کیونکہ یہ تو دکھلاوہ اور بھاجی ہے اس کے متعلق دیکھیں ایک سخی :شہید اور عالم کی تمام زندگی کی عبادت برباد ہوگئی۔(مشکوۃ کتاب العلم) اور سوگ کے دنوں میں فوت شدہ کے گھر سے کھانا نہ کھائیں (بہار شریعت حصہ **4**۔ص **135-136**) اور اس کے علاوہ ختم کے موقع پر سپیکروں میں اعلان وغیرہ کرانے سے بھی پرہیز بہتر ہے کیونکہ اس میں بھی ریاء اور زیادہ بوجھ سے نجات کا سبب ہے اور اس کے علاوہ غلط رسموں

ور بھاجیوں وغیرہ سے بھی پرہیز کرنا چاہئے مثلاً میت کا وارث اپنے قریبی رشتہ داروں کو ہزاروں
روپے کے قیمتی کپڑوں کے جوڑے اور قیمتی زیور وغیرہ دے یا اس جیسے کسی اور بوجھ تلے ڈالنے
سے خصوصاً اس موقع پر پرہیز کرنا چاہئے اور اس کے علاوہ ایک اور زائد رسم کی وجہ سے ہم بوجھ
تلے دب جاتے ہیں اور شادی بیاہ جتنا خرچہ لگ جاتا ہے جس سے غریب لوگوں کو مشکل بن جاتی
ہے اور وہ یہ ہے کہ فوتگی پر ہم چالیسویں وغیرہ پر بہت دھوم دھام کے ساتھ کارڈ چٹھیاں اور پیغام
غیرہ بھیجتے ہیں جس کی وجہ سے چالیسویں پر بھی سینکڑوں کی تعداد میں مہمان آجاتے ہیں جو کہ اہل
میت پر بوجھ کا سبب بنتے ہیں اس لئے ہمیں چاہئے کہ اس سے بھی بچنا چاہے اور ہاں صرف فوتگی
کی اطلاع بہتر ہے۔ مثلاً جو رشتہ دار اطلاع یا فون کرنے سے جنازہ پر ہی آجاتے ہیں تو ان
کو دوبارہ ختم پر پیغام پہچانے کی ضرورت ہی نہیں ہے کہ ہم چالیسویں پر ایصال ثواب کرنے لگے ہیں
لہٰذا سب کے سب آجاؤ اور اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ چالیسویں پر کسی کو خط یا فون ہی نہ بھیجا
جائے کیونکہ اس وقت سب کو اکٹھا کرنا کوئی فرض یا واجب نہیں ہے ہاں جن کو اطلاع نہیں پہنچ سکی
دوبارہ صرف ان کو ہی اطلاع کرنی چاہے مثلاً ایک آدمی کی بیس (20) جگہ رشتہ داری ہے جن
یں سے 18 تو جنازہ میں شامل ہو گئے تو باقی دو (2) رہ گئے تو اب صرف دو کی وجہ سے ہی 20
کے 20 کو دوبارہ بلانے کی کیا ضرورت ہے اور پھر چالیسویں کی اطلاع پر ہم رشتہ داروں کے
رشتہ دار آگے پھر انکے رشتہ دار آگے پھر انکے رشتہ داروں کو بڑی دھوم دھام سے بلاتے ہیں یہ بھی
نہیں کرنا چاہئے اور پھر ہر رشتہ دار اپنے اپنے رسم و رواج کے مطابق کوئی تو قیمتی کپڑوں کے سوٹ لا
رہا ہے اور کوئی زیور یعنی کوئی کچھ اور کوئی کچھ یعنی صرف ایک شخص کی موت پر اپنی اپنی جگہ پر تمام
رشتہ داروں کو خرچہ وغیرہ کی فکر لگ جاتی ہے یعنی جس طرح ہم نے شادیوں پر بھاجیاں بنا ڈالی
ہیں اسی طرح ہم نے مرنے پر بھی بھاجیاں بنا ڈالی ہیں لہٰذا ہم کو ان سے بھی بچنا چاہئے تا کہ اپنی

اپنی جگہ پر تمام رشتہ داروں میں سے کسی کو بھی خرچہ کی فکر نہ ہو ہاں جتنے قرآن یا پارے پڑھے جائیں یا زیادہ سے زیادہ جتنے نوافل پڑھے جائیں یہ پڑھ کر لانا چاہئے جو اصل کام ہے اور چالیسویں وغیرہ پر سینکڑوں اور ہزاروں لوگوں کو بلانا بھی کوئی فرض یا واجب ہرگز نہیں ہے نہ شریعت نے یہ بوجھ ڈالا ہے اور نہ یہ پابندی لگائی ہے اور چالیسویں پر جو روکھا سوکھا تھوڑا بہت کھانا یا شرینی ہو ختم پڑھ کر تقسیم کر دیا جائے اگرچہ دو آدمی موجود ہوں یا دس اور برادری یا لوگوں کے ڈر سے بھی نہ کھلائے کہ یہ ریاء اور دکھلاوہ ہے جیسا کہ بعض جگہ رسم تھی کہ اگر برادری کو نہ کھلایا جاتا تو بھری پنچایت میں کھڑے ہو کر معافی مانگنا پڑتی تھی۔ (خطبات محرم ص 27 باب ماں باپ کا کھانا) اور بعض جگہ کسی بڑے کے مرنے پر پیسے بانٹتے ہیں یا شادی بیاہ کی طرح کھانا کھلاتے ہیں۔ (خطبات محرم ص 527) ایسے بھی نہیں کرنا چاہئے۔

غریب لوگوں کیلئے نہایت ہی مفید اور ضروری پیغام

برادران اسلام فوتگی کے بعد چالیسویں کیلئے ہزاروں میں سے کسی ایک کو بھی بالکل نہ کوئی خط لکھیں اور نہ پیغام بھیجیں مگر جسے فوتگی پر اطلاع نہ پہنچ سکی ہو یا جو نماز جنازہ کے وقت نہ پہنچ سکا ہو اور پھر چالیسویں پر ایصال ثواب کیلئے جتنے قرآن شریف پڑھے جائیں یا ہر روز جتنی دفعہ سورہ یٰسٓ پڑھی جائے یا جتنی دفعہ سورہ اخلاص پڑھی جائے یا جتنے نوافل پڑھے جائیں یا جتنی دفعہ کلمہ شریف یا کوئی اور ذکر اذکار کیا جائے پورا زور لگا کر کریں اور چالیسویں پر اگر توفیق ہو تو محلے کی مسجد سے چند بچوں کو بلا کر قرآن مجید ختم کرائیں اور دس بیس روپے کی شیرینی منگوا کر یا گھر میں ہی کوئی تھوڑی بہت چیز پکا کر اس پر ختم پڑھ کر تقسیم کر دیں اور فوت شدہ کو ان چیزوں کا ثواب پہنچا دیں کیونکہ اصل مقصد تو ثواب پہنچانا ہی ہے اور سینکڑوں بلکہ ہزاروں روپے خرچ کرنے کی کوئی

ضرورت ہی نہیں ہے اور ہاں سینکڑوں رشتہ داروں کو بھی بلانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیا ان کے بغیر ایصال ثواب نہیں ہوتا بلکہ بعض جگہ سننے میں آیا ہے کہ اگر چالیسویں پر خط نہ لکھیں تو اعتراض کرتے ہیں تو ہم ان جاہلوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا تمہارا تمام کے تمام رشتہ داروں کا پھر آگے ان کے رشتہ داروں کا چالیسویں کے ختم میں شامل ہونا کوئی فرض ہے یا واجب دلیل پیش کریں۔ یہاں جو شرعی طور پر ضروری چیزیں ہیں انکی طرف سے ہماری آنکھیں بند ہیں مثلاً نماز روزہ وغیرہ
حضرات گرامی دیکھیں کہ جس طرح ہم بیاہ شادی کے موقع پر فضول اور شیطانی رسموں کو بڑھا رہے ہیں اسی طرح ہم اس چالیسویں کے موقع پر بھی تمام رشتہ دار برداری اور عزیز و اقارب کے جمع ہونے کی فضول رسم کو فرض کی طرح لازمی اور ضروری قرار دے کر اس رسم کو بھی بڑھا رہے ہیں اس لئے ہمیں اسے بھی ختم کرنا چاہیے۔ اور اس کے علاوہ ہزاروں روپے کے سوٹ اور زیورات وغیرہ بھی ہرگز لے کر نہیں جانا چاہیے اگر چہ کتنا ہی قریبی رشتہ دار ہو کیونکہ ایسی رسمیں تو بیاہ شادی یعنی خوشی کے وقت ہوتی ہیں نہ کہ غمی کے وقت اس لئے ہمیں اس فضول رسم کو بھی ختم کرنا چاہیے اور علماء کو بھی چاہیے کہ ایسی فضول اور نکارہ رسموں سے عوام کو منع کریں تاکہ یہ عمل کسی کیلئے بوجھ نہ بنے۔

﴿ایصال ثواب کرنے یعنی ختم پڑھنے کا طریقہ﴾

عزیزم سب سے پہلے کوئی سورۃ یا رکوع پڑھے پھر ایک مرتبہ سورہ کافروں تین مرتبہ سورہ اخلاص ایک ایک مرتبہ سورہ فلق اور ناس پھر سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ مفلحون تک پڑھے پھر "ان رحمتہ للہ قریب من المحسنین الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون و ما ارسلنك الا رحمة للعالمین ما كان محمد ابا احد

من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبین وکان اللہ بکل شی علیما ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین آمنو اصلوا علیہ وسلمو اتسلیما۔

اس کے بعد درود شریف پڑھ کر "**اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد**" پڑھے اور دعا مانگے اے اللہ تعالیٰ اس تمام کلام اور جو کچھ حاضر ہے اس کا ثواب ہماری طرف سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیۃ و تحفۃ پہنچادے پھر تمام انبیاء ورسل کو پھر آل پاک صحابہ کرام تابعین تبع تابعین اور تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ اور وسیلہ سے پہنچادے خصوصاً فلاں کی روح کو یعنی جس کے نام کا ختم ہے اگر کھانے کا انتظام ہے تو اس کا ثواب بھی پہنچادے آخر میں ہم پھر مخالفین کو کہتے ہیں کہ یہ ہے ہمارے ختم کا طریقہ اگر جرأت اور ہمت ہے تو اسے قرآن و احادیث سے حرام اور ناجائز ثابت کریں۔

سوال: جی یہ جو کچھ تم نے لکھا ہے اس طرح ایصال ثواب کو تو سب ہی مانتے ہیں۔

جواب: جناب اگر سب مانتے ہیں تو یہ ہی ہمارا طریقہ ایصال ثواب یعنی ختم کا ہے اور ہم ختم میں کوئی گرنتھ یا ہیر رانجھا وغیرہ ہرگز نہیں پڑھتے ہم اسے ہی ختم کہتے ہیں جسے تمہارے قول کے مطابق سب مانتے ہیں اور اسی کو ہم نے قرآن واحادیث سے جائز ثابت کیا ہے۔

﴿ایک لطیفہ﴾

برادران اسلام مخالفین کا عقیدہ بھی کیا ڈاولہ نما عقیدہ ہے کہ اگر اسے اوپر سے پکڑو تو نیچے سے تڑپتا رہتا ہے اور اگر نیچے سے پکڑو تو اوپر سے تڑپنے لگ جاتا ہے اور اگر درمیان سے پکڑو تو اوپر اور نیچے یعنی دونوں طرف سے ہی تڑپنا شروع کردیتا ہے۔

تو برادران اسلام اسی طرح مخالفین کا حال ہے کہ کبھی تو کہتے ہیں کہ ختم کا ثبوت قرآن و احادیث میں موجود نہیں ہے جب اس کا ثبوت قرآن واحادیث سے پیش کیا تو کہنے لگے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں اس کا جواب دیا تو بولے کہ یہ بدعت ہے اس کا جواب دیا تو کہنے لگے کہ اس میں وقت مقرر کرنا جائز نہیں اسکا جواب دیا تو کہنے لگے کہ کھانا کھلانا صحیح نہیں ہے اس کا جواب دیا تو کبھی کسی طرف نکل گئے اور کبھی کسی طرف نکل گئے اور آخر میدان سے ہی بھاگ کھڑے ہوئے۔

چیلنج

حضرات گرامی مخالفین سے ہمارا چیلنج ہے کہ جس طرح ہم نے اس ایصال ثواب یعنی ختم کو قرآن واحادیث سے کھلے لفظوں جائز ثابت کیا ہے اگر اس میں ہمت ہے تو وہ بھی اسے اسی طرح کھلے لفظوں قرآن واحادیث سے حرام ثابت کرے۔

کیونکہ عام طور پر ہم ختم میں جن چیزوں پر عمل کرتے ہیں ہم نے صاف لفظوں میں یعنی روشن دلائل کے ساتھ ان کا قرآن واحادیث سے جائز ہونا ثابت کر دیا ہے لہٰذا جو شخص اب بھی ہمارے اس ختم یعنی ایصال ثواب کو گناہ حرام یا منع کہتا پھرتا ہے تو ہمارا چیلنج ہے کہ جس طرح ہم نے اس ختم یعنی ایصال ثواب کو قرآن واحادیث سے صاف اور روشن دلائل کے ساتھ جائز ثابت کیا ہے تو وہ بھی اسی طرح قرآن واحادیث سے صاف اور روشن دلائل کے ساتھ اسے حرام اور منع ثابت کرے۔

نفی کا مدعی بھی دلائل پیش کرے

(۱) قل ھاتوا برھانکم الخ تم فرمادو کہ لاؤ اپنی دلیل اگر تم سچے ہو۔ (پ۱، ع۱۳، آ۱۱۱)

(۲) قل ھاتوا برھانکم الخ تم فرماؤ کہ لاؤ اپنی دلیل اگر تم سچے ہو (پ۲۰، ع۱، آ۶۶)

(۳) ام لکم سلطن الخ اگر تمہارے پاس کوئی کھلی دلیل ہے تو لاؤ اپنی کتاب اگر تم سچے ہو (پ۲۳، ع۹، آ۱۵۶)

(۴) من یجادل الخ اور جو شخص علم کے بغیر اللہ کے متعلق جھگڑے کہ جس کے پاس نہ کوئی دلیل ہے اور نہ کوئی روشن کتاب اور اپنی گردن حق سے پھیرے کہ اللہ کی راہ سے گمراہ کرے تو اس کیلئے دنیا میں رسوائی ہے اور قیامت کے دن ہم اسے آگ کا عذاب چکھائیں گے (3-8-17)

(۵) قل ھلم الخ تم فرمادو کہ لاؤ اپنے وہ گواہ کہ جو یہ گواہی دیں کہ اللہ نے اسے حرام کیا ہے (پ۸، ع۵، آ۱۵۰)

(۶) وان کنتم الخ اور اگر تمہیں شک ہے جو ہم نے اپنے بندے پر اتارا ہے تو لے آؤ اس جیسی ایک ہی سورۃ اور تم بلا لو اپنے سب حمائتیوں کو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو تو پھر اگر تم نہ کر سکو اور ہم فرمادیتے ہیں کہ تم ہرگز نہ کر سکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں جو تیار کی گئی ہے واسطے کافروں کے (24-3-1)

خلاصہ

حضرات کرامی ختم نام ہے ایصال ثواب کا اور ایصال ثواب کہتے ہیں فوت شدہ کو ثواب پہنچانے کو اور اب مسئلہ یہ ہے کہ کونسی چیز کا اور کتنی چیزوں کا ثواب پہنچایا جائے تو جواب حاضر ہے کہ قرآن واحادیث کے مطابق جو بھی عمل نیک ہے آپ اس کا ثواب پہنچا سکتے ہیں اگرچہ وہ ایک ہی عمل سے ہو یا ہزاروں بلکہ لاکھوں نیک اعمال سے ہو تو جناب اب دیکھئے کہ ختم میں ہم جن نیک اعمال کا ثواب پہنچاتے ہیں ان کا جائز ہونا ہم قرآن واحادیث سے کھلے لفظوں ثابت کر چکے ہیں مثلاً دیکھیں۔

(۱) قرآن مجید پڑھنا۔ اور اس کے جائز ہونے کے متعلق ہماری پیش کردہ دلیل نمبر 1 دیکھیں

(۲) اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا اور اس کے جائز ہونے کے متعلق ہماری پیش کردہ دلیل نمبر 2 دیکھیں

(۳) قرآن پاک کی تلاوت کرنا اور اس کے متعلق ہماری پیش کردہ دلیل نمبر 3 دیکھیں

(۴) حضور ﷺ پر درود شریف پڑھنا اور اس کے متعلق ہماری پیش کردہ دلیل نمبر 4 دیکھیں

(۵) فوت شدہ کیلئے دعائے مغفرت کرنا اور اس کے متعلق ہماری پیش کردہ دلیل نمبر 5 دیکھیں

(۶) فوت شدہ کو ایصال ثواب کرنا اور اس کے متعلق ہماری پیش کردہ دلیل نمبر 6 دیکھیں

(۷) اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اس کے متعلق ہماری پیش کردہ دلیل نمبر 7 دیکھیں

(۸) اپنی حلال کمائی سے عام مسلمانوں کو کھانا کھلانا اور اس کے متعلق ہماری پیش کردہ دلیل نمبر 8 دیکھیں

تو جناب ثابت ہوا کہ ختم میں ہم جن نیک اعمال کا ثواب پہنچاتے ہیں ان کا جائز ہونا قرآن و احادیث سے کھلے لفظوں ثابت ہے۔ اور اگر آپ کہیں کہ یہ تمام چیزیں علیحدہ علیحدہ تو جائز ہیں

لیکن ان کو جمع کرنا منع اور حرام ہے تو جناب ان کا جمع کرنے کی وجہ سے حرام ہونا یہ دلیل پیش کرنا تمہارے ذمہ ہے ہمارے نہیں۔اور ہاں اگر مخالف اسے ناجائز ثابت نہ کر سکے تو سن لو خبر دار جس چیز کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام نہیں کیا تو کسی دوسرے کو کیا حق جرات طاقت اور اختیار ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی حلال کردہ چیزوں کو حرام کہتا پھرے۔

﴿دھوکے اور چالاکی سے حقیقت کیسے بدلو گے﴾

﴿افسانہ آخر افسانہ ہے حقیقت پھر حقیقت ہے﴾

(سوال) کھانے پر قرآن پڑھنا سنت نہیں ہے اس لئے حرام ہے جیسے ذبح کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کی بجائے قرآن پڑھا جائے یا الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھا جائے تو جانور حرام ہو جاتا ہے۔

جواب۔ (۱) جناب اس کے متعلق پہلی بات تو یہ ہے کہ جو چیز سنت نہیں ہے کیا وہ حرام ہے ہر گز نہیں۔

(۲) اور کھانے پر مطلق کوئی بھی چیز پڑھنا سنت ہے حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے حلوے پر جو اللہ نے چاہا وہ کلام پڑھا۔(مشکوۃ ج 3 ص 187 باب معجزات)

(۳) اب رہا ذبح کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کی بجائے قرآن یا صلوٰۃ وسلام پڑھنے کی مثال پیش کرنا تو یہ بھی نہایت ہی کم علمی اور جہالت کی علامت ہے کیونکہ ذبح کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر پڑھنے کا طریقہ خود حضور ﷺ نے مقید اور مقرر فرما دیا ہے اور کھانا سامنے رکھ کر اس پر مطلقاً کوئی بھی چیز پڑھنا یہ بھی خود حضورؐ سے ہی ثابت ہے اس لئے مقید اور مقرر کو غیر مقید اور غیر مقرر یعنی مطلق کے ساتھ ملانا نہایت ہی کم عقلی کی دلیل ہے کیونکہ مطلق کو مقید کے ساتھ ہر گز نہیں ملایا جا سکتا۔جیسے رکوع و سجود میں کلمہ یا درود یا تلاوت نہیں پڑھ سکتے صرف تسبیح وغیرہ ہی پڑھ سکتے ہیں کیونکہ یہ طریقہ بھی حضور ﷺ نے مقرر فرما دیا ہے۔لیکن عام حالت میں یہ سب کچھ پڑھ سکتے ہیں۔

(سوال) حدیث میں تو ہے کہ جب تم کھانا کھانے لگو تو بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کر دو اور تم آگے پڑھنا شروع کر دیتے ہو۔

(جواب) جناب یہ تب ہے کہ جب کھانا کھانے لگے لیکن ختم کے وقت تو اللہ کا کلام پڑھنے کیلئے کھانا

سامنے رکھا جاتا ہے نہ کہ کھانے کیلئے اور نہ ہی اس وقت کسی کو کھانا وغیرہ دیا جاتا ہے ہاں ختم کے بعد کھانا دیا بھی جاتا ہے۔اور بسم اللہ پڑھ کر کھانا کھایا بھی جاتا ہے۔

اور ہاں اس کے علاوہ یہ بات بھی ذہن میں رکھیں کہ جہاں کسی فوت شدہ کو ایصال ثواب کریں تو اگر ہو سکے تو اس کے نام پر کسی غریب کو کپڑا وغیرہ بھی دے دیا کریں۔ کیونکہ اس کا اجر بھی فوت شدہ کو ضرور ملتا ہے۔

ا۔ ایک شخص نے بتایا کہ میری بیوی فوت ہونے کے بعد اس حال میں نظر آئی کہ اس کے جسم پر کوئی کپڑا نہیں ہے بیداری کے بعد اس کے نام پر ایک غریب کو سوٹ دیا تو اب جو خواب میں دیکھا تو وہی سوٹ اس نے پہن رکھا ہے اور شکریہ ادا کر رہی ہے۔

۲۔ ایک شخص نے بتایا کہ اس نے والدہ کے نام پر آسمانی رنگ کا ایک سوٹ کسی غریب کو دیا ہے تو چند دن بعد اس کی دادی صاحبہ خواب میں شکوہ کرتے ہوئے ملیں کہ تم نے ان کو تو سوٹ دیا ہے اور مجھے نہیں دیا پوچھا تجھے کیسے معلوم ہوا تو کہا کہ انہوں نے پہن رکھا ہے۔ پوچھا کیسا ہے تو کہا آسمانی رنگ کا تو ثابت ہوا کہ اس عمل کا اجر بھی فوت شدہ کو ملتا ہے۔ دیکھیں قرآن میں فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ

۳۔ ایک شخص نے خواب میں بہت سے عورتیں دیکھیں لیکن اپنی بیوی نہ دیکھی اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا کہ تم نے اس کے کفن میں کوتاہی کی اس لئے وہ ہمارے ساتھ آنے میں شرم محسوس کرتی ہے ایک آدمی فوت ہوا تو اس نے اس کے کفن میں ایک کفن رکھ دیا تو اب جو خواب میں دیکھا تو وہ عورت وہی کپڑے پہن کر کھڑی ہے۔ (شرح الصدور-178)

﴿تمت بالخیر﴾

الفیصل پرنٹرز عالمگیر روڈ کاموکی